رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ

تراسی ۸۳ غزوات اور مہمات پر محیط منفرد و مستند کتاب

مصنف

میجر (ر) امیر افضل خاں

مدیر و ناشر

ارشد قریشی
بانی تصوف فاؤنڈیشن

تصوف فاؤنڈیشن
المعارف گنج بخش روڈ لاہور

Marfat.com

Marfat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یٰٓاَیُّهَا النَّبِیُّ حَرِّضِ الْمُؤْمِنِیْنَ عَلَی الْقِتَالِ

اے نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مومنین کو جنگ (جہاد) کی ترغیب دو ۔ (فرمانِ الٰہی)

تصوف فاؤنڈیشن

۱۹۹۷ء

Marfat.com

Marfat.com

رسول اللہ ﷺ کی جنگی حکمت عملی
اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ

تراسی ۸۳ غزوات اور مہمات پر محیط منفرد و مستند کتاب

مصنف

میجر (ر) امیر افضل خاں

مدیر و ناشر

ارشد قریشی

بانی تصوف فاؤنڈیشن

تصوف فاؤنڈیشن
المعارف
گنج بخش روڈ لاہور
۱۴۱۹ھ

Marfat.com

شاہکار کتب جہاد

شمارہ (۲)

مدیر و ناشر

ابو نجیب حاجی محمد ارشد قریشی

بانی تصوف فاؤنڈیشن ۷۵۹۹۵۴۳

جملہ حقوق محفوظ

ناشر ——— تصوف فاؤنڈیشن ۲۴۹-اے این سمن آباد

طابع ——— زاہد بشیر پرنٹرز-لاہور

ایڈیشن ——— ۲۰۰۲ء / ۱۴۲۲ھ (۵۰۰)

قیمت ——— Rs 275. روپے

تقسیم کار ——— المعارف گنج بخش روڈ، لاہور، پاکستان۔

آئی ایس بی این ۹۶۹-۵۰۶-۰۳۷-۴

Marfat.com

حرف آغاز

ستیزہ کار رہا ہے ازل سے تا امروز
چراغِ مصطفویؐ سے شرارِ بو لہبی

گیارہ ستمبر کو امریکہ کے تجارتی (ورلڈ ٹریڈ سنٹر) اور دفاعی (پینٹا گون) مراکز کی تباہی مکافاتِ عمل کا نتیجہ تھی لیکن امریکہ نے اس واقعہ کو بہانہ بنا کر دہشت گردی کے خاتمہ کی آڑ لے کر ایک طویل المیعاد نظریاتی و عسکری جنگ کا آغاز کر دیا ہے۔ وہ اسے صلیبی جنگ' تہذیبوں کا تصادم' آزادی کی جستجو یا دہشت گردی کے خلاف جنگ کوئی بھی نام دے' درحقیقت یہ کفر اور اسلام کی جنگ ہے۔ امریکہ اور اس کے اتحادیوں نے پانچ ہفتہ کی شدید ترین بمباری اور خون ریزی کے بعد افغانستان کو تباہ اور طالبان کی اسلامی حکومت کا خاتمہ کر دیا ہے۔ امریکہ پہلے ہی یہ واضح کر چکا ہے کہ یہ سلسلہ افغانستان پر نہیں رکے گا بلکہ ساٹھ ممالک پر محیط ہو گا۔ اسلامی ممالک کی تعداد ستاون ہے اس میں فلسطین' چیچنیا اور کشمیر شامل کر لیں تو یہ تعداد ساٹھ ہو جاتی ہے۔ گویا اس جنگ کے اہداف نامزد کئے جا چکے ہیں۔ امریکہ نے دہشت گردی کے خلاف اس جنگ کے عرصہ کا تعین نہیں کیا ہے لیکن امریکہ کے پالیسی ساز یہود نواز حلقے جنگ کو پچاس سال پر محیط دیکھتے ہیں۔ ظاہر ہے پچاس سال افغانستان جیسے ملک کو فتح کرنے یا دہشت گردوں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے لئے درکار نہیں ہیں بلکہ یہ عرصہ اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے عمل کو روکنے اور عالم اسلام میں روز افزوں جذبۂ جہاد کو سرد کرنے کے لئے مطلوب ہے۔ ایٹمی پاکستان اسلام کا قلعہ اور اسلام کی نشاۃ ثانیہ کا عنوان ہے اس لئے براہ راست اس یلغار کی زد میں ہے۔ عالم اسلام اتحاد اور جہاد سے لیس ہو کر ہی اس یلغار کا مقابلہ کر سکتا ہے۔ لیکن جہاد صرف جذباتی عمل نہیں ہے بلکہ ایک خاص ماحول کی پیداوار ہوتا ہے۔ یہ ماحول اس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک امت کا ہر فرد یا اکثریت اسلام کے عطا کردہ نظام حیات کے مطابق پوری زندگی بسر نہ کرے۔ گیارہ ستمبر کے بعد دنیا بدل گئی ہے مسلم امّہ کو بھی بدلنا ہو گا' اسلام اور عالم اسلام کی بقا کے لئے اب جہاد ناگزیر ہو گیا ہے۔

۲-۱۱-۵۰-۲۳

۵۰۵۰

Marfat.com

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان ''لِیْ حِرْفَتَانِ اَلْفَقْرُ وَالْجِهَاد'' کی تعمیل میں تصوف فاؤنڈیشن نے فقر و تصوف کے ساتھ ساتھ اب جہاد و فن حرب پر بھی کتابیں شائع کرنے کا عزم کیا ہے۔

پہلے مرحلے میں ''شاہکار کتب جہاد'' سلسلہ کی حسب ذیل تین کتابوں کا سیٹ جو چھ جلدوں پر مشتمل ہے شائع کیا جا رہا ہے ان کتابوں کے مصنف اس موضوع پر اتھارٹی اور یہ کتابیں بلاشبہ شاہکار کتب ہیں۔

(۱) جہاد : جہاد اور فن حرب کے متعلق قرآن مجید کے رہنما و عالمگیر اصول از بریگیڈیر گلزار احمد

(۲) رسول اللہؐ کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ از میجر امیر افضل خاں

(۳) خلفائے راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ (چار جلدیں) از میجر امیر افضل خاں

جہاد اور فن حرب پر یہ شاہکار کتب ملٹری اور جہادی ٹریننگ کے لئے بہترین نصاب ہے۔ حالات کا تقاضا ہے کہ جہاد اور فن حرب کو تعلیمی اداروں اور دینی مدارس کے نصاب میں شامل کیا جائے اور موجودہ حالات سے نبرد آزما ہونے کے لئے مسلم امہ کو جہاد کے لئے تیار کیا جائے۔ یہاں یہ ذکر ضروری ہے کہ پہلی کتاب ''جہاد'' تیس سال پہلے شائع ہوئی تھی۔ ''رسول اللہؐ اور خلفائے راشدینؓ کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا عسکری تجزیہ'' پر مشتمل باقی پانچ کتابیں بھی بیس سال قبل آرمی ایجوکیشن پریس نے آرمی کے لئے شائع کی تھیں۔ اب تصوف فاؤنڈیشن ان نایاب اور لازوال کتابوں کو منظر عام پر لا رہا ہے۔ انتہائی محدود وسائل کی وجہ سے یہ کتابیں محدود تعداد میں شائع کی جا رہی ہیں۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ ان کتابوں کی وسیع اشاعت ہو اور جہاد اور فن حرب پر مزید کتابیں شائع کی جائیں۔ اس سلسلے میں دردمند مخیر حضرات کو تعاون کی دعوت ہے۔ آخر میں ان دوستوں اور عزیزوں کا شکریہ ادا کرتا ہوں جنہوں نے ان کتابوں کی اشاعت میں مدد کی ہے اللہ تعالیٰ اس کار خیر کو ان کے لئے توشۂ آخرت بنائے۔ آمین۔ وما علینا الا البلاغ۔

ارشد قریشی

بانی تصوف فاؤنڈیشن لاہور

یکم رمضان المبارک ۱۴۲۲ھ / ۱۷ نومبر ۲۰۰۱ء

Marfat.com

صلیبی جنگ

امریکہ اور یورپ ذمہ دار ہیں

ممتاز جریدہ ''دی اکانومسٹ'' نے اپنے اداریہ میں رمضان المبارک کے حوالے سے مسلمانوں اور غیر مسلموں کو یہ سوچنے کی ترغیب دی ہے کہ وہ پر امن بقائے باہم کے اصولوں کے تحت رہ سکتے ہیں یا پھر طالبان کی طرح جو جریدہ کے بقول جدیدیت کے مخالف ہیں۔ جریدہ نے خیال ظاہر کیا ہے کہ طالبان کی حامی اسلامی تحریکیں عیسائی مملکتوں کو صلیبی قرار دیتی ہیں جبکہ بعض مغربی مبصرین اور سیاست دانوں نے بھی مسلمانوں کو باور کرایا ہے کہ ان کی تہذیب برتر اور مختلف ہے۔

امریکی اور یورپی دانشوروں' سیاست دانوں اور ذرائع ابلاغ نے سرد جنگ اور کمیونزم کے خاتمے کے بعد اسلام اور مسلمانوں کو اپنا ہدف قرار دے کر ایک ایسی مخالفانہ پروپیگنڈا مہم شروع کر رکھی ہے جس کا واضح مقصد انہیں بدنام کر کے خاتمے کی راہ ہموار کرنا ہے اور اکانومسٹ کا یہ اداریہ بھی اسی سلسلے کی کڑی ہے وگرنہ کسے معلوم نہیں کہ افغانستان پر حملوں کی منصوبہ بندی کرتے ہوئے سب سے پہلے صدر جارج ڈبلیو بش نے کروسیڈ کی اصطلاح استعمال کی جبکہ اٹلی کے وزیر اعظم نے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف زبان کھولی۔ امریکہ کے طول و عرض میں آج تک مسلمانوں اور پاکستانیوں کے خلاف امتیازی سلوک اور کارروائیوں کا سلسلہ جاری ہے اور امریکہ نے اپنی آزادی' حق خود ارادیت اور انسانی حقوق کے تحفظ کے لئے جدوجہد کرنے والی جن

Marfat.com

تنظیموں کو دہشت گرد قرار دیا ہے' اتفاق سے وہ ساری مسلم تحریکیں ہیں۔

مسلمانوں نے تو اپنی روایتی فراخدلی اور مذہبی تعلیمات کے مطابق نہ صرف تمام غیر مسلموں کے ساتھ پرامن بقائے باہم کے اصولوں کے تحت چلنے کی کوشش کی' جب عراق نے جارحیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے کویت پر قبضہ کیا تو سارا عالم اسلام امریکہ اور یورپ کے ساتھ مل کر اس جارحیت کا خاتمہ کرنے پر تیار ہو گیا کسی نے نہیں سوچا کہ امریکہ اور یورپ ایک مسلم ریاست کی اینٹ سے اینٹ بجانے اور اسرائیل کو مستقل تحفظ فراہم کرنے کے علاوہ مشرق وسطیٰ کے تیل پر مستقل قبضہ اور اپنا اسلحہ بیچنے کے لئے اپنا کھیل کھیل رہے ہیں۔ ۱۱ ستمبر کے واقعات میں بھی مسلم ورلڈ کا ردعمل اصولی اور دہشت گردی کے خلاف تھا لیکن یہ سوال ضرور اٹھایا گیا کہ ان اسباب و وجوہات کا ازالہ کیا جائے جو نوجوانوں کو مسلح جدوجہد پر اکساتے اور خودکش حملوں پر آمادہ کرتے ہیں۔ اور واضح ثبوت مہیا کیا جائے کہ اس میں نامزد ملزم اسامہ ملوث ہے۔

چاہئے تو یہ تھا کہ سنجیدگی سے ان سوالات کا جواب تلاش کیا جاتا اور پورے عالم اسلام میں پائی جانے والی بے چینی کا سدباب کرنے کے لئے اقدامات کئے جاتے الٹا اسلام اور مسلمانوں کو انتہا پسند' بنیاد پرست' دہشت گرد اور جدیدیت کا مخالف ثابت کرنے کے لئے گھٹیا پروپیگنڈا مہم شروع کر دی اور امریکہ نے اس مہم کی ہر ممکن حوصلہ افزائی کی۔ سی این این اور دوسرے ٹی وی چینلز جب مساجد سے بلند ہونے والی اذانوں' برقع پوش خواتین اور سربسجود بندگان خدا کے ساتھ ورلڈ ٹریڈ سنٹر کے جلتے ہوئے مینار اور دنیا کے مختلف حصوں میں ہونے والے دہشت گردی کے واقعات دکھاتے ہیں تو اپنے مذہب کے بارے میں حساس مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ ہمارے مذہبی عقائد' عبادات اور شعائر اسلام کے علاوہ فطری روایات کا رشتہ دہشت گردی سے جوڑا جا رہا ہے۔ سابق امریکی صدر نکسن اور نائب صدر الگور واضح الفاظ میں کمیونزم کے بعد اسلام کو جدید تہذیب اور امریکی نیو ورلڈ آرڈر کا ہدف قرار دیتے ہیں اور صدر بش ''دہشت گردی'' کے خاتمے کے لئے پچاس ممالک جو ظاہر ہے مسلمان ہوں گے' میں کاروائی کا ارادہ ظاہر

Marfat.com

کر رہے ہیں مگر فلسطین، کشمیر اور چیچنیا پر اسرائیلی و بھارتی و روسی ریاستی دہشت گردی کی مذمت کرنے اور ان تینوں دہشت گرد ریاستوں کا ناطقہ بند کرنے کی توفیق کسی کو نہیں ہوتی۔

مسلمان تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ پیغمبر سمجھتے اور ان پر ایمان لاتے ہیں کیونکہ اسلام کی تعلیم یہی ہے کہ کسی پیغمبر میں کوئی تفریق نہ کی جائے جبکہ یہ عیسائی اور یہودی ہیں جو رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت کا اقرار کرنا تو درکنار' ان کی توہین وتنقیص سے باز نہیں آتے اور جو لوگ ان کی شان میں گستاخی کے مرتکب ہوتے ہیں' انہیں اعزاز واکرام سے نوازا جاتا ہے۔ سلمان رشدی اس کی نمایاں مثال ہے جسے امریکی صدر نے وہائٹ ہاؤس میں بلا کر خصوصی اہمیت دی۔ امریکہ اور یورپ ساٹھ ہزار افراد پر مشتمل ایک نئی فوج ترتیب دے رہا ہے جو بنیاد پرستی کے خاتمے کے لئے کام کرے گی اور اٹلی میں بھی جو دوسری جنگ عظیم میں ایک زبردست بھگوڑا ثابت ہوا تھا' اب شیر بن کر اپنا بحری بیڑہ اور فوجی کمک کے طور پر امریکہ کو خوش کرنے کے لئے بھیج رہا ہے تو انہیں شدت سے احساس ہوتا ہے کہ نئی صلیبی جنگوں کا آغاز ہو گیا ہے اور افغانستان اس صلیبی جنگ کا نشانہ بن رہا ہے۔

یہ کس قدر افسوسناک حقیقت ہے کہ بوسنیا' کسووا' چیچنیا' کشمیر' فلسطین جہاں بھی مسلمانوں کے حقوق غصب ہوں کسی کو نہ تو انسانی حقوق یاد آتے ہیں اور نہ مسلمانوں سے ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ ان پر ظلم کرنے والوں کو ہندو' یہودی' عیسائی دہشت گرد' انتہا پسند اور بنیاد پرست قرار نہیں دیا جاتا۔ مشرقی تیمور کی علیحدگی کے لئے کام کرنے والوں کو عیسائی دہشت گرد کسی نے قرار نہیں دیا بلکہ اس کی فوری آزادی کی حمایت کی گئی اور وہ دلا بھی دی گئی لیکن اگر کوئی مسلم اقلیت مظالم سے تنگ آ کر انصاف کے حصول کے لئے اقوام متحدہ اور عالمی برادری سے رجوع کرے تو اسے مایوسی کا سامنا کرنا پڑتا ہے جب کہ ہر طرف سے مایوس ہو کر وہ ہتھیار اٹھالیں تو انہیں آسانی سے دہشت گرد قرار دے کر پوری دنیا ٹینک' میزائل اور بمبار طیاروں سے چڑھ دوڑتی ہے۔ کرائے کے مسلمان سپاہی آگے آگے ہوتے ہیں۔ امریکہ و یورپ میں نن سر پر ٹوپی یا سکارف

Marfat.com

پہن سکتی ہے' باپردہ لباس کی بھی اجازت ہے مگر یہی کام کسی مسلمان خاتون یا طالب علم کو کرنے کی اجازت نہیں۔ طالبات کو سکول اور خواتین کو ملازمت سے نکال دیا جاتا ہے۔ حد تو یہ ہے کہ مسلمانوں کے دوست اور صدیوں سے اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ گزارہ کرنے والے چین کو بھی معلوم نہیں اس موقع پر یہ ضرورت کیوں پیش آئی ہے کہ اس نے سنکیانگ کے مسلمانوں پر روزہ نہ رکھنے' سحری کے وقت نہ اٹھنے اور سکارف پہننے کی پابندی لگادی ہے۔ جاپان جیسا پرامن ایٹم زدہ ملک اپنی فوج ملک سے باہر بھیجنے پر تیار ہوگیا ہے۔ فرانس کے وزیر دفاع نے میراج طیارے اور اٹلی نے طیارہ بردار جہاز افغان جنگ میں بھجوانے کا اعلان کیا ہے اور آسٹریلیا کے فوجی افغانستان پر حملوں میں اتحادیوں کا ساتھ دے رہے ہیں۔

اس کے بعد مسلمان یہ سمجھنے پر مجبور ہوتے ہیں کہ سارے غیر مسلم ان کی تہذیب' روایات' کلچر' مذہبی عقائد و نظریات کا قلع قمع کرنے کے لئے اکٹھے ہو رہے ہیں' انہوں نے مسلم ریاستوں کے مغرب پرست اور عیاش حکمرانوں کو اپنے ساتھ ملا کر لیبیا' ایران' عراق کے بعد اب افغانستان کو نشانہ بنایا ہے اور پاکستان و سعودی عرب کے خلاف پروپیگنڈا مہم بھی ساتھ شروع کر دی گئی ہے تاکہ اگلا ہدف بھی سامنے رہے اور بوقت ضرورت کارروائی کرنے میں آسانی رہے۔ افغانستان کی تنگ نظری انتہا پسندی اور انسانیت دشمن اقدامات و رجحانات' بالخصوص خواتین پر مظالم کا خوب ڈھنڈورا پیٹا گیا مگر اب تک جو غیر مسلم خواتین ان کی قید سے رہا ہو کر واپس آئی ہیں' انہوں نے طالبان کا اصل چہرہ دکھایا ہے' اور دنیا کو باور کرانے کی کوشش کی ہے کہ وہ رحم دل' نرم خو اور عفو و درگزر سے کام لینے والے ہیں اس کے برعکس امریکہ میں ان دنوں مسلمانوں بالخصوص خواتین سے جو سلوک ہو رہا ہے اور اس نے غیر ملکیوں کے خلاف فوجی عدالتوں میں مقدمہ چلانے کا جو اعلان کیا ہے' وہ کسی سے مخفی نہیں۔ اس کے باوجود پروپیگنڈا یہ ہو رہا ہے کہ مسلمان انتہا پسند' تنگ نظر ہیں جبکہ یہودی و عیسائی لبرل ہیں جن کے تعلیمی ادارے گرجوں سے منسلک ہیں اور جن کے مذہبی رہنماء مخصوص طرز کی لمبی داڑھیاں رکھتے ہیں۔ مخصوص ٹوپیاں پہنتے ہیں۔ انہیں کوئی

Marfat.com

بنیاد پرست نہیں کہتا۔ ستر ہزار کشمیریوں کا قاتل بھارت بھی ان کی طرح معصوم ہے' جو چوٹی رکھتا ہے' تلک لگاتا ہے اور بتوں کی پوجا ۲۰۰۱ء میں بھی کرتا ہے۔

اگر دنیا کو صلیبی جنگوں سے بچانا مقصود ہے تو پھر امریکہ و مغرب کو اپنا طرز عمل بدلنا ہوگا' مسلمانوں کے خلاف تعصب اور نفرت کا خاتمہ کرنا ہوگا' مسلمانوں کو عدل و انصاف کے مطابق حقوق دینے پڑیں گے اور اقوام متحدہ کو نہ صرف فعال بنانا پڑے گا بلکہ اس کی سلامتی کونسل میں مسلمانوں کو قرار واقعی موثر نمائندگی دینی پڑے گی۔ اس ضمن میں مسلم امہ کو بھی خواب خرگوش سے بیدار ہو کر ہوش میں آ کر غیرت وحمیت کا مظاہرہ کرتے ہوئے موجودہ پالیسی سے رجوع کرنا ہوگا اور اپنے اتحاد یکجہتی کے ذریعے دنیا کو باور کرانا پڑے گا کہ وہ ہمارے حقوق اور جذبات کا خیال رکھے اور مظالم و استحصال کا وہ سلسلہ بند کیا جائے جو کشمیر سے فلسطین تک جاری ہے اور جس کی نام نہاد عالمی برادری حوصلہ افزائی کر کے مسلم نوجوانوں کو مسلح جدوجہد پر اکسا رہی ہے۔ صلیبی جنگ کا نعرہ صدر بش نے بلند کیا ہے۔ محض تردید سے نہیں عمل سے ثابت کیا جائے کہ وہ صلیبی جنگ نہیں بلکہ مسلمانوں کے ساتھ پرامن بقائے باہم کے اصول کے تحت معاملہ فہمی کے لئے تیار ہیں۔

سید ارشاد احمد عارف

اداریہ روزنامہ نوائے وقت لاہور

۴ رمضان المبارک ۱۴۲۲ء/۲۰ نومبر ۲۰۰۱ء

O

Marfat.com

تعارف

میجر جنرل احسان الحق ڈارؒ

جناب میجر امیر افضل خان صاحب (المتولد ۱۹۲۱ء) کے ساتھ پہلی ملاقات کو آج بتیس سال سے زیادہ عرصہ ہونے کو ہے۔ وہ نہایت پرکشش اور غیر معمولی شخصیت کے مالک ہیں اور پہلی ملاقات میں ہی مجھے یہ احساس ہو گیا تھا' کہ ایک ایسے دوست اور ہمدرد سے صحبت ہوئی ہے جو میرے لئے سکون قلب کا باعث ہو گا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس نیاز مندی اور رشتے میں دن بدن اضافہ ہوا ہے۔ جناب امیر افضل ایک فوجی خاندان سے تعلق رکھتے ہیں اور شروع ہی سے انہوں نے سپہ گری کا پیشہ اختیار کیا۔ اور جیسا کہ ان دنوں دستور تھا گھر میں مذہب اور مقامی مدرسے میں ابتدائی تعلیم پائی۔ رواجی تعلیم انہوں نے فوج میں حاصل کی۔ اور وہیں تدریس کا کام بھی شروع کیا۔ ان کی ذہانت محنت اور سچائی نے حکام بالا کو بہت متاثر کیا۔ چنانچہ انہیں کمیشن کی پیش کش کی گئی اور ۱۹۵۱ء کے شروع میں وہ پاکستانی فوج میں افسر بن گئے۔

اس سے پہلے دوسری عالمگیر جنگ میں انہوں نے وائسرائے کمیشنڈ افسر کی حیثیت سے برٹش انڈین آرمی کے ایک مبصر' جنگی وقائع نگار اور فلم اتارنے والے کیمرہ مین کے طور پر کام کیا۔ جنگ کے زیادہ مناظر انہوں نے برما میں فلمائے جہاں وہ زخمی بھی ہوئے۔ ان کی فلموں کی نمائش اس زمانے میں تمام اتحادی ملکوں میں ہوتی تھی کہ ان میں ایک خاصہ زاویہ فن سپہ گری اور پیشہ ور فوجی کی نظر کا بھی ہوتا تھا کہ اس محکمہ میں جانے سے پہلے وہ پیدل فوج میں ایک پلٹون کمانڈر کے عہدہ پر رہ چکے تھے اور ان کو بنیادی عسکری پہلوؤں کی شدبد بھی تھی۔ اب

Marfat.com

عوامی رابطے یا محکمہ تعلقات عامہ میں کام کرنے کی وجہ سے ایک طرف افواج میں سپاہی سے لے کر جنرل تک اور چھوٹے سے دستہ سے لے کر آرمی ہیڈ کوارٹر تک واسطہ تھا تو دوسری طرف ارباب دانش کے گروہ میں شامل ہو جانے کی وجہ سے خود بھی ''دانشور'' کہلائے گئے۔ پاکستان بننے کے بعد اپنی پلٹن میں واپس چلے گئے اور ۱۹۴۸ء میں کشمیر کے جہاد میں حصہ لیا۔ بعد میں محکمہ تعلقات عامہ میں بھی خدمات انجام دیں لیکن ۱۹۶۵ء کی پاک بھارت جنگ میں کمپنی کمانڈر تھے اور ان کی دلیری اور مردانگی کو سب لوگ تسلیم کرتے ہیں جو اس جنگ میں شامل تھے۔

اس پس منظر کے بیان سے یہ کہنا مطلوب ہے کہ امیر افضل صاحب کی نشو ونما میں ایک غیر معمولی بلکہ عجیب وغریب امتزاج ہے۔ اول انہوں نے جدید جنگ کو بہت قریب سے دیکھا ہے۔ اس سطح پر نہیں جہاں لڑائی کا صرف شور سنائی دیتا ہے یا کبھی کبھار آتش بازی یا فولادی کنکروں سے واسطہ پڑتا ہے۔ ان کا واسطہ ہاتھا پائی کی لڑائی سے تھا۔ دشمن کو سامنے دائیں اور بائیں آگے اور پیچھے دیکھتے تھے۔ پھر اسے بندوق اور زور بازو سے روکتے تھے۔ دوسرے انہوں نے جنگ کا ایک خاص مطالعہ کیا تھا۔ عملی طور پر اور عقلی طور پر بھی۔ عملی طور پر وہ ان تجربات کو نیچے کی سطح کی تدبیرات میں استعمال کرتے تھے اور حقیقت یہ ہے کہ انہیں نچلی سطح کا نہایت اعلیٰ اور پختہ کمانڈر مانا جاتا ہے۔ عقلی طور پر وہ جنگ کے اسباب اس کی حقیقت اور تزویراتی اصولوں کو تلاش کرتے تھے تاکہ اونچی سطح کے فوجی اور عسکری معاملات کا حل بیان کر سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں ہر فوجی طبقے میں ہمیشہ مقبولیت اور پذیرائی حاصل ہوئی اور ان کی ہر بات کو ہمیشہ غور اور عزت کی نگاہ سے دیکھا گیا۔

اس پس منظر میں جو حقیقی آتش نہاں تھی وہ جناب امیر افضل خان کا اسلام سے رشتہ ہے۔ یہ محبت گویا انہوں نے ورثے میں پائی ہے اور اسے گھر کی ابتدائی تعلیم اور گھر کے خالص ماحول نے پروان چڑھایا ہے۔ انگریزوں کے دور میں جوان کے شباب کے آغاز کا دور تھا اور پاکستان کے ابتدائی دنوں میں جوان کی جوانی کے دن تھے اس محبت اور اسلامی عقیدت کے بیج کی پرورش ہوتی رہی جس کا مظہر ان کی اسلام سے محبت اور مطالعہ تھا۔ اپنی فوجی نوکری کے آخری دنوں میں انہوں نے سالہا سال کی ریاضت اور مطالعے سے جو نتائج نکالے تھے اور عملی

Marfat.com

عسکری زندگی میں انہوں نے جو عملی سبق سیکھے تھے اب انہوں ے ان کا کھلم کھلا' اعلان کر دیا گو "نازک مزاج شاہاں" پر یہ بات گراں گزری۔

اس تجربے اور روشن ضمیری کی وجہ سے جب فوج کو ایک مذہبی ہدایت نامے کی ضرورت ہوئی تو ان کی طرف رجوع کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں کلا سوٹز کی شہرہ آفاق کتاب "فن جنگ" کو انگریزی سے اردو میں ڈھالنے کی درخواست کی گئی۔ طرز تحریر اور افکار کے اعتبار سے اس کتاب کا شمار اوق عسکری ادب میں ہے۔ بلکہ یہ رائے عام ہے کہ اس کو پڑھا بہت کم جاتا ہے' گو اس کی طرف ہر کوئی اشارہ کرتا ہے اور اس کا حوالہ دیتا ہے۔ پھر ترجمہ آسان کام نہیں یہ خاصہ جان کنی کا مسئلہ ہے۔ اسے پاکستانی فوج کی خوش قسمتی سمجھا جائے گا کہ میجر امیر افضل صاحب نے نہایت رواں اور عام فہم ترجمے کے علاوہ اس کتاب میں اسلامی روایات اور اسلامی عسکری اصولوں کی طرف بھی اشارہ کیا ہے۔ یہ اشارہ ضروری تھا تا کہ ہمارے مغرب زدہ سپاہی اپنی تاریخ اور روایات کی شان سے بھی واقف ہوں اور مغربی خیالات میں ہی کھو کر نہ رہ جائیں۔

ان ابتدائی کاموں کے بعد فوج کی طرف سے جناب امیر افضل کو پیغمبر اسلامؐ اور خلفائے راشدینؓ کی عسکری حکمت عملی کی تاریخ لکھنے اور تجزیہ کرنے کی درخواست کی گئی۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ کام صرف میجر امیر افضل ہی سر انجام دے سکتے تھے۔ اول ان کا عملی سپاہیانہ تجربہ جس میں خوش قسمتی سے ہر سطح کا تجربہ شامل ہے یعنی اکیلے سپاہی اور پلاٹون سے لے کر بڑی فوج کی لشکر کشی تک دوم ان کا تاریخ اسلام کا گہرا مطالعہ جس میں ان کی غیر معمولی یادداشت' ذہانت اور فرقہ بندی سے مکمل احتراز ہے۔ جس سے ایک ایسے تجزیے کی امید کی جا سکتی تھی جو نہ صرف تاریخ اور عسکری اعتبار سے مکمل ہو گا بلکہ مذہبی اعتبار سے بھی تمام اہل اسلام کے لئے قابل قبول ہو گا۔ مجھے مسرت ہے کہ موصوف نے یہ تاریخی اور تحقیقی کام بطریق احسن مکمل کیا اور ان کا یہ عظیم علمی کارنامہ عسکری ادب میں ہمیشہ یاد رہے گا۔

احسان الحق ڈار

لاہور۔ ۱۱ نومبر ۱۹۸۳ء

O

Marfat.com

پیش لفظ

جسٹس پیر محمد کرم شاہ الازہریؒ

سیرت کی ہر کتاب بڑی متبرک اور اس کا مصنف لائق صد تحسین ہے لیکن بوجوہ مجھے ''جلال مصطفیٰؐ''، یعنی حضورؐ پاک کی جنگی حکمت عملی اور تدبیرات کا فوجی تجزیہ مصنفہ ریٹائرڈ میجر امیر افضل خان زیادہ پسند ہے کیونکہ اس میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کا ایک اہم اور مخصوص پہلو یعنی جہاد فی سبیل اللہ پر بڑے انوکھے انداز سے اظہار خیال کیا گیا ہے۔ میں نے حضور سرور عالمؐ کے غزوات اور سریات کا کافی مطالعہ کیا ہے۔ بڑے بڑے قابل قدر مصنفین کی نگارشات پڑھنے کا موقع ملا ہے لیکن جلال مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے فاضل مصنف نے جس اچھوتے انداز سے اس موضوع پر حقیقت افروز تبصرے کئے ہیں وہ انفرادی حیثیت کے حامل ہیں۔ زمینی حالات کا جائزہ' اپنی مرضی سے میدان جنگ کا انتخاب' قلیل لشکر کو اس طرح استعمال کرنا کہ وہ اپنے سے کئی گنا اور اسلحہ کے اعتبار سے برتر لشکر کو شکست دے دے اور دشمن کو اس طرح مجبور کیا جائے کہ وہ ایسی جگہوں پر اپنا لشکر مرتب کرے جہاں اس کی عددی اور اسلحہ کی برتری ناکارہ ہو جائے۔ یہ غزوات نبوی کی وہ خصوصیات ہیں جو اس کتاب میں بڑی وضاحت سے بیان کی گئی ہیں اور موجودہ دور میں ہماری فوجی قیادت ان سے پوری طرح فائدہ اٹھا سکتی ہے۔ غزوۂ احد کے بارے میں جو تفصیلات آج تک پڑھیں ان سے ذہن میں یہی تاثر پیدا ہوا کہ اس غزوہ میں مسلمانوں کو بڑی شکست کا سامنا کرنا پڑا لیکن

Marfat.com

''جلال مصطفیٰ'' کے فاضل مصنف نے جنگ احد کو تین مرحلوں میں تقسیم کر کے ان کا جو حقیقت پسندانہ تجزیہ کیا ہے اور اس سے جو نتائج مستنبط کئے ہیں انہوں نے سابقہ تصورات کو درہم برہم کر دیا۔ مصنف نے دلائل اور حقائق سے یہ ثابت کیا ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے جنگ احد میں جس جنگی مہارت اور عبقریت کا مظاہرہ فرمایا اور بگڑے ہوئے حالات میں بظاہر اپنی شکست خوردہ اور منتشر افواج کو از سر نو صف بند کر کے ابوسفیان اور اس کے لشکر جرار کو راہ فرار اختیار کرنے پر مجبور کر دیا انسان کی جنگی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی۔ ایک اور نکتہ جس پر فاضل مؤلف نے بڑے مؤثر انداز میں تبصرہ کیا ہے وہ یہ ہے کہ حضورؐ پاک نے ان تمام جنگوں میں صرف اپنے وسائل پر اعتماد کیا اور ہر دفعہ ان ہی کو بروئے کار لا کر دشمن کو ہر میدان میں شکست فاش دی۔ عصر جدید میں ہماری فوجی قیادت کو حضورؐ پاک کے اس اسوۂ کا پوری طرح اتباع کرنا چاہئے۔ جو قومیں اپنی جنگی مہمات کو سر کرنے کے لئے اغیار کے وسائل پر اعتماد کرتی ہیں انہیں آخر کار شکست سے دو چار ہونا پڑتا ہے یا وہ مقاصد حاصل کرنے سے قاصر رہتی ہیں جو بصورت دیگر حاصل ہوتے۔ مسلمان ممالک اپنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ کے اس پہلو کو اپنائیں تو ان کی بہت سی مشکلات آسان ہو سکتی ہیں۔

محمد کرم شاہ الازہری

بھیرہ شریف

O

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

جلالِ مصطفٰی ﷺ

شوکتِ سنجر و سلیم تیرے جلال کی نمود
(اقبال)

حضور پاک کی جنگی حکمتِ عملی اور تدبیرات کا فوجی تجزیہ

ریٹائرڈ میجر امیر افضل خان

Marfat.com

Marfat.com

اسلام کے
غازیوں اور شہیدوں
کے نام

بہ آں گروہ کہ از ساغر وفا مستند
سلام ما بہ رسانید ، ہر کجا ہستند

Marfat.com

Marfat.com

فہرست مضامین

				صفحہ
۱	ایک ضروری وضاحت			۹
۲	پیش لفظ			۲۱
۳	حق و باطل کا پہلا بڑا معرکہ	جنگِ بدر	پہلا باب	۳۱
۴	حق و باطل کا دوسرا بڑا معرکہ	جنگِ احد	دوسرا باب	۶۹
۵	حق و باطل کا تیسرا بڑا معرکہ	جنگِ خندق	تیسرا باب	۱۰۷
۶	حق کی متحرکانہ کارروائیاں	صلحِ حدیبیہ اور جنگِ خیبر	چوتھا باب	۱۴۵
۷	اہلِ حق کا امتحان	جنگِ موتہ	پانچواں باب	۱۸۹
۸	حق کی فتح	فتحِ مکہ	چھٹا باب	۲۱۷
۹	حق کا پھیلاؤ حصہ اوّل جنگِ حنین اور طائف کا محاصرہ		ساتواں باب	۲۳۳
۱۰	حق کا پھیلاؤ حصہ دوم۔ تبوک کی مہم اور وفود		آٹھواں باب	۲۵۹
۱۱	ضمیمہ۔ حضورِ پاک کی سپہ سالاری کی اٹھائیس جنگیں اور مہمیں اور ستاون دوسری مہمات			۲۹۵
۱۲	حرفِ آخر			۳۴۱
	اشاریہ			۳۴۳

Marfat.com

نقشہ جات

		صفحہ
۱	جنگِ بدر۔ طرفین کی تیاری اور جنگ	۴۳
۲	جنگِ احد۔ طرفین اور جنگ کا پہلا مرحلہ	۷۹
۳	جنگِ احد۔ دوسرا اور تیسرا مرحلہ	۹۱
۴	جنگِ خندق۔ زمینی حالات	۱۱۹
۵	حق کی متحرکانہ کارروائی۔ ملکِ عرب کا نقشہ	۱۵۳
۶	اہلِ حق کا امتحان۔ جنگِ موتہ	۲۰۱
۷	فتح مکہ۔ اطراف سے حملہ	۲۲۷
۸	جنگِ حنین و طائف۔ زمینی نقشہ	۲۳۹
۹	مہمِ تبوک۔ زمینی نقشہ	۲۶۵
۱۰	نقشہ ضمیمہ۔ عرب کے قبائل طلوعِ اسلام کے وقت	۳۰۱

Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک ضروری وضاحت

تشکر

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتا ہوں کہ اس نے توفیق دی اور سعادت بخشی کہ اس کے حبیبؐ کی زندگی کے جلالی پہلو کی چند جھلکیاں پیش کر رہا ہوں پھر اپنے آقا جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے عرض ہے کہ اے آقا ہمیشہ نگاہ رکھنا۔

نگاہ ہے یا رسول اللہؐ نگاہ ہے یا رسول اللہؐ

اور پھر نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرتا ہوں یا ربّ العالمین اس گنہگار کی یہ کوشش منظور فرما

مقصد

ہر کتاب لکھنے کا کوئی نہ کوئی مقصد ہوتا ہے اور اوّل مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور حضورؐ پاک کی نگاہ کی طلبگاری ہے دنیاوی مقصد یہ ہے کہ حضورؐ پاک کے جلال کی چند جھلکیاں پیش کی جائیں تب ہی کتاب کا نام "جلالِ مصطفےٰ" رکھا گیا ہے جس میں حضورؐ پاک کی مدنی زندگی اور جنگی کارروائیوں کا بیان ہے واقعات کے علاوہ ان جنگوں کے عسکری اور تدبیراتی پہلو پر تبصرہ بھی کیا گیا ہے اور نتائج و اسباق بھی بیان کیے گئے ہیں۔

واقعات کے لیے صرف تاریخ ابن اسحٰق ایک پرانی تاریخ سے مدد لی گئی ہے جو ابن اسحٰق نے لکھی اور ابنِ ہشام نے اپنے اضافوں کے ساتھ شائع کی۔ ہماری تاریخوں میں یہی سب سے

Marfat.com

زیادہ پرانی تاریخ ہمارے پاس موجود ہے جو اسلام کے پہلے سو سالوں میں لکھی گئی۔ اس کے علاوہ جب کسی بات کی وضاحت کی ضرورت تھی یا جو چیز ابن اسحٰق کی تاریخ میں نہ مل سکی اس کے لیے ابن سعد کی تاریخ سے استفادہ کیا گیا لیکن یہ واقعات آٹے میں نمک کے برابر ہیں۔ باقی تاریخوں سے کوئی مدد نہیں لی گئی ہاں کوئی بات کسی نے دوہرائی یا تجزیہ کسی کا پسند آیا تو اس سلسلہ میں پوری کتاب میں تین چار جگہ ذکر ہے اور ساتھ لکھ دیا ہے کہ یہ فلاں کتاب سے ہے یہی بات ابن سعد سے استفادہ کرتے وقت کی۔ باقی واقعات ابن اسحاق ہی سے لیے اور کسی کسی جگہ موازنہ کے لیے ذکر بھی ہے لیکن دراصل جہاں کچھ ذکر نہیں ہے وہاں بھی یہ سمجھا جائے کہ ابن اسحٰق سے استفادہ کیا گیا ہے۔

ایسا کرنے کی کئی وجوہات ہیں۔ میں یہ نہیں چاہتا تھا کہ پوری کتاب کو حاشیوں سے بھر دوں اور سارا وقت اس بحث میں ضائع کر دوں کہ فلاں نے یہ کہا اور فلاں نے وہ کہا۔ ضمیمہ میں ابن اسحٰق سے پہلے لکھی گئی تاریخوں کا ذکر ہے لیکن وہ چونکہ ناپید ہیں اس لیے ابن اسحٰق کو ہی واقعات کی بنیاد کے طور پر استعمال کیا گیا۔ اس کے بعد لکھی گئی واقدی کی مغازی کا انگریزی یا اُردو ترجمہ کہیں سے نہ مل سکا اور ہمارے کچھ صاحبان نے واقدی پر اعترض بھی کئے ہیں۔ لیکن مجھے تو جو کچھ اوروں کے حوالے سے مل سکا میں نے دیکھا کہ واقدی اسلام کی روح اور مرکزی نکتہ کو سمجھتا ہے بہرحال ابن سعد چونکہ واقدی کا شاگرد ہے اور ان پر اعتراضات بھی کم ہیں۔ اس لیے

Marfat.com

دوسری پرانی تاریخ جو مددگار کے طور پر استعمال کی گئی وہ ابن سعد کی تاریخ ہے۔

تاریخ اور راوی

اس مختصر بیان سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ہیں پرانے تاریخ دالوں سے زیادہ متاثر ہوں اور یہ حقیقت ہے ان لوگوں نے بڑی محنتیں کیں اور اس زمانے میں اتنا کچھ اکٹھا کر لینا ایک عظیم کامیابی ہے۔ راویوں نے جو کچھ بیان کیا انہوں نے نہایت ایمانداری سے لکھ دیا۔ اب راویوں کے اختلاف پر جو باقی لوگوں نے اعتراضات کئے ہیں وہ حقیقت پر مبنی نہیں ہیں اول تو ہر آدمی کی سمجھ برابر نہیں ہوتی اور ہر آدمی کا طرز بیان الگ ہوتا ہے۔ پھر کسی راوی نے واقعہ کو مشرق سے دیکھا کسی نے مغرب سے آجکل بھی ایک واقعہ کو اخباروں کے مختلف نامہ نگار مختلف طرز سے بیان کرتے ہیں اور یہ فیصلہ نہیں کر سکے کہ ۱۹۴۷ء میں وہ لڑکی کون تھی جس نے مسلم لیگ کا جھنڈا پنجاب سیکرٹریٹ پر لہرا دیا پاکستان ۱۴ اگست کو بنا یا ۱۵ اگست کو مجھے تو ان پرانے راویوں میں "قصہ گو" یا بات کا بتنگڑ بنانے والے بہت کم نظر آتے۔

ایک اور پہلو جس پر کسی نے توجہ نہیں دی وہ یہ ہے کہ گو تاریخ کی تدوین کا کام، عام حدیث کی تدوین سے دوسو سال پہلے شروع ہوا لیکن تاریخ لکھنے والوں میں کوئی امام مسلمؒ یا امام بخاریؒ کے پایہ کا آدمی سامنے نہ آیا۔ جو ضعیف روایتوں کو ختم کر دیتا۔ گو واقعات کے لحاظ سے ضعیف روائتیں پانچ فی صد سے بھی کم ہیں۔ دوسری بات یہ ہے کہ اسلام کے شروع کے زمانے میں کسی صحابی نے کوئی بات کہہ دی یا کر دی جو اسلامی فلسفہ حیات

Marfat.com

یا اصولوں کے خلاف تھی اور حضورؐ پاک خاموش ہو گئے یا اس آدمی کو نہ روکا۔ تو ایسی باتوں کو اب ہماری تاریخ کا حصہ نہیں ہونا چاہیے تھا۔ کیونکہ دین ابھی مکمل نہیں ہوا تھا تو حضورؐ پاک نے ایسی باتیں برداشت کیں جیسے شراب پینا وغیرہ بھی برداشت کیا گیا۔ تاریخ لکھتے وقت ایسی غلطیوں کو نظر انداز کرنا چاہیئے تھا۔ گو پہلے تاریخ دانوں نے دیانت داری سے سب کچھ شامل کر دیا لیکن بعد والے تاریخ دانوں نے بجائے اس کے کہ ایسی باتوں کو تاریخ سے خارج کرتے۔ ان باتوں کو مزے لے لے کر بیان کیا اور اپنی طرف سے تبصرہ اور تجزیہ کرتے وقت اور اضافی باتیں کر کے قوم میں تفرقہ پھیلایا۔

عسکریت

یہی نہیں بلکہ ایک اور ستم ظریفی یہ ہے کہ عسکریت جو اسلام کی روح تھی اس کو نظر انداز کیا اور عسکری پہلوؤں پہ صحیح تجزیئے کرنے کی بجائے ان واقعات کو یا تو معجزہ بنا کر پیش کر دیا یا الف لیلیٰ کی کہانی بنا دیا۔ معجزہ والی بات تو کسی حد تک صحیح تھی۔ لیکن معجزہ دکھانے والوں کی کارروائی کو عملی شکل میں تو پیش کرتے لیکن اس پر پردے ایسے ڈالے کہ عسکریت کے ساتھ مسلمانوں کو نفرت ہونی شروع ہو گئی اور علم و ادب اور بے جان فلسفہ قوم پر اس طرح چھا گیا کہ نتیجہ سقوطِ بغداد اور صلیبیوں کی یلغار کی صورت میں ظاہر ہوا اور ایسے واقعات سامنے آئے کہ ایک منگول نے چالیس سے لیکر پچاس آدمیوں کو اکیلے تہ تیغ کر دیا بلکہ حکم دیا کہ لیٹے رہو وہ تلوار لانا بھول گیا ہے اور اس کی تلوار لانے کے عرصہ میں ایک کے سوا سب زمین پہ لیٹے رہے۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ بعد کے مورخین کی تاریخوں کو پڑھ کر ہم نے سب کچھ بھول جانا چاہا اور پہلے مسلمانوں کی تاریخوں کو دوبارہ پڑھا کہ اُن میں مجھے اسلام کی روح بھی نظر آئی اور میں اس مرکزی نکتہ پر بھی پہنچ گیا یعنی حضورؐ پاک کے جلال پر جس کو میں اس کتاب میں پیش کر رہا ہوں۔

علماء و فضلا

ایک غلط فہمی بھی پیدا ہو سکتی ہے کہ میں صرف سپاہیوں اور لڑائیوں کو پسند کرتا ہوں اور اسلام کے علماء و فضلا کا قدر دان نہیں ہوں تو اس سلسلہ میں عرض یہ ہے کہ میں نے اسلام کے بارہویں اور تیرھویں صدی عیسوی اور اس سے تھوڑا پہلے کے کئی علماء و فضلا کی زندگیوں اور کتابوں کا مطالعہ کیا اور میں ان کا مداح بھی ہوں اور ان میں جناب پیر دستگیرؒ۔ ابن عربیؒ، سہروردیؒ، سہروردی مقتولؒ، مولانا رومیؒ، فریدالدین عطارؒ، ابوالحسن اشعریؒ، امام غزالیؒ، امام ماتریدیؒ، امام رازیؒ اور متعدد فلسفی ابن سینا۔ ابن رشد اور فرابی وغیرہ سب شامل ہیں۔ لیکن چونکہ اس زمانے میں کوئی سپاہی نہ تھا تو یہ صدیاں ذلت کی صدیاں ہیں کچھ دنوں کے لیے زنگی اور صلاح الدین جیسے سپاہیوں نے ہمیں اس ذلت سے بچایا اور پھر ان پڑھ سپاہی سلطان بیبرس جیسے لوگوں نے اہل اسلام کو عزت واپس دلائی اور صلیبیوں اور منگولوں دونوں کو شکست دے کر اسلام کے جھنڈے بلند کیئے۔

Marfat.com

مسلمان جنرل

اس میں کوئی شک نہیں کہ حضور پاک کے صحابہؓ کے علاوہ بعد کے مسلمان سپاہیوں نے بھی مجھے بڑا متاثر کیا ہے جن میں عماد الدین زنگی۔ نورالدین زنگی۔ صلاح الدین۔ بیبرس۔ قالون۔ طارق۔ موسیٰ بن نصیر۔ یوسف تاشفین۔ بایزید یلدرم۔ محمد فاتح۔ سنجر۔ سلیم۔ الپ ارسلان۔ مالک شاہ۔ انور پاشا۔ فخری پاشا۔ محمد بن قاسم۔ حجاج۔ محمود غزنوی۔ بلبن۔ علاؤالدین خلجی۔ عالمگیر۔ ٹیپو سلطان۔ امام شامل۔ مہدی سوڈانی اور کئی اور بزرگ شامل ہیں اور شاید حجاج والی بات کئی صاحبان کو پسند نہ آئے لیکن یاد رکھیں کہ دو مظلوم مسلمان عورتوں کی عزت کے لیئے اس نے موجودہ پاکستان کی سرزمین کی اینٹ سے اینٹ بجا دی اور ہمارے ساتھ کیا ہو رہا ہے تو ضرور وہ ہم سے بہتر اور غیرت مند مسلمان تھا۔

علماء و فقراء

علماء و فقراء نے اسلام کی بڑی خدمت کی۔ فقہ کے چار اماموں اور امام حسینؓ کی اولاد سے متعدد اماموں نے فقہ کی تدوین کی۔ فقراء میں سے حسن بصریؒ۔ رابعہ بصریؒ۔ سفیان ثوریؒ۔ ابراہیمؒ بن ادھم۔ فضیلؒ بن عیاض۔ داؤد طائیؒ۔ حبیب عجمیؒ۔ جنیدؒ۔ بایزیدؒ۔ ذوالنونؒ۔ ابوالحسن نوریؒ۔ شبلیؒ۔ منصورؒ۔ قادریہ۔ سہروردیہ۔ چشتیہ۔ نقش بندی۔ شاذلی۔ رفاعی۔ موالی وغیرہ سلسلہ کے متعدد بزرگوں اور داتا گنج بخشؒ وغیرہ کی تصانیف پڑھنے سے تعلق رکھتی ہیں۔ پیرِ دستگیر محبوب سبحانیؒ کی فتح ربانی اور ابنِ عربیؒ کے فصوص الحکم

Marfat.com

اور زماں و مکاں کے سلسلہ کی کتابیں اور متعدد اور بزرگوں کی کتابیں پڑھنے سے عبد اور معبود کے رشتوں اور جہاد بالنفس کے علاوہ اس دنیا کی حقیقت وغیرہ کی باتوں کو پڑھ کر انسان عش عش کرنا شروع کر دیتا ہے۔ لیکن کچھ افسوسناک پہلو بھی ہیں جو ہمیں اسلامی فلسفہ حیات سے دور لے گئے اور لے جا رہے ہیں۔

فضول بحثیں

غیروں کے فلسفہ سے متاثر ہو کر سب سے پہلے ہم قرآن کے مخلوق اور غیر مخلوق ہونے کی بحث میں کئی سو سال لگے رہے پھر جب یہ فیصلہ ہوا کہ بس اللہ کی کلام ہے تو بحث شروع ہو گئی کہ لفظ بھی اللہ کے ہیں یا اللہ نے صرف مفہوم واضح کیا۔ یہ بحث کئی سال چلی اور پھر بحث شروع ہوئی کہ اگر لفظ اللہ کے ہیں تو کیا اللہ کی زبان ہے یا نہیں۔ پھر زبان ہے تو شکل کیسی ہے تو جب شکل کے بارے کچھ فیصلہ ہوا تو اللہ کے محدود اور لامحدود ہونے کی بحث اور پھر اللہ کی ذات اور صفات کے جھگڑے پھر قضا و قدر پر بحثیں اور حدود میں اختلاف نے مسلمانوں کو اسلام کے فلسفہ حیات سے بھی دور کر دیا۔

تفرقہ اور اختلاف

ایک اور بدقسمتی یہ ہوئی کہ عبادت کے طریق کار پر اختلاف شروع ہو گیا کہ کیسے نماز پڑھیں ہاتھ چھوڑیں یا باندھیں۔ کہاں باندھیں وغیرہ یا مقتدی بھی پڑھیں یا صرف امام پڑھے گا۔

Marfat.com

پھر نمازوں کی تعداد میں اختلاف۔ اس کے بعد روزہ کے چھوڑنے کے اوقات میں اختلاف اور زکوٰۃ کے بارے اختلافات نے مسجدوں کو تفرقے کا اکھاڑہ بنا دیا۔ یہی مسجدیں تھیں جو مجاہد تیار کرتی تھیں اور مسجد نے اسلام کی تاریخ میں وہ کردار ادا کیا ہے جس کو بیان کرنے کے لیے الفاظ موجود نہیں ہیں۔ کیونکہ مسجد کا محراب لفظ حرب سے ہے اور مسجدیں ہتھیار محراب میں رکھے جاتے تھے۔ مسجدیں ہمیں ربط و ضبط سکھلاتی تھیں اور یہاں پر ہم شیر و شکر ہوتے تھے۔ ایک دوسرے کا دکھ بانٹتے تھے۔ امیر ہی امام مسجد ہوتا تھا اور ہم اُس کے تابع ہوتے تھے۔ یہ سارے مضمون اتنے وسیع ہیں کہ ان پر الگ کتابوں کی ضرورت ہے لیکن یہاں پر صرف یہ عرض کی جاتی ہے کہ انصاف تو یہ تھا کہ ہم عبادات کے فلسفہ میں جاتے کہ ان عبادات کا مقصد کیا ہے یہ عبادتیں جہاد کی تیاری تھیں اور ہمارے بیچ ربط و ضبط و یک جہتی پیدا کرتی تھیں۔ اس سلسلے میں حضورؐ پاک اور آپ کے صحابہؓ کی زندگی میں اتنی مثالیں موجود ہیں کہ یہ تمام تفرقات جو اوپر لکھے گئے ہیں ایک لحظہ میں ختم ہو سکتے ہیں لیکن جب ان مباحثوں نے مقصد کو ہی نظروں سے اوجھل کر دیا اور فلسفہ حیات ہی دھندلا ہو گیا تو یہ تفرقے کیسے ختم ہوتے مصیبت یہ ہے کہ دو سو سالوں کی غلامی کے بعد اب بھی ہم راہ راست پر نہیں آتے اور اب ایک اور مصیبت یہ بن گئی ہے کہ غیروں کے فلسفے ہمارے اُوپر چھا گئے ہیں اور ہم ایک سازش کا بھی شکار ہو گئے ہیں۔ غیروں کی باتوں کو ہم نے WHAT IS WRONG WITH IT کہہ کر اپنائی ہیں اور اسلام کو بھی غیروں کی عینک سے پڑھتے ہیں۔ یا غیروں کے فلسفوں پر اسلام کے لیبل لگا کر قوم کے سامنے اُن کو اسلامی اصولوں کے طور پر پیش کر رہے ہیں یہ

Marfat.com

مضمون ہی بہت لمبا ہے جس کا یہاں اشارہ ہی کافی ہے۔

سازش

اب یہ سازش اتنی گہری ہے کہ ہزار کوشش کے باوجود ہمیں اس سے باہر نکلنے کی ہمت نہیں ہو رہی اور خود اسلام کے متعلق ہمارے اپنے پیمانے تبدیل ہو رہے ہیں اور ہم نے اسلام کو غیروں کے فلسفہ اور پیمانوں سے ناپنا شروع کر دیا ہے اور جو چیز غیر پسند نہ کریں یعنی اسلام کا عسکری پہلو، یا قومی ربط و ضبط (REGIMENTATION) یا اطاعتِ امیر وغیرہ تو ہم ان باتوں کے سلسلہ میں مرنجان مرنج پالیسی اختیار کر لیتے ہیں کہ نہیں اسلام ایسا نہیں وغیرہ اور لوگوں کے منہ سے ایسے کلمات بھی سنے جو بالکل غیر اسلامی ہیں (نعوذ باللہ) اب لطف کی بات یہ ہے کہ غیر مسلم اسلام کے عسکری پہلو اور فلسفۂ حیات کو ہم سے بہتر طور پر سمجھتے ہیں کیونکہ انہوں نے ہمارا مطالعہ کیا ہے لیکن چونکہ وہ اسلام کو متعصب پیمانوں سے ناپتے ہیں اس لیے وہ اسلام کی روح تک نہیں پہنچ پاتے اور مرکزی نکتہ سے دور ہی رہتے ہیں۔

یہی حالت اپنوں کی ہے کہ اس ساری صدی کے مصنفوں کی کئی کتابیں نظر سے گذریں اور بعضوں نے تو غیر حد ہی کر دی کہ جہاد کو یک قلم موقوف کر دیا اور جہاد بالسیف سے تقریباً سب صاحبان دور ہی رہے۔ جہاد کو "کوشش" کے معنی پہنا کر "سرخرو" ہو گئے۔ جن لوگوں نے فلسفۂ حیات کے بارے میں لکھا وہ "فلاحی مملکت" کے چکر میں پڑ گئے اور اس دنیا کو جنتِ ارضی بنانے کی کوشش شروع کر دی جو سیاسیات، ثقافت یا تعلیم کے علمبردار بنے انہوں نے غیروں کے نظریات کو اسلام کا چولا پہنا دیا اور اس طرح اسلام کی روح سے ہم دور

Marfat.com

ہوتے گئے اور جہاد بالقلم اور جہاد باللسان کو ہم نے سب کچھ سمجھ کر سرخروئی حاصل کر لی (نعوذ باللہ)

اسلام کے دانشور

اس صدی کے دانشوروں کے خیالات میں جن صاحبان نے مجھے متاثر کیا ہے اور میرے خیال میں جو لوگ اسلام کی روح کو سمجھتے تھے ان میں علامہ اقبالؒ صفِ اوّل میں ہیں۔ وہ جہاد کو بھی سمجھتے تھے اور اسلامی فلسفۂ حیات کو بھی اس لئے کتاب میں جگہ جگہ ان کے شعر لکھے گئے ہیں۔ ان کے سارے کلام کا مرکزی خیال جہاد کے محور کے گرد گھومتا ہے لیکن ہم اُن کے حسن بیان، شاعری برائے شاعری وغیرہ کے چکروں میں پڑے ہوئے ہیں دوسرے صاحب سیّد قطب شہید ہیں جو یہ جانتے تھے کہ اسلام دین ہے اور اسے کسی اسم صفت کی ضرورت نہیں۔ اُن کی کتابوں میں اسلام کی روح نظر آتی ہے۔ تیسرے صاحب ملائشیا کے پروفیسر سیّد نقیب العطش صاحب ہیں جن کا ایک مضمون ہماری فوج میں سرکولیشن پر ہے یہ اسلام کے فلسفۂ حیات کو واضح کرتا ہے اور ایک کتاب جس کا نام CHALLANGE OF ISLAM ہے اس کا ایک حصہ ہے۔ چوتھے ندوی صاحب ہیں جو بھارت میں ہیں اور ان کی ایک کتاب پاکستان میں ابھی ابھی شائع ہوئی ہے جس میں انہوں نے غیروں کی اندھا دھند پیروی کی تاریخ اور اثرات پر روشنی ڈالی ہے۔

اس سب وضاحت کا مقصد یہ ہے کہ حضورؐ پاک کے جلال اور حضورؐ پاک کی جنگوں پر جو تبصرے پیش کئے گئے ہیں ان کا مرکزی نکتہ یہ ہے کہ ہم لوگ اسلام کی رُوح

Marfat.com

تک پہنچ پائیں اور اسلام کے صحیح فلسفۂ حیات پر عمل پیرا ہوں جو تجزیئے پیش کئے گئے ہیں اور جو نتائج و اسباق بیان کئے گئے ہیں ان میں بھی اسی اصول کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ جس کی زیادہ وضاحت پیش لفظ میں کی گئی ہے۔ اسلام کے دانشوروں کے خیالات پر تبصرہ اور اس کی وضاحت اس لئے ضروری تھی کہ میرے مضمونوں میں صرف جنگ یا جنگ کی تیاری نظر آئے گی اور عام دانشور چونکہ اس پہلو سے دُور دُور پھیر رہے ہیں۔ اس لئے میں نے بہتر سمجھا کہ اُن کے خیالات کے بارے میں قارئین کو اپنے ردِ عمل اور تاثرات سے آگاہ کر دوں۔ اگر میں نے کوئی غلطی کی ہے تو میرے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ مجھے راہ راست پہ لائے اور باقی لوگ بھی جو اسلام کے راستے سے بھٹک رہے ہیں اُن کو بھی اللہ تعالیٰ صراطِ مستقیم پہ لے آئے۔ آمین

(مصنف)

Marfat.com

Marfat.com

پیش لفظ

مقصد

کتاب لکھنے کا مقصد کتاب کے نام سے ہی عیاں ہو جاتا ہے "جلالِ مصطفےٰ" از خود اپنے اندر ہزاروں معنی پنہاں کئے ہوتے ہے اور یہ عمل جاری و ساری ہے۔ حق کے لئے تلوار اٹھانا یا تلوار اٹھانے کی تیاری کرنا دراصل جلالِ مصطفےٰ کے ہی مظاہر سے ہیں۔ اسی لئے ساتھ حکیم الامت کا شعر بھی لکھ دیا کہ سنجر و سلیم جیسے ادنیٰ مسلمان سلطانوں نے بھی حب اللہ کے نام پر تلوار اٹھائی تو حضورؐ پاک کے جلال ہی کی نمود تھی اور اب نبی اللہ کے نام پر تلوار اٹھانا یا تیاری کرنا حضورؐ پاک کے جلال کا ایک مظاہرہ ہے۔

قرونِ اولیٰ کے مورخین نے حضورؐ پاک کے جنگوں کے حالات بغیر کسی لگی لپٹی کے بیان کر دیتے لیکن اس دور میں جو "مصلحانہ" اور "مدافعانہ" انداز اختیار کیا جا رہا ہے وہ بڑا خطرناک ہے۔ ضرورت اس امر کی ہے کہ جنگوں کے حالات کو صحیح طور پر پیش کیا جائے ان پر تبصرہ اور تجزیہ پیش کیا جائے اور نتائج و اسباق میں اپنے لئے نشانِ راہ تلاش کریں۔ اس سلسلے کی یہ ایک ادنیٰ کوشش ہے کہ حضورؐ پاک اور ان کے رفقاء کی اجتماعی یا انفرادی زندگی سے ایک جھلک دی جائے اور ہم ان کے طریقہ کار کو اپنائیں اور یہ سمجھنے کی کوشش کریں کہ ان کا نظریۂ حیات یا فلسفۂ حیات کیا تھا اور ہم ان سے کتنے دور ہیں۔

Marfat.com

ترتیب

کتاب کو آٹھ ابواب میں تقسیم کیا گیا ہے ہر باب ایک مشہور جنگ یا جنگی کارروائی اور اس کے ساتھ ملحقہ حالات پر مشتمل ہے۔ صرف صلح حدیبیہ اور جنگ خیبر کو ایک باب میں اکٹھا کر دیا گیا ہے۔ اور تبوک کی مہم اور وفود کو ایک باب میں۔ اس طرح حضورؐ پاک کی تقریباً نو یا دس سالہ مدنی زندگی کو صرف آٹھ الگ الگ حصوں میں منقسم کر دیا گیا ہے۔ ہر باب یا حصہ میں ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جو جنگی کارروائی یا مہم کی مزید وضاحت کرتا ہے۔ دوسرے باب میں جنگ احد کے سلسلہ میں جنگ کے دو الگ مرحلوں کا ایک الگ نقشہ بھی دیا گیا ہے۔

غزوہ یا سریہ کا لفظ استعمال کرنے کی بجائے لفظ جنگ یا مہم۔ یا حملہ یا دھاوا یا چھاپہ وغیرہ قسم کے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں۔ عربی کے الفاظ ہمارے سر آنکھوں پر اور ان کے استعمال سے ہمیں روحانی تسکین ہوتی ہے لیکن چونکہ الفاظ کے استعمال میں اختلاف ہے اس لیے یہ لفظ استعمال نہیں کئے گئے۔ کچھ صاحبان کے حساب سے غزوہ چونکہ جنگ ہے اس لیے جہاں جنگ ہوئی وہاں لفظ غزوہ استعمال کیا جائے اور باقی مہموں کے لیے سریہ۔ پھر کچھ نے کہا کہ حضورؐ جب کمانڈ کے لیے نکلے تو جنگ نہ بھی ہوئی تو لفظ غزوہ ہی استعمال کیا جائے پھر سریہ کے استعمال پر بھی اختلاف رہا کہ اتنی تعداد ہو تو سریہ کہا جائے اور اس سے زیادہ ہو تو غزوہ ہی ہے۔ ہم چونکہ کسی اختلافی چکر میں نہیں پڑنا چاہتے اور کتاب لکھنے کا مقصد قومی یک جہتی پیدا کرنا ہے اس لیے عام فہم لفظ جنگ اور مہم وغیرہ استعمال کیے۔

Marfat.com

ہر بڑی جنگ یا مہم کے لیے پہلے اس جنگ کے اصلی اور فوری وجوہات بیان کیے گئے پھر تیاری اور جنگی کارروائی اور آخر میں نتائج اور اسباق بیان کیے گئے۔ چھوٹے چھوٹے ہیڈنگ دے کر ہر باب کو کئی حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تاکہ کوئی بات ڈھونڈنے میں آسانی ہو بعض اہم باتوں پر تبصرہ واقعات کے ساتھ ہی لکھ دیا گیا کیونکہ کسی اختلاف کی وجہ سے ضروری تھا کہ نکتہ کی وضاحت صاف طور پر کی جاتے اور کئی نتائج اور سبق بھی ادھر ہی واضح ہو گئے۔ لیکن عام طور پر نتائج اور اسباق کارروائی کے آخر میں بیان کیے گئے۔

بڑی جنگوں اور مہموں کے علاوہ کئی ایسے لشکر مدینہ سے باہر گئے جن کی حضوؐر پاک نے خود کمانڈ کی یا باہر بھیجے جن کے لیے سپہ سالار مقرر فرماتے اور ان کو باقاعدہ کسی مشن کی تکمیل کے لیے بھیجا۔ ان میں سے جو بڑی جنگوں یا مہموں سے ملحقہ تھے اُن کو جنگ یا مہم کے ساتھ مفصل یا مختصر طور پر ضرورت کے طور پر بیان کر دیا گیا۔ لیکن ہمارا مقصد چونکہ حضوؐر پاک کی پوری فوجی حکمت عملی اور تدبیرات پر نظر ڈالنا تھا اس لیے ایک ضمیمہ تیار کیا گیا جو کتاب کے آخر میں ہے۔ اس میں تمام مہموں اور جنگوں کا خلاصہ اور جہاں ضرورت تھی واقعات کو پیش کیا گیا۔

(حضوؐر پاک نے خود جہاں کمانڈ فرمائی ان جنگوں یا مہموں کی تعداد اٹھائیس ۲۸ بنتی ہے اور ان کو ضمیمہ کے پہلے حصہ میں ترتیب کے ساتھ بیان کیا گیا ہے اور جن مہموں میں حضوؐر پاک نے صحابہ کرامؓ کو سپہ سالاری کے منصب سے سرفراز فرمایا ان کی

Marfat.com

تعداد ستاذن ۵ بنتی ہے اور یہ بھی پورے کے پورے لکھ دیئے گئے ہیں ان میں آٹھ مہموں کی صحیح تاریخ یا مہینہ پتہ نہیں لگ سکا اور وہ بات بھی لکھ دی ہے اس کے علاوہ تقریباً تین ۳ کے قریب قبائل سے وفود آئے چونکہ ان قبائل کو دعوت دینے کے لئے جو لوگ بھیجے گئے ان میں کئی شہید ہوئے اور کئی قبائل نے اس دعوت کو اعلانِ جنگ سمجھا۔ اس لئے یہ بھی ایک قسم کی جنگی کارروائی تھی اگر نہ تھی تو کم از کم یہ وفود اسلام لے آئے اور اس سے اسلام کا پھیلاؤ ہوا اور ان لوگوں نے آئندہ حق کے نام پر تلوار اٹھائی تو ان کا ذکر بھی ضروری تھا۔ اس کے علاوہ حضورؐ پاک نے دور ملکوں میں اور اس وقت کی دو عظیم سلطنتوں کے حکمرانوں کو دعوت اسلام دی یہ بھی ایک قسم کی جنگی کارروائی تھی کہ کسی نے ان سفیروں کو شہید کر دیا اور بعض نے عرب کی سرحد پر لشکر بھیجے۔ بہر حال دشمنی کا اظہار تقریباً سب نے کیا۔ صرف حبشہ کے نجاشی اور مصر کے بادشاہ نے مخالفت نہ کی۔

ان سب کارروائیوں کا اگر صحیح شمار کیا جائے تو یہ مہمیں ڈیڑھ سو کے قریب ضرور ہو جاتی ہیں لیکن اگر سب کو جنگی مہمیں نہ مانا جائے تو بھی سو جنگی مہمیں ضرور بن جاتی ہیں ضمیمہ میں ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جس میں عرب کے جو جو قبائل اس زمانے میں بستے تھے ان کو دکھایا گیا ہے تاکہ حضورؐ پاک کی سب جنگوں کے پھیلاؤ کے فوجی پہلو کو سمجھا جائے یعنی حضورؐ پاک کی (STRATEGY) اور مقاصد کی سمجھ آجائے۔

ماحصل

کوشش یہ کی گئی ہے کہ سب سے پہلے حضورؐ کے مقاصد کو واضح کریں کہ آپؐ کا مقصد

Marfat.com

حق کو لانا اور باطل کو مٹانا تھا اس مقصد کی وجہ سے آپؐ باطل کے ساتھ حالتِ جنگ میں تھے اور ہجرت نے طرفین کو واضح شکل دے دی پھر ان مقاصد کے لیے آپؐ نے جو حکمتِ عملی اختیار کی اسکی جڑیں اپنی قوم میں تھیں اور ان ذرائع پر بھروسہ کیا جو آپؐ کو میسر تھے اور پھر ان ذرائع کو بڑھانے کی کوشش یہ کی گئی کہ حق پھیلتا جائے اور ذرائع بڑھتے جائیں۔ اس حکمتِ عملی کے تحت آپؐ نے فوجی تدبیرات وضع کیں جو زمین، جغرافیائی حالت اور اپنی قوّت کو مدِنظر رکھتے ہوئے بہترین تھیں اور ہم اس کو متحرک طرزِ جنگ کہیں گے اس طرزِ جنگ کو اختیار کرنے کے لئے آپؐ نے فنِ سپاہ گری کی زبانی اور عملی تعلیم دی جو ہتھیاروں کے استعمال ربط وضبط، اطاعتِ امیر اور زمین کے مطالعہ سمیت بے پناہ مددوں پر مشتمل تھی اور اس کے ذریعے سپاہی تیار کئے۔ لیڈر تیار کئے اور ایسے لوگ تیار کئے جنہوں نے آپؐ کی وفات کے چند سال بعد دو عظیم سلطنتوں کو سرنگوں کر دیا یعنی آپؐ کی وفات کے وقت مسلمان سرزمین عرب پر اس طرح کھڑے تھے جس طرح کوئی سپرنگ بورڈ پر کھڑا ہوتا ہے اور وہ حق کو اس وقت دو عظیم سلطنتوں میں پھیلانے کے لئے پر تول رہے تھے۔

اس حکمتِ عملی اور تدبیرات سے ہمیں جو سبق مل سکتے ہیں اُن کو آج کے زمانے میں ہم کیسے اپنائیں یہ ایک وسیع مضمون ہے جس میں فوجی باتوں کے علاوہ تعلیم۔ مالیات۔ معاشرت۔ تجارت۔ زراعت اور زندگی کے اور معاملات پر بھی بحث کرنا ہوگی کہ طرزِ حکومت اور مشاورت وغیرہ کا کیا طریقہ کار ہوگا اور ہر چیز کو اسلام کے سیاسی فلسفہ کے کس طرح تابع کرنا ہوگا۔ سیاست اسلام میں کوئی الگ چیز نہیں ہے اور اسلام کا سیاسی فلسفہ بھی یہی ہے کہ حق کو

Marfat.com

للّٰہ یعنی اللہ کے احکام کا نفاذ۔ لیکن ایسے احکام کے نفاذ کے لئے کسی نظام کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور اس کا نام نظام مصطفےٰؐ ہے جس کو قوم بالکل نہیں سمجھتی چونکہ یہ ایک الگ کتاب کا مضمون ہے اس لئے اس طرف اشارہ ہی کافی ہے۔ البتہ تدبیراتی پہلوؤں کو ہم اپنی فوجی زندگی میں اپنا سکتے ہیں اور اُن کے مطالعہ کی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں کتاب میں مختلف اسباق کے تحت اشارے کر دیئے گئے ہیں۔ اس حکمتِ عملی اور ان تدبیرات پر عمل پیرا ہونے کے لئے حضورؐ پاک نے ایک فلسفۂ حیات کی نشاندہی کی اور مسلمانوں نے ایک نظریۂ حیات کو عملی طور پر اپنایا تو تب یہ سب کامیابیاں حاصل ہوئیں لیکن اس نظریۂ حیات کی بنیادی باتوں اور اصولوں کی نشاندہی کسی جگہ نہیں کی گئی۔ کیونکہ اس طرح ہم تمام معاملات کو گڈمڈ کر دیتے۔ اس طرف صرف اشارے کئے گئے ہیں کہ ایمان اور عقیدہ کے تحت اسلام کے پانچ اصول ہی اس نظریۂ حیات کی بنیاد بنتے ہیں لیکن ایمان و عقیدہ از خود ایک وسیع مضمون ہے اور اس کی وضاحت نہیں کی گئی اس لیے بہتر ہے کہ اس پیش لفظ میں اسلام کے فلسفۂ حیات کا مختصر بیان اور غیروں کے فلسفہ کے ساتھ اس کا موازنہ کر دیا جائے اور یہ بھی بیان کر دیا جائے کہ ہم کہاں کھڑے ہیں اور اسلام کے فلسفۂ حیات سے کتنے دور ہیں۔ البتہ کتاب میں یہ بات ضرور واضح کر دی گئی ہے کہ اگر اسلام سے عسکریت نکال دی جائے تو صرف بے جان فلسفہ باقی رہ جاتا ہے!

اسلام کا فلسفۂ حیات

اسلام نے اس دنیا یا کائنات کے لیے اپنا نظریہ پیش کیا ہے کہ اس دنیا کی زندگی کی کیا

Marfat.com

حیثیت اور حقیقت ہے۔ اسلام کے لحاظ سے یہ دنیا ایک منزل ہے جس سے کاروان حیات
کو گزرنا ہے یا گذر رہا ہے اور یہ دنیا کوئی دائمی چیز نہیں ہے۔ جب سب کاروانِ حیات
اس سے گذر جائے گا تو یہ دنیا دھنی ہوئی اُون کی طرح اڑ جائے گی۔ موت زندگی کا خاتمہ نہیں
ہے بلکہ ایک بہتر زندگی کا آغاز ہے اور ہمارے حضورؐ پاک نے فرمایا کہ موت ایک دروازہ ہے
اس سے نکلنے کے بعد مومن کی طاقتیں ستر گنا بڑھ جاتی ہیں مشہور مسلمان صوفی اور فلاسفر
محی الدین ابنِ عربیؒ فرماتے ہیں کہ اس دنیا میں انسان اسی طرح ہے جس طرح ماں کے رحم میں
بچہ ہے اس کے بعد اگلا جہان ہزار درجے بہتر ہے۔ اس لئے موت سے ڈرنا نہیں چاہیئے۔
اس لئے حضورؐ پاک نے فرمایا کہ موت مسلمان کو تحفہ کے طور پر پیش کی جاتی ہے۔ اب سوال یہ
پیدا ہوتا ہے کہ آدمی نے اپنے آپ کو اس موت کے لیئے تیار کرنا ہے اور امتحان شروع ہے۔
تو اس موت کی تیاری کے لئے اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی اس طرح لازم ہے جس طرح
ایک سپاہی اپنے کمانڈر انچیف کے احکام کی پابندی کرتا ہے کیونکہ ہم اللہ کی فوج ہیں۔ اور
اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبیؐ کے ذریعے یہ احکام ہمارے پاس پہنچائے اور ہمیں وہ وعدہ
یاد دلایا جو ہم نے عالم ارواح میں کیا تھا جب اللہ نے ہم سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا ربّ نہیں
اور ہم نے ہاں میں جواب دیا۔ چنانچہ عبد اور معبود کے ان رشتوں کو قائم دائم رکھنے کے لیے
اسلام کسی اکیلئے پن یا مادر پدر آزادی کی اجازت نہیں دیتا۔ ہمیں وہ کام کرنا ہوگا۔ جو
معاشرہ اور قوم ہم سے لینا چاہے اور ہمارا ہر کام اللہ کے لئے ہے انفرادی طور پر ہمیں
اس کے لئے تیار ہونا ہوگا۔ اور ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰؐ اس کا ہمارے سامنے عملی نمونہ

Marfat.com

پیش کر گئے ہیں۔ اس لئے ہمیں اس دنیا کے ساتھ کوئی محبت نہیں کرنا چاہیے بلکہ یہاں پر اپنے عقیدہ کی حفاظت کے لئے غیرت کے ساتھ رہنا چاہیے نہ کہ ذلت اور غلامی کی زندگی بسر کریں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم کو اس دنیا کا وارث بنایا ہے لیکن افسوس کہ ہم اس دنیا کے غلام بن رہے ہیں

غیروں کے فلسفہ حیات

غیروں کے فلسفہ حیات ہیں یونانی فلسفہ اور ہندوانہ فلسفہ ایک دوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں۔ ہندوؤں کے لئے تو یہ دھرتی پوتر اور پاک ہے اور اُن کی ماں ہے اور یہی سب کچھ ہے۔ موجودہ جغرافیائی نیشلزم کے باپ یہی لوگ ہیں۔ جہاں وطن کی پوجا کی جاتی ہے۔ یونانی فلسفہ تمام یورپ پر چھایا ہوا ہے اور عیسائیت پرائیویٹ طور پر آدمی کا نجی معاملہ ہے۔ یونانی فلسفہ کے لحاظ سے بھی انیسویں صدی تک یہ خیال موجود تھا کہ ایٹم نہیں ٹوٹ سکتا اور یہ دنیا ایک دائمی چیز ہے مرنے کے بعد آدمی کچھ عرصہ کے لئے "ساکن" ہو جاتا ہے اور پھر جب زندہ کیا جائیگا تو یہی دنیا ہو گی اور اسی پر جنت اور دوزخ بھی ہوں گے۔ ہندوؤں نے آواگون کے چکر میں پڑ کر مرنے کے بعد آدمی کو اور مخلوق تک میں تبدیل کر دیا اور جب گناہوں سے چھٹکارا ملا تو نرک میں جائے گا جو اسی دنیا پر ہو گی۔ ان دونوں فلسفوں نے مادیت کی بنیاد ڈالی اور اب دنیا کی پوجا ہو رہی ہے۔ اشتراکیت نے مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنے اور اللہ کا تصوّر ہی ختم کر دیا۔ بہر حال غیروں کے فلسفہ کے لحاظ سے زندگی اس دنیا پر ایک حادثہ کی وجہ سے شروع ہوئی۔ پہلے کاربن تھا اور پھر پانی اور ٹھوس چیزیں الگ ہوئیں پھر پانی میں زندگی پیدا ہوئی اور مخلوق اور حیوانات شروع ہوئے

Marfat.com

اور آدمی بھی حیوان ہے یا بندر ہے اور موجودہ صورت اس کی ایک "ترقی پذیر" حالت ہے اور معاملہ یہاں ختم کریں کہ آدمی بھی زمین کا ایک کیڑا ہے۔

فلسفوں کا موازنہ اور ہماری موجودہ حالت

ان دونوں فلسفوں کا موازنہ کریں تو معلوم ہوگا کہ ہم اور غیروں میں کوئی قدر بھی مشترک نہیں ہے۔ لیکن ہمارے سکولوں میں جو تعلیم دی جاری ہے وہ ساری کی ساری ان ہی فلسفوں پر استوار کی گئی ہے اس وجہ سے پوری قوم حیران ہے کہ صراط مستقیم کیا ہے۔ پچھلے چند سالوں کا اگر مطالعہ کریں تو ظاہر ہوگا کہ شر والی طاقتیں ہمارے ملک میں دندناتی پھرتی رہیں اور نظریہ پاکستان کا مذاق بھی اڑایا جاتا ہے۔ اخلاقی پستی حد سے گذر گئی ہے اور دیانت داری کہیں نظر نہیں آتی۔ رشوت گھر گھر میں داخل ہو گئی ہے اور رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں نکلتا۔ نوجوان طبقہ بپھرا پھرتا ہے اور اعلان کرتے ہیں کہ ہم باغی ہیں۔ مغربی تعلیم نے ہم کو اسلام سے بالکل دور کر دیا ہے اور ہمارے طالب علم اپنی عمارتیں اور موٹریں جلا دیتے ہیں۔ مزدور کسی کی سنتا نہیں اور کہتا ہے "پیٹ نہ پئیاں روٹیاں تے سبھے گلاں کھوٹیاں" پچھلے ایک حکومت نے ان کو بنگلے دینے کے وعدے بھی کیے۔ جو لیڈر آتا ہے وہ کہتا ہے کہ فلاں سے لیں گے۔ اور فلاں کو دیں گے اور نفرت کا طوفان اٹھ رہا۔ ہمارے ذرائع ابلاغ وہ ثقافت اور نظریات پیش کر رہے ہیں جن کا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور ہم لوگ موہنجوڈارو، ہڑپہ اور گندھارا کی تہذیبوں پر فخر کرتے ہیں۔

Marfat.com

کیا اسلام اس قسم کی زندگی اور خیالات کی اجازت دیتا ہے؟ تو ان کوتاہیوں اور خامیوں کو سامنے رکھتے ہوئے حضور پاک اور آپ کے رفقاء کی زندگیوں کے واقعات پیش کئے جا رہے ہیں تاکہ ہم بھی قرون اولیٰ کے مسلمانوں کی طرح اللہ کی فوج بن جائیں اور غیروں کے نظریات پر لعنت بھیجیں۔ اس کام کے لئے ہمیں مسجدوں کو استعمال کرنا ہوگا اور وہاں سے پھر مجاہدوں کی اذان کی آواز سے ملک میں اللہ کے احکام کا نفاذ کرنا ہوگا۔

حضور پاک کے جلال یا شان کے کسی پہلو پر کچھ لکھنا کسی انسان کے بس کی بات نہیں۔ اور میں تو بقول علامہ اقبالؒ ان نادانوں سے ہوں جس کو بات کرنے کا بھی سلیقہ نہیں۔ پس دعا یہ تھی کہ ادب کی جگہ ہے کہیں آپ کی شان بیان کرتے وقت یا آپؐ کے رفقاء کی کارروائی لکھتے وقت کوئی بے ادبی نہ ہو جائے۔ اللہ رحم کرے گا۔

مصنف

تو اے مولائے یثرب آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی مرا ایماں ہے زناری

Marfat.com

پہلا باب

جنگِ بدر

Marfat.com

Marfat.com

حق و باطل کا پہلا بڑا معرکہ

جنگِ بدر

جنگِ بدر حق و باطل کا پہلا بڑا معرکہ ہے۔ گو مسلمان ہجرت کے وقت سے ہی اہلِ قریش و کفار کے ساتھ حالتِ جنگ میں تھے لیکن جنگِ بدر کے بعد معاملات تمام اہلِ عرب اور حقیقت میں تمام دنیا پر کھل کر سامنے آ گئے۔ اس جنگ کی بڑی خصوصیت یہ ہے کہ دنیا کے عظیم ترین سپہ سالارِ اعظم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بنفسِ نفیس اس معرکہ میں ان تین سو تیرہ ۳۱۳ عظیم مسلمانوں کی کمان کی۔ جس میں ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ اجمعین بھی شامل تھے۔ جنہوں نے چند سال بعد اس دنیا کی اُس وقت کی دو عظیم سلطنتوں کو پاش پاش کر دیا۔ انہی میں جناب صدیق اکبرؓ اور فاروقِ اعظمؓ بھی تھے جن کا نام سن کر قیصر و کسریٰ کے درباروں میں کپکپی طاری ہو جاتی تھی اور انہی میں شیرِ خدا حضرت علی المرتضیٰؓ فاتح خیبر بھی تھے جو حق کے ہر معرکہ کے دولہا تھے اور انہی میں شہیدِ اعظم حمزہؓ بھی تھے اور فاتح ایران و شام جناب سعد بن ابی وقاصؓ اور امین الامت ابو عبیدہؓ بن جراح بھی تھے۔ اس حق کے معرکہ کے ایک ایک سپاہی کی آئندہ زندگی کے کارناموں پر کئی کتابیں لکھی گئی ہیں اور لکھی جائیں گی کہ کاروانِ حق صراطِ مستقیم پر روزِ ازل سے روزِ آخر تک ایسے ہی کارناموں

Marfat.com

کی وجہ سے رواں دواں ہے۔

عسکریت

سترہ[۱۷] رمضان ۲ ہجری کو میدان بدر میں تین سو تیرہ[۳۱۳] مسلمانوں نے اپنے سے کئی گنا بڑی قوتِ کفار سے ٹکر لی اور اس میں اہل اسلام فتح یاب ہوئے۔ بے شک اس جنگ سے ہمارے دلوں میں ایک عظیم روحانی تسکین پیدا ہوتی ہے اور اپنے دلوں کو تسلی دے کر نشانِ راہ ضرور تلاش کرتے ہیں۔ لیکن ایک چیز کو ہم ہمیشہ نظر انداز کر دیتے ہیں اور وہ ہے اسلامی فلسفہ حیات کہ ان جنگوں کے ذریعے اور حق کے معرکوں میں شریک ہو کر ہم اپنے نظریۂ حیات کے مطابق زندگی گزارتے تھے اگر ہم فوجی طور پر اسی طرح مستعد نہ رہیں گے جس طرح حضورؐ پاک اور ان کے صحابہؓ تھے تو نہ ہم قومی غیرت قائم رکھ سکتے ہیں اور نہ ہی آخرت میں اللہ اور اللہ کے حبیبؐ کو منہ دکھانے کے قابل ہوں گے۔ اس دنیا میں لکاؤ مال بن کر ذلت کی زندگی گزاریں گے اور آخرت میں بھی کوئی سرخروئی والی بات نظر نہیں آتی عسکریت اسلام کا اوڑھنا بچھونا ہے اور عسکریت کو اسلام سے نکال دیں تو پھر اسلام بھی دین نہیں رہتا بلکہ صرف مذہب رہ جاتا ہے یا بے جان فلسفہ۔

البتہ اس سلسلہ میں سمجھنے والی بات یہ ہے کہ اسلام کی عسکریت یا فلسفۂ جنگ، اسلامی فلسفۂ حیات کی ایک شاخ ہے اور ہماری عسکریت کی بنیاد اس نظریۂ حیات پر ہوتی ہے جو حضورؐ پاک نے زبانی اور عمل کے ساتھ پیش کیا۔ اس سلسلہ میں ہم نے غیروں سے کچھ نہیں سیکھنا ہے۔ غیروں کے فلسفۂ جنگ یا تدبیراتی پہلوؤں کی سوجھ بوجھ رکھنا الگ بات ہے اور اس کو جاننے میں کوئی

Marfat.com

مضائقہ نہیں ہے اور نہ ہی غیروں کی ٹیکنالوجی سیکھنے میں کوئی ہرج ہے کیونکہ حضورؐ پاک کے ارشاد کے مطابق علم سیکھنے کے لئے چین تک بھی جانا چاہیے لیکن اس علم سے حضورؐ کا مقصد ہنر تھا۔ نہ کہ فلسفہ ادب یا ثقافت یا طرزِ زندگی وغیرہ۔ یعنی ہمیں غیروں کے رنگ میں اپنے آپ کو نہیں رنگ لینا چاہیے رنگ ہمارا اپنا ہی ہونا چاہیے۔ بنیاد عمارت کی ہمارے اپنے فلسفہ پر ہی ہو۔ البتہ ہنر کی کوئی بات غیروں کے پاس اچھی ہے تو اس سے استفادہ کر کے اس کو اس طرح سے اپنائیں کہ اپنے بنیادی اصول اور عقائد پر کوئی اثر نہ پڑے۔ اس لئے جنگ یا فلسفۂ جنگ کی بنیاد تو ہمارے اپنے اصولوں پر ہونی چاہیے گو تدبیرات اور ہنر کے جو اچھے پہلو ہمارے پاس موجود نہ ہوں وہ ہم غیروں سے سیکھ سکتے ہیں۔ چنانچہ اس سلسلہ میں ضرورت اس امر کی ہے کہ حضورؐ پاک کی جنگوں، فلسفۂ جنگ اور جنگی حکمتِ عملی پر ایسا تبصرہ کیا جائے اور ایسا تجزیہ کیا جائے کہ وہ اسباق سامنے آجائیں جن کو ہم اپنی فوجی زندگی اور عسکریت کی بنیاد بنا سکیں۔

مدنی زندگی

ایک فوجی ذہن جب سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ میں ابتدائی ایام کی کارروائیوں کا جائزہ لیتا ہے تو اس کے سامنے حرب وضرب کا ایک شاہکار وجود میں آتا ہوا نظر آتا ہے اور بدر کی جنگ اس سلسلہ کی ایک کڑی تھی یا منزل جس نے حق کی فتح کو تمام اہلِ عرب پر عیاں کر دیا اور اب رہتی دنیا تک یہ عظیم معرکہ ہماری رگوں کے خون کو گرم کرتا رہے گا۔ بدقسمتی سے پچھلے دوسو سالوں کی غلامی نے ہمیں فنِ سپہ گری اور فلسفۂ جنگ سے بہت دور کر دیا ہے بلکہ ہمارے کئی اہلِ قلم حضرات اور دانشور غیروں کی سازش کا بھی شکار ہو گئے ہیں وہ حضورؐ پاک

Marfat.com

کی جنگوں کو کبھی مدافعانہ جنگ کا نام دیتے ہیں اور کبھی مصلحانہ جنگ کا نام۔ پھر میدان جنگ کی کارروائی کے بارے میں بھی کچھ عجیب و غریب بیان لکھتے ہیں! در اکثر لوگوں نے لکھا کہ میدانِ جنگ میں حضورؐ پاک نے حکم دیا کہ خبردار پہل کاری مت کرو یا پہل مت کرو۔ دشمن حملہ کرے گا تو پھر لڑیں گے ورنہ ساکن بیٹھے رہو۔ جس آدمی کو جنگ کی ذرا بھی سوجھ بوجھ ہے وہ جانتا ہے کہ وقتی طور پر جب طاقت کم ہو تو آدمی دفاع میں بیٹھ جاتا ہے کیونکہ وہ حملہ کرنے کے قابل نہیں ہوتا۔ لیکن ایسی کارروائی کو حضورؐ پاک کے ایک اصول کے طور پر پیش کرنے کا بڑا خراب نتیجہ نکلتا ہے اور مسلمانوں کو فنِ سپاہ گری اور جنگ سے نفرت ہونا شروع ہو جاتی ہے ان کو خیال ہونے لگتا ہے کہ ہمارے آقا بہت ہی مجبور ہو گئے اور ان کو جنگ کے لیے مجبور کیا گیا وغیرہ شاید ایسے "دانشوروں" اور سوجھ بوجھ رکھنے والوں کے لیے علامہ اقبالؒ نے طنزاً یہ فرمایا:

؎ بے چارے کے حق میں ہے یہی سب سے بڑا ظلم

برّے پہ اگر فاش کریں قاعدۂ شیر

ہر فوجی ذہن اچھی طرح سمجھتا ہے کہ جنگ، جنگ ہے وہ مدافعانہ بھی ہے اور جارحانہ بھی۔ بلکہ مدافعت کا بڑا اصول یہ ہے کہ وہ وقتی کارروائی ہوتی ہے متحرک طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ دشمن کو اپنے سے دور رکھا جاتا ہے۔ وغیرہ بلکہ یہاں تک کوشش کی جاتی ہے کہ دفاع ایسا ہو کہ ہم جارحانہ کارروائی کے لئے پر تول رہے ہوں۔ یعنی آجکل کے جنگی فلسفہ میں بھی یہی پڑھایا جاتا ہے کہ دفاع جارحانہ قسم کا ہو۔ ان بنیادی غلط فہمیوں کے ازالے کے بعد امید ہے کہ دنیا کے سپہ سالارِ اعظمؐ کی جنگوں جنگی و فوجی حکمت عملیوں،

Marfat.com

فوجی تدابیرات اور جنگی کارروائیوں کو ہم زیادہ بہتر طریقے سے سمجھ سکیں گے۔

جنگ کی ابتداء

ایک اور غلط فہمی یہ ہے کہ شاید مسلمانوں اور کفار کے درمیان جنگ کی ابتداء جنگ بدر سے ہوئی۔ دراصل جنگ کی ابتداء ہجرتِ مدینہ سے بہت پہلے شروع ہو چکی تھی۔ کفار نے ہجرت سے پہلے (نعوذ باللہ) حضورؐ پاک کو شہید کرنے کی سازش بھی کی تھی۔ حضورؐ پاک آنے والے حالات کو اچھی طرح بھانپ چکے تھے۔ چنانچہ ہجرت مدینہ سے بھی بہت پہلے مکہ معظمہ میں رات کی تاریکی میں درۂ عقبہ زیریں میں حضورؐ پاک اور انصار مدینہ نے اسلام کی فوجی حکمتِ عملی اور اجتماعی سپہ گری کی بنیاد رکھ دی تھی۔ ہمارے تمام مورخین نے اس عمل کو بیعت عقبہ ثانی کا نام دیا ہے اس موقع پر جو معاہدہ حضورؐ پاک اور اہلِ یثرب کے درمیان طے پایا اس کی تفصیل میں جانے سے یہ پتہ چلتا ہے کہ اس معاہدہ کی رو سے یثرب کو ایک فوجی مستقر بنانا تھا اس معاہدہ میں یثرب کے دونوں قبائل اوس اور خزرج سے بہتر (۲۷) نمائندے شریک ہوئے اور حضورؐ پاک کے ساتھ ان کے چچا حضرت عباسؓ تھے جنہوں نے اس وقت تک اپنا اسلام پوشیدہ رکھا ہوا تھا۔ اسلام کے پہلے زمانے کے مورخین نے اس اجلاس یا میٹنگ کو بڑی تفصیل سے بیان کیا ہے اور روایت کرنے والوں میں کوئی زیادہ اختلاف نہیں ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ ابن اسحٰق اور ابن ہشام نے حضورؐ کے چچا حضرت عباسؓ کی تقریر کو الگ بیان کیا ہے اور انصار مدینہ کے ایک حضرت ابوالعباسؓ کی تقریر کو الگ۔ ابن سعد نے ان دونوں بزرگوں کی تقریر کو حضورؐ پاک

Marfat.com

کے چچا حضرت عباسؓ کی طرف منسوب کر دیا ہے اور بیان مختصر ہے اس لیے ہم وہ بیان لکھ رہے ہیں۔ حضرت عباسؓ کچھ اس طرح سے گویا ہوئے۔

"اے اہلِ یثرب! اللہ کے نبی اور حبیبؐ نے تمہارے سوا باقی تمام لوگوں کا تعاون ٹھکرا دیا ہے۔ اگر تم میں قوت اور ہمت ہے۔ اگر تم لڑنے کی صلاحیت رکھتے ہو اور سارے عرب کی متحدہ دشمنی کا مقابلہ کر سکتے ہو جو کفار کی متحدہ کمان سے تم پر تیر برسائیں گے تو اس مسئلہ پر باہمی مشاورت کر لو اور خوب سوچ سمجھ لو۔۔۔۔

ظاہر ہے کہ اس مضمون میں تمام صلاح مشورہ اور باتوں کا ذکر تو نہیں کیا جا سکتا۔ بہر حال کچھ مزید گفت وشنید کے بعد اہلِ یثرب کے وفد نے یہ جواب دیا:

"ہاں! اس ذات کی قسم جس نے اللہ کے نبیؐ کو حق سے مبعوث فرمایا ہے۔ ہم حضورؐ پاک کی حفاظت اس طرح کریں گے جس طرح اپنے اہل وعیال کی کرتے ہیں۔ ہم سے بیعت لے لیجئے اے اللہ کے رسولؐ! ہم بخدا لڑنے والے لوگ ہیں۔ ہم میں حوصلہ بھی ہے اور جی داری بھی اور ہم نے یہ جی داری بڑوں سے ورثہ میں پائی ہے۔۔۔۔"

دریں چہ شک کہ یہ امر اور اصول پہلے سے طے شدہ تھا کہ مومن کو حضورؐ پاک پر ایمان لانے کے بعد اللہ تعالیٰ کی راہ میں قتال کا سامنا کرنا پڑے گا اور بعد میں قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ نے واضح الفاظ میں فرمایا کہ "مومن قتل کرتا ہے اور قتل کیا جاتا ہے"۔ اس لئے ہجرت کے بعد مدینہ میں جو میثاق تیار ہوا تھا اس میں جہاد کو رہبر اصول مانا گیا تھا یعنی مسلمانوں کو قومی حکمت عملی NATIONAL STRATEGY کی بنیاد نظامِ جہاد پر ہے۔

اس حکمتِ عملی کے تحت حضورؐ پاک نے مدینہ شریف کو ایک فوجی مستقر FORTRESS بنایا اور فوجی تدبیرات TACTICAL DOCTRINE کے طور پر متحرک طرزِ جنگ MOBILE WARFARE کو اپنایا۔ جب نفری اور ہتھیاروں میں کمی ہو تو یہ ایک بہترین طریقۂ جنگ ہے۔ زمین کے مطالعہ اور استعمال کو اس طرزِ جنگ میں اہم حیثیت حاصل ہے۔ ہلکے پھلکے دستے حرکت میں رہتے ہیں۔ بڑے دستے بھی دراصل متحرک ہوتے ہیں جب داؤ لگا دشمن پر چھٹا مارا یا گھات لگائی۔ اگر کسی جنگ میں دشمن کی طاقت زیادہ نظر آئی اور جنگ ناگزیر ہو گئی تو اپنی چُنی ہوئی زمین پر متحرک دفاع MOBILE DEFENCE اختیار کیا۔ اگر دشمن پر کامیابی حاصل ہو گئی تو بہتر اگر حالات خراب ہونے لگے تو بروقت وہاں سے طریقے کے ساتھ اُٹھ کر کسی اور جگہ دفاعی پوزیشن اختیار کر لیا۔ زمین کے علاوہ موقع اور محل کے استعمال میں ایسا ربط ضروری ہوتا ہے کہ اپنا کم سے کم نقصان ہو اور دشمن کا زیادہ سے زیادہ نقصان ہو۔ ریگستان یا کھلا علاقہ اس طرزِ جنگ کے لیے نہایت ہی موزوں ہے۔ حضورؐ پاک کے صحابہ کرامؓ نے بھی یہی طرزِ جنگ اپنایا۔ جنگ سلاسل۔ اجنادین اور یرموک میں یہی طریقۂ جنگ بڑی سطح پر استعمال کیا گیا اور مسلمان متحرک رہے۔ دراصل اسلام از خود ایک متحرک نظریہ ہے کہ اہلِ اسلام کا قافلہ صراطِ مستقیم پر رواں دواں ہے۔ نماز میں حرکت۔ زکوٰۃ میں مال کی حرکت۔ قربانی میں گوشت کی حرکت اور حج میں پوری قوم کی اکٹھی حرکت۔

جنگ کی فوری وجوہات

جنگ کی ابتدا تو ہو چکی تھی اور جاری و ساری تھی۔ قریش اہلِ یثرب کو لکھ رہے تھے کہ انہوں نے

قریش کے دشمنوں کو پناہ دی ہے۔ ان کو یثرب سے نکالو ورنہ انصار کی خیر نہیں۔ بلکہ حضرت سعدؓ بن معاذ جب مکہ گئے اور امیہ بن خلف کے مہمان تھے تو ابوجہل ان کے ساتھ خانہ کعبہ میں جھگڑ پڑا تو سعدؓ کو کہنا پڑا کہ قریش یہ بات نہ بھولیں کہ ان کے قافلے جو شام جاتے ہیں وہ مدینہ کے نزدیک سے گزرتے ہیں چنانچہ جنگ بدر کوئی حادثہ نہ تھا بلکہ اس حالتِ جنگ کی ایک منزل تھی جو شروع ہو چکی تھی۔ حضورؐ پاک نے فوجی تدبیرات کے طور پر مدینہ شریف کے چاروں طرف چھوٹے چھوٹے دیکھ بھال والے دستے مستعد رکھے اور مخبر بھی تھے۔ بلکہ صحابہ کرامؓ رات کو سوتے وقت ہتھیار بند ہو کر سوتے تھے حضورؐ پاک نے شروع شروع میں جو دستے باہر بھیجے ان میں زیادہ مہاجرین ہی ہوتے تھے اور ایک آدھ رہنما کے طور پر انصار میں سے ہوتا تھا۔ مقصد یہ تھا کہ مہاجرین کو زمین کی واقفیت ہو جائے اور یہ دستے ایک قسم کی فوجی جنگی مشقیں بھی کر رہے ہوتے تھے اور زیادہ وقت مدینہ سے باہر ہی گزرتا تھا۔ اس سلسلہ میں علامہ اقبالؒ نے فرمایا ہے :-

اے شیخ بہت اچھی مکتب کی فضا لیکن
بنتی ہے بیاباں میں فاروقیؓ و سلمانیؓ

چنانچہ ابوا کی مہم۔ بواط کی مہم۔ عشیرہ کی مہم۔ معرکہ ثنیۃ المرا اور حضرت عبداللہؓ بن جحش کی جھڑپ ما بدر سے پہلے مسلمانوں کی موٹی موٹی جنگی کارروائیاں تھیں۔ اس کے علاوہ مکہ سے کرز بن جابر نے مدینہ شریف پر شبخون بھی مارا اور اس کے تعاقب میں پہلے حضورؐ پاک خود نکلے اور پھر دُور دُور تک حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے اس کا تعاقب کیا۔ ان سب واقعات کا ذکر اس کتاب کے ضمیمہ میں تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے۔ یہاں ان کو حالتِ جنگ کے ثبوت کے

Marfat.com

طور پر پیش کیا گیا ہے۔

قرون اولیٰ کے دونوں عظیم مورخین یعنی ابن اسحٰق اور ابن سعد نے جنگ کا فوری سبب یہ لکھا ہے کہ ابوسفیان کے تجارتی قافلہ پر حضورؐ پاک حملہ کرنا چاہتے تھے۔ ابوسفیان کو بروقت خبر مل گئی اس نے اہل مکہ کو خبر دی جو لاؤ لشکر لے کر بدر کی طرف چل پڑے۔ ابوسفیان بچ کر نکل گیا اور اہل مکہؐ کو پیغام بھیجا کہ وہ بھی واپس آجائیں۔ لیکن ابوجہل نہ مانا اور وہ بدر کی طرف چل پڑا جہاں پر مسلمانوں کے ساتھ لڑائی ہوئی۔ ابن خلدون کا خیال ہے کہ ابوسفیان کے قافلہ والوں کی قریش کے لشکر ساتھ ملاقات بھی ہوگئی اور ابوسفیان نے کہا کہ اب جھگڑے کی ضرورت نہیں واپس مکہؐ چلیں لیکن ابوجہل نہ مانا۔ مورخین اور راویوں نے واقعات بڑی تفصیل کے ساتھ بیان کئے ہیں وہ یہاں تک گئے ہیں کہ ابوسفیان نے ایک جگہ اونٹوں کے لید نے دیکھے جن میں کھجوروں کے دانے تھے جس کی وجہ سے اُس کو یقین ہو گیا کہ مدینہ والوں کے اونٹ جو کھجوروں پر گذارہ کرتے ہیں وہاں کہیں نزدیک ہیں اور مسلمان اس کی تاک میں ہیں اس لیے وہ سمندر کے ساحل کی طرف چلا گیا اور اس راستے سے آنکھ بچا کر نکل گیا۔ حالانکہ یہ لید نے مسلمانوں کے ایک اور گشتی دستے کے اونٹوں کے تھے

ایک اور روایت کے مطابق حضورؐ پاک مدینہ سے آٹھ رمضان کو نکلے اور دوسری کے مطابق بارہ رمضان کو۔ جنگ سترہ رمضان کو ہوئی۔ اس لئے فوجی ذہن کو کچھ اپنے تجزیئے بھی کرنے پڑیں گے۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ابوسفیان جو مکہؐ سے سینکڑوں میل دور تھا اُس کو اگر حضورؐ پاک کے ارادہ اور حرکت کا پتہ چل گیا۔ تو پہلے اس کے کہ اہل مکہؐ ابوسفیان کی مدد کے لیئے پہنچ جاتے

ٖ نقشہ جنگ بدر

Marfat.com

حضورؐ پاک اور مسلمان ابوسفیان اور اس کے قافلہ کا کھوج کیوں نہ لگا سکے؟ ابوسفیان اگر مدینہ یا بدر کے گردونواح میں خبر پا لیتا کہ مسلمان حملہ کرنے والے ہیں تو اس کے قاصد کے مکہ پہنچنے سے بہت پہلے حضورؐ پاک کے لشکر والے ابوسفیان کا صفایا کر چکے ہوتے۔ کیونکہ مدینہ سے بدر تقریباً ستر یا پینسٹھ میل ہے اور اگر ابوسفیان سمندر کے ساحل کے قریب بھی چلا گیا ہوتا تو ابوسفیان کی دوری مدینہ سے سو میل تھی اور اہلِ مکہ بدر سے دو سو میل سے بھی زیادہ دور تھے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ ابوسفیان کو شام جاتے وقت یہ پتہ چل گیا تھا کہ مسلمان گشتی دستے علاقے میں پھیلائے ہوئے ہیں اور واپسی پر وہ اُس کی زیادہ تاک میں ہوں گے۔ اس لئے شام سے واپسی پر اُس نے حفظِ ماتقدم کے طور پر اہلِ مکہ کو بہت پہلے ہی خبردار کر دیا ہو کہ وہ فلاں دن بدر کے قریب سے گذرے گا اور اہلِ مکہ اس کی مدد کو آئیں۔ اس تجزیے سے ہم پھر اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ مسلمان اور قریش بدر سے پہلے بھی حالت جنگ پر تھے۔ مسلمان متحرک دستوں نے مکہ اور مدینہ کے درمیان شام جانے والے راستے کی ایک قسم کی ناکہ بندی کی ہوئی تھی۔ جاسوس اور مخبر دونوں طرف کی خبروں کو حاصل کر لیتے تھے۔ فرق صرف یہ تھا کہ مسلمان ایک لیڈر کے ماتحت ایک وحدت کے طور پر ایک خاص طریقہ جنگ یا تدبیر اپناتے ہوئے تھے اور قریش ضرورت کے لحاظ سے اور باطل کے اندھے نشے سے مست ہو کر ہی کوئی کارروائی کرتے تھے۔

اہلِ مکہ کا بدر کی طرف کوچ

مورخین نے اہلِ مکہ کے بدر کی طرف کوچ کو بہت مفصل طور پر بیان کیا ہے اور ابن سعد

Marfat.com

جنگِ بدر کا خاکہ

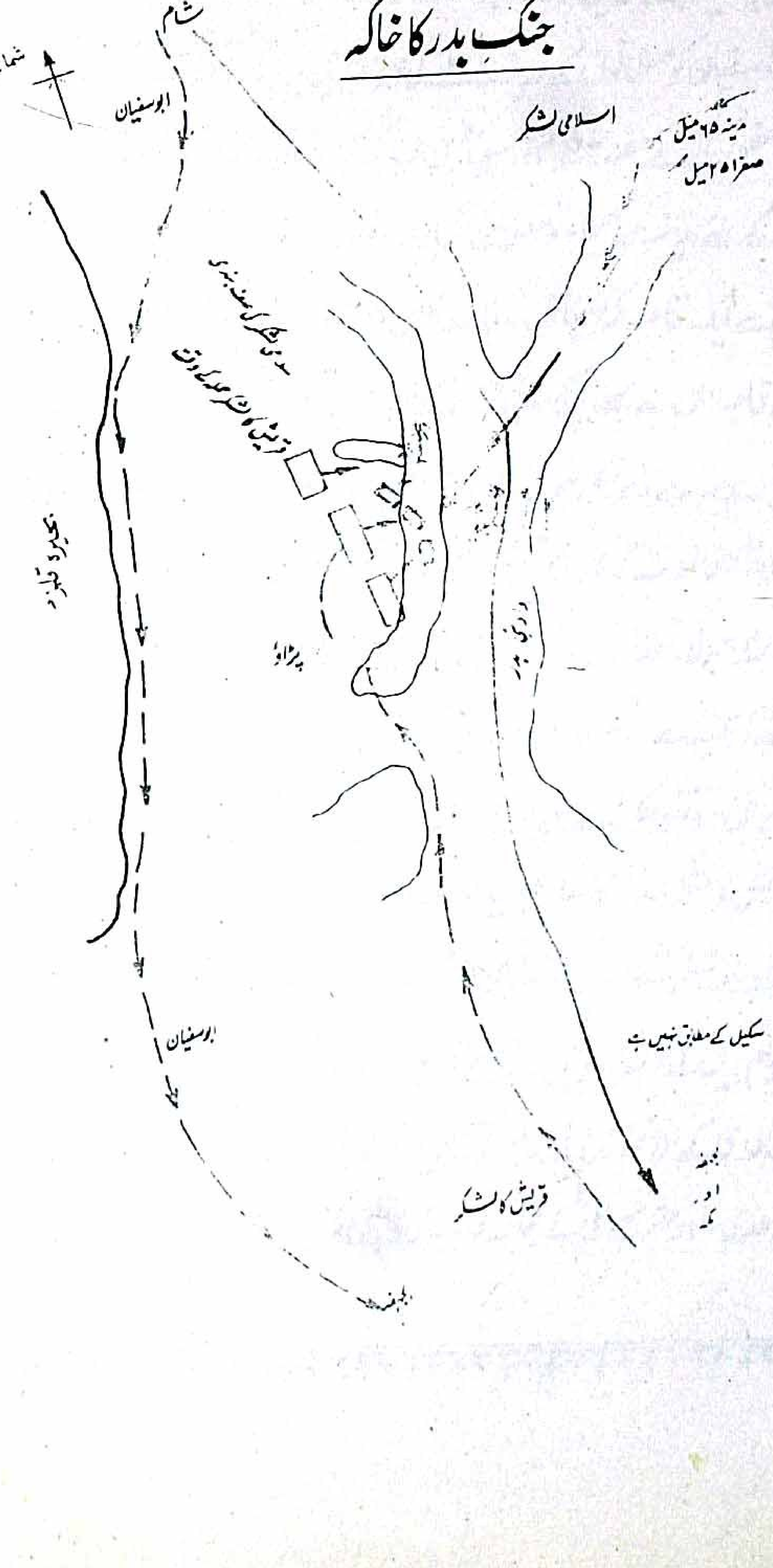

Marfat.com

Marfat.com

کا خیال ہے کہ ابو سفیان نے مکہ میں جو قاصد خبر کے لئے بھیجا اور اس کا نام ضمضم تھا وہ شام ہی سے بھیج دیا کیونکہ ابو سفیان کو مسلمانوں کے مدینہ سے نکلنے کی خبر شام میں ہی پہنچ گئی تھی پھر کہنا ہے کہ بارہ ۱۲ رمضان کو حضورؐ پاک نے حضرت طلحہؓ اور سعیدؓ بن زید کو ابو سفیان کے قافلہ کے بارے میں خبر حاصل کرنے کے لئے مدینہ سے بھیجا۔ تو مسلمان اگر بارہ رمضان تک مدینہ میں تھے تو اس کے بعد ابو سفیان شام سے ایک قاصد مکہ بھیجتا تو وہ قاصد کہیں ماہ رمضان کے آخر میں مکہ پہنچتا تو بات صحیح یہی ہے کہ قاصد اس لیے پہلے بھیج دیا گیا کہ مسلمان اور قریش حالتِ جنگ میں تھے اور نہ اس خبر پر کہ حضورؐ پاک مدینہ سے باہر نکلے ہوئے ہیں اور جب یہ قاصد مکہ پہنچا تو اس نے بڑا ڈرامہ کیا۔ اپنی قمیض پھاڑ دی اونٹ کا کان کاٹا وغیرہ یعنی وہ تمام طریقے اختیار کئے جیسے پرانے زمانے میں ایک قاصد بری خبر لاتا تھا اور لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرتا تھا اور مکہ والے غصے میں اس طرح اکٹھے ہوئے کہ جھنڈے۔ ڈھول وغیرہ کے ساتھ کوئی ایک ہزار کے قریب یا اُس سے کچھ زیادہ لوگ تھے جن میں دو سو گھوڑے تھے اور انہوں نے تیزی کے ساتھ بدر کی طرف بڑھنا شروع کر دیا۔ قریش کا لشکر جب الجحفہ کے قریب پہنچا تو ابو سفیان کی طرف سے خبر مل گئی کہ وہ بچ کر نکل گیا ہے اور اب لشکر آگے مت جائے لیکن ابو جہل نے کہا کہ وہ بدر تک ضرور جائیں گے۔ تین دن ادھر قیام کریں گے۔ شراب پئیں گے جو جانور ساتھ لاتے ہیں ان کو ذبح کر کے گوشت کھائیں گے۔ قبیلہ عدی کے الاخناس نے ابو جہل کو سمجھایا کہ آگے جانا فضول ہے لیکن وہ نہ مانا تو اس کے بعد تمام قبیلہ عدی۔ اور حضرت علیؓ کے بھائی طالب بھی واپس مکہ چلے گئے۔

Marfat.com

مسلمانوں کی مدینہ سے روانگی

حضورؐ پاک کو بھی اپنے گشتی دستوں اور مخبروں کے ذریعے گھڑی گھڑی کی خبر مل رہی تھی اور ان حالات میں چھوٹے گشتی دستوں کی بجائے اب تقریباً تین سو (۳۰۰) مجاہدوں کے ساتھ بارہ (۱۲) رمضان کو مدینہ سے صفرا کی طرف چل پڑے۔ حضورؐ پاک جنگ کے ارادوں کو خفیہ رکھتے تھے اور مسلمانوں کے لئے یہ کوئی نئی بات نہ تھی کہ وہ کہاں جا رہے تھے آپ صفر ۲ ہجری میں دو سو مجاہدوں کے ساتھ اس طرح باہر نکلے تھے اور چند دن تربیتی مشقیں کر کے واپس آ گئے تھے۔ البتہ اس دفعہ مجاہدین نے جب مدینہ شریف سے کوچ کیا تو حضورؐ پاک نے یہ تو نہ بتایا کہ کہاں جا رہے ہیں اور کیوں جا رہے ہیں ہاں یہ ضرور فرمایا "کہ مسلمانو! اللہ سے جو تم نے وعدہ کیا تھا اس کے امتحان کا وقت آ گیا ہے" اسلامی فلسفہ حیات میں وعدہ کو ایک خاص حیثیت حاصل ہے ہر عمل کرنے سے پہلے ہم اس کی نیت باندھ کر وعدہ کرتے ہیں وہ نماز ہو یا روزہ یا کوئی اور کام۔ تو اسی طرح مسلمان ہونے پر یا سن بلوغت کو پہنچنے کے بعد ہم اللہ سے ایک وعدہ کرتے ہیں کہ ہماری جان اور مال سب اللہ کے لئے ہیں اور جنگ چونکہ اللہ اور حق کے لئے لڑی جاتی ہے اس لئے وعدہ کا وہ امتحان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ جہاد مومن پر فرض ہے۔ اور مومن کے مقصد حیات کا امتحان جنگ میں ہوتا ہے مومن کو جب جنگ کا حکم مل جاتا ہے تو وہ یہ نہیں پوچھتا کہ کتنے اور کیسے دشمن کے ساتھ مقابلہ ہے۔

ابن ہشام کے مطابق آپ آٹھ رمضان کو نکلے اور مدینہ میں ام مکتومؓ کو اپنا نائب چھوڑا لیکن بعد میں الروحہ سے ابولبابہؓ کو بھیج دیا کہ مدینہ کی کمانڈ سنبھال لو۔ شاید مشکل وقت بھی آ سکتا تھا روایت ہے کہ جناب رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضرت عثمانؓ بھی مدینہ میں تھے۔ لیکن شاید ان کو کوئی ذمہ داری

Marfat.com

نہ سونپی ہو۔ مدینہ سے چلتے وقت لشکر کے علمبردار جناب مصعبؓ بن عمیر ہی تھے جنہوں نے سفید جھنڈا اٹھایا ہوا تھا لیکن دو اور علمبردار حضورؐ پاک کے آگے چل رہے تھے اور وہ حضرت علیؓ اور حضرت سعدؓ بن معاذ تھے جن کے جھنڈے سیاہ تھے اور جو جھنڈا حضرت علیؓ نے اٹھایا ہوا تھا۔ اس کا نام العقاب تھا در اصل حضرت علیؓ کا دستہ اور حضرت سعدؓ بن معاذ کا دستہ ایک قسم کی ایڈوانس گارڈ کا کام باری باری کرتے تھے اور لشکر کے پیچھے والی گارڈ کا کام حضرت قیسؓ کا دستہ کر رہا تھا۔ لشکر میں کل ستر اونٹ تھے اور صحابہؓ دو دو یا تین تین ایک اونٹ پر سوار ہوتے تھے۔

آپ بالکل فوجی طریقے سے ایڈوانس کر رہے تھے جس کو ہم ADVANCE TO CONTACT کہتے ہیں اور باؤنڈ یعنی پڑاؤ بھی مقرر کیے گئے جن میں عقیق، ذوالحلیفہ اور ذوالجیاش پہلے مرحلے کے لئے یا منزل کے لئے تھے۔ دوسری منزل کے لیے طربان، ملال اور غمیسالحمام تھے۔ وہاں سے سخیرتہ الیمام پھر سیالہ اور پھر الروحہ کی ندی سے ہوتے ہوئے شنتو کا پہنچے۔ حضورؐ پاک نے سج سج کے کوئیں پر بھی تھوڑا سا پڑاؤ کیا اور وہاں سے منعرف گئے پھر روحان کی وادی اور درہ صفرا سے گذر کر صفرا کے نزدیک ہی ایک جگہ ذفران پر رک گئے وہاں پر مخبروں سے جو اطلاعات ملیں ان سے پتہ چلا کہ ابوسفیان آنکھ بچا کر نکل چکا ہے لیکن اہل مکہ کا ایک بڑا لشکر بدر کے نزدیک پہنچ گیا ہے یا پہنچنے والا ہے حضورؐ پاک نے مدینہ سے چلنے سے پہلے حضرت طلحہؓ کو ایک صحابیؓ کے ساتھ ابوسفیان کے قافلہ کی خبر لینے بھیجا تھا لیکن ان دونوں کا ملاپ اسلامی لشکر کے ساتھ جنگ کے بعد ہوا

بہر حال دنیا کے عظیم سالار اب حالات کا تجزیہ کر چکے تھے ان کو نظر آرہا تھا کہ جنگ

ﷺ حضرت سعیدؓ بن زید ایک صحابی

Marfat.com

ناگزیر ہے۔ اگر وہ ذفران سے ہی واپس چلے جاتے تو قریش کا لشکر جو بدر پہنچ چکا تھا۔ اس نشے میں تھا کہ وہ ضرور مدینہ پر حملہ آور ہوتا۔ ان حالات میں حضورؐ پاک کے لیے بدر کے مقام تک جانا ضروری تھا اور اگر لڑائی کے بغیر ہی قریش کا لشکر مکہ چلا جاتا تو حضورؐ خود بخود ان پر حملہ نہ کرتے۔ چنانچہ آپ نے تمام حالات پر سوچ بچار کر کے مشاورت طلب کی اور اہلِ لشکر پر حقیقتِ حال واضح کی۔ سب سے پہلے سیدنا ابوبکرؓ اور سیدنا عمرؓ اٹھے اور عرض کی کہ حضورؐ حکم دیں وہ ہر حکم کی تعمیل کریں گے۔ اس کے بعد حضرت المقدادؓ اٹھے اور ان کے الفاظ میں کچھ ایسی کشش ہے کہ امام بخاریؒ جیسے مذہبی علماء نے بھی اپنی حدیثوں میں حضرت عبداللہؓ بن مسعود کی روایت سے ان الفاظ کو لکھا ہے مختصراً وہ الفاظ یہ ہیں۔

"یا رسول اللہؐ ہم وہ نہیں کریں گے جو حضرت موسیٰ کی قوم نے کیا تھا اور حضرت موسیٰ کو کہا تھا کہ آپ اور آپ کا خدا دشمن سے لڑیں اے اللہ کے حبیبؐ ہم آپ کے آگے لڑیں گے دائیں لڑیں گے اور بائیں لڑیں گے اور اگر برق الغمد میں کودنا پڑے تو ادھر بھی کود جائیں گے اور خدا کی قسم اس وقت تک لڑیں گے جب تک اللہ اور اس کا رسولؐ خوش نہیں ہو جاتے ....

حضرت مقدادؓ کی باتوں سے اللہ کے حبیبؐ کا چہرہ روشن ہو گیا اور ان کے لیے دعا فرمائی اور پھر انصار مدینہ کی طرف سے جناب سعدؓ بن معاذ کھڑے ہو گئے عرض کی:

Marfat.com

"یا رسول اللہ مقداد رضؓ نے ہماری ترجمانی بھی کر دی۔ آپؐ نے ہمیں حق کے راستے پر لگایا۔ ہمارے ماں باپ آپؐ پر قربان۔ ہم آپؐ کے ساتھ آپؐ کے حکم کی تعمیل کا وعدہ کر چکے ہیں۔ خدا کی قسم ہم وہاں جائیں گے جہاں آپؐ حکم دیں گے آپ اگر سمندروں یا دریاؤں میں کود جانے کا حکم دیں تو آپؐ کو ہمارے بیچ ایک بھی ایسا نظر آئے گا جو ذرا بھر جھجکے......

قارئین! اس قسم کی باتیں لکھتے یا پڑھتے ہوئے ہر مسلمان کے دل سے اللہ اکبر کی صدا گونج اٹھتی ہے اور ضروری ہے کہ یہ تقریریں سن کر وہاں کی فضا بھی نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی ہو گی۔ بہر حال ہمارے مورخ اتنا ضرور لکھتے ہیں کہ یہ سب کچھ سن کر سرکار دو عالم کا چہرہ ہشاش بشاش ہو گیا اور کیوں نہ ہوتا۔ آپؐ جو اسلامی نظریہ حیات کی تعلیم دے رہے تھے۔ آپؐ کے غلام اس کا امتحان دینے کے لئے صف باندھے تیار کھڑے تھے۔ چنانچہ آپؐ نے صرف یہ فرمایا۔

"مسلمانو آگے بڑھو۔ میں آپ کو خوشخبری سناتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے کفار کے دو گروہوں یعنی ابوسفیان کے قافلہ اور مکہ والوں کے لشکر میں سے ایک کا وعدہ فرمایا ہے کہ وہ مسلمانوں کے قدموں میں ہو گا بخدا ان میں سے ایک کو میں سرنگوں دیکھ رہا ہوں"

اب ہمارے کئی دانشوروں نے مشاورت کو جمہوریت بنا دیا۔ جمہوریت تو کفار میں تھی کہ کچھ لوگ لشکر چھوڑ کر چلے گئے اور آگے بھی جمہوریت کے رنگ

دیکھنا۔ اسلام میں مشاورت اللہ کے امر میں ہوتی ہے اور قرآن میں لفظ بھی "شَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ" ہے۔ مسلمانوں کو اللہ کے احکام کی یاد دہانی کرائی جاتی ہے۔ وعدے یاد دلائے جاتے ہیں اور یہ فیصلہ اُولی الامر کرتا ہے کہ اللہ کے حکم کو پورا کرنے کا طریق کار کیا ہے تو مشورہ طریق کار کے بارے میں ہوتا ہے نہ کہ اصول کے بارے میں اور اوپر جو مشاورت بیان کی گئی ہے یہ بیانات کوئی زبانی دعوے نہیں ہیں یہ اسلام کے فلسفۂ جنگ کے بیانات ہیں۔ حضرت عبداللہؓ بن مسعود اسلام کے عظیم عالم اپنا تمام علم حضرت مقدادؓ کے اس ایک فقرے پر قربان کرنے کو تیار تھے۔ وہ عالم باعمل سپاہی تھے۔ لیکن دو سو سالوں کی غلامی نے ہمارے اسلام کو زنگ آلود کر دیا ہے۔

حضرت موسیٰ کی قوم کی جو مثال حضرت مقدادؓ نے دی وہ بھی ایک فلسفۂ جنگ کی طرف اشارہ ہے اور اس کا یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ حضرت موسیٰ خدا کے خلیفہ اور پیغمبر کی حیثیت سے ایک پیشہ ور فوج تیار کریں اور وہی لوگ جنگ لڑیں۔ یہ فلسفۂ جنگ اہلِ مغرب میں اب بھی رائج ہے کہ صرف پیشہ ور فوج جنگ لڑتی ہے اور باقی لوگ سویلین کہلاتے ہیں۔ لیکن یہ فلسفہ وہاں فیل ہو رہا ہے اور اب وہ ضروری سروس یا مجبوری کی سروس یعنی CONSCRIPTION پر آ گئے ہیں۔ کمیونسٹ ملکوں کی عوامی فوج اسلام کی کلی جنگ کی ایک بھونڈی نقل ہے کہ اس کی بنیاد مادیت اور ایک دوسرے کے لئے لڑنے پر ہوتی ہے۔ اسلام میں

پوری قوم اللہ کی فوج ہوتی ہے اور یہ ہمارے ایمان اور عقیدہ کے عین مطابق ہے کہ ہم ہر کام اللہ کے لئے کرتے ہیں۔ اسلامی فلسفۂ جنگ کے لحاظ سے پوری قوم کو فن سپاہ گری کی شدھ بدھ ہونا چاہیئے اور زبانی طور پر اللہ کی فوج نہ ہو بلکہ عملی طور پر پوری قوم کو رابطوں کے ساتھ اور ہر سطح پر امیروں کے ساتھ اس طرح سے شیر وشکر کیا جائے کہ وہ سیسہ پلائی دیوار (بُنیانٌ مّرصوص) بن جائے۔ پیشہ ور فوج کی ضرورت اپنی جگہ پر ہے اور اس پیشہ ور فوج کی بنیادیں اس قوم میں ہوتی ہیں جو سیسہ پلائی دیوار بن جاتی ہے پھر فوجی حکمت عملی ایسی بنائی جاتی ہے کہ ضرورت کے وقت ساری قوم جنگ میں شریک ہو سکے اور فوجی تدبیرات اس حکمت عملی کے تحت بنائی جاتی ہیں کہ پیشہ ور فوج کیا کام کرے گی اور باقی آبادی کے لوگ کیا کیا کریں گے؟ چونکہ اس سب طرز عمل کی بنیاد اسلام کے نظریۂ حیات پر رکھی جاتی ہے۔ اس لئے ہر مسلمان سپاہی دشمن کے دس آدمیوں پر غالب آتا ہے۔ سورۃ انفال جو بدر کی جنگ کی کہانی ہے وہاں یہ باتیں بالکل واضح کر دی گئی ہیں۔ دراصل قرآن پاک ازخود فوجی زبان میں ہے اور ایک فوجی ذہن اس کو جلد سمجھ جاتا ہے کیونکہ قرآن میں زیادہ زور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر پر ہے اور جنگ کے فلسفہ کے دائمی اصول قرآن پاک میں موجود ہیں۔ صرف ہم نے اس طرف کبھی دھیان نہیں دیا

بدر کی طرف پیش قدمی

چنانچہ حضورؐ پاک نے جب بھانپ لیا کہ جنگ ناگزیر ہے تو بدر کی طرف

پیش قدمی کا حکم دے دیا، اس کی کچھ فوجی وجوہات بھی تھیں۔ متحرک جنگ میں ایک طریقہ یہ ہوتا ہے کہ دشمن پر گھات لگاؤ۔ اچانک حملہ کرو اور پھر تتر بتر ہو جاؤ۔ یہاں حالات مختلف تھے۔ حضورؐ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے اور قریش کے لشکر کے پاس دو سو کے قریب گھوڑے بتلائے جاتے ہیں۔ اس لیے قریش پر گھات لگانا یا چھاپہ مارنا بڑی خطرناک حرکت تھی اور مدینہ واپس نہ جانے کی بات زیر بحث آچکی ہے تو اب صرف ایک طریقہ رہ گیا تھا کہ اپنی چنی ہوئی جگہ پر کوئی دفاعی پوزیشن اختیار کر لو جو کچھ وقت کے لئے ہو۔ یہ "کچھ وقت" والی بات فوجی لحاظ سے بڑی اہم ہوتی ہے اور یہاں ظاہر تھا کہ مکہ سے اتنا دور قریش زیادہ دن نہیں ٹھہر سکیں گے۔ روزانہ دس اونٹ ذبح ہوتے تھے تو گذارہ ہو رہا تھا۔ اس کے علاوہ حضورؐ پاک کا یہ دفاع کسی اہم جگہ ہونا چاہیے تھا اور بدر کا مقام اہم تھا۔ وہاں پانی تھا اور وہ مواصلاتی مرکز بھی تھا۔ یعنی JUNCTION POINT حضورؐ پاک ذفران سے اسامیر گئے اور وہاں سے الذبہ کی آبادی سے گذرے کہ الحنان آپ کے دائیں ہاتھ پر رہ گیا یہ ایک ریت کا بہت بڑا ٹیلہ تھا اور اس طرح بدر کے گرد و نواح میں پہنچ گئے اور ابن ہشام کے مطابق ابوبکر صدیقؓ کو ساتھ لے کر بدر کے تمام علاقے کی دیکھ بھال کی۔ زمین کا مطالعہ کیا۔ ابھی تک باقی لشکر جمگاہ یا CONCENTRATION AREA میں تھا۔ آپؐ ایک جگہ کھڑے زمین کا مطالعہ کر رہے تھے کہ حبیبؓ بن المنذر نے

Marfat.com

عرض کی یارسول اللہؐ۔ صف بندی کے لیئے وہ "جگہ بڑی اچھی تھی۔ آپؐ مسکرا دیتے اور گو ظاہر ہے کہ آپؐ کچھ اسی طرف جانے کا فیصلہ فرما چکے تھے لیکن اپنے غلاموں کی حوصلہ افزائی بھی کرتے تھے کہ انہوں نے بعد میں دنیا فتح کرنا تھی۔ چنانچہ آپؐ نے حبیبؓ کو داد دی اور اس علاقے کو پڑاؤ یا جمگاہ کے طور پر اپنایا۔

اب شام پڑ رہی تھی۔ آپؐ نے حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو دشمن کی خبر لانے کے لیئے بھیجا وہ قریش کے دو آدمی پکڑ لاتے جن سے حضورؐ پاک کو دشمن کے بارے میں پوری پوری خبر مل گئی۔ تعداد کے بارے میں قریش سقے کچھ صحیح اندازہ نہیں بتا سکے تھے، لیکن جب حضورؐ پاک نے پوچھا کہ روزانہ کتنے اونٹ ذبح کرتے ہو؟ تو انہوں نے جواب دیا۔ دس۔ تو آپؐ نے اندازہ لگا لیا کہ دشمن کی تعداد ایک ہزار کے قریب ضرور ہو گی۔

میدانِ جنگ کا چناؤ اور حضورؐ پاک کی تجویز

اس سلسلہ میں بدر کے میدان جنگ کے طور پر چناؤ میں کچھ اور فوجی پہلو بھی تھے جو حضورؐ پاک نے مدنظر رکھے۔ جیسا کہ نقشے[1] سے ظاہر ہے میدانِ جنگ پہاڑی کی ڈھلان میں تھا۔ اس کے دونوں بازو دائیں اور بائیں سے آپؐ کے لشکر کی حفاظت کر رہے تھے۔ اس پوزیشن پر حملہ صرف سامنے سے ہو سکتا تھا۔ جہاں دشمن کو ریت سے گزرنا پڑتا تھا۔ بلکہ یہ عام خیال تھا کہ قریش نے اگر حملہ

[1] نقشہ جنگِ بدر

Marfat.com

کیا تو وہ دوپہر سے پہلے ہی ہوگا اور سورج بھی اس وقت ان کی آنکھوں میں پڑے گا آپؐ نے اپنا ہیڈ کوارٹر ایک اونچی جگہ پر رکھا جہاں سے جنگ کی نبض شناسی کے بعد احکام دیئے جاسکیں اور کمانڈ اور کنٹرول آسان ہو آپؐ نے تلوار بردار اور نیزہ بردار مجاہد درمیان میں رکھے اور دونوں بازوؤں پر تیر انداز یعنی دور مار ہتھیار جو آجکل بھی بازوؤں پر ہوتے ہیں۔ صف بندی آپؐ نے صبح کے وقت فرمائی اور حکم دیا کہ "قوموا الی الجنة" یعنی جنت کی طرف منہ کرکے کھڑے ہو جاؤ۔ اس حکم کا تعلق صرف تصوراتی باتوں سے نہیں ہے۔ اسلام کا فلسفۂ حیات ہے۔ اسلام کا کارواں رواں دواں ہے اور اس صراطِ مستقیم پر ایک دروازہ ہے جس کو ہم موت کہتے ہیں۔ مومن کے سامنے جب وہ دروازہ کھل جاتا ہے تو وہ جنت کی منزل کی طرف رواں دواں ہو جاتا ہے۔ جنگ میں چونکہ موت کا دروازہ زیادہ وقت کھلا رہتا ہے اس لیئے کئی مجاہدوں، خاص کر شہدا کی شہادت سے کافی پہلے جنت نظر آنے لگتی ہے۔ شہادت کے اس عملی پہلو کو سمجھنے کے لیئے کسی شہید کے ساتھ اس کی شہادت سے چند گھنٹے یا چند دن پہلے رفاقت یہ عقدہ کھول دیتی ہے۔

شہادت ہے مطلوب و مقصودِ مومن
نہ مالِ غنیمت نہ کشور کشائی

حضورؐ پاک نے صف بندی سے پہلے یہ حکم بھی دیا کہ جب تک دشمن کی آنکھ میں سفیدی سیاہی میں فرق نہ کرلو تیر نہ چلانا۔ بلکہ دستے کے کمانڈروں کو ہدف اور ذمہ داری

Marfat.com

کے علاقے تک سمجھاتے۔ اس ایک حکم میں فائر کنٹرول آرڈر کے کئی حکم پنہاں ہیں۔ یہ تیاری کا فائر آرڈر بھی ہے اور فائر کنٹرول بھی اور ذمہ داری اور حدیں بھی مقرر ہو گئیں۔ آپ نے کچھ دستے ریزرو میں بھی رکھے۔ جیسا کہ نقشے سے ظاہر ہے یہ دستے تلوار بردار اور نیزہ بردار دستوں کے پیچھے تھے اور یہ چھپٹنے والے مجاہد تھے جن کو بوقت ضرورت کہیں بھی بھیجا جا سکتا تھا کچھ روائتیں ہیں کہ حضرت علیؓ اس دستے کے کمانڈر بھی تھے۔ آپ کے ہیڈکوارٹر پر ایک چھپر بھی بنایا گیا تھا اور بند وبستی کاروائی کے طور پر پانی سے تمام مشکیں بھر لی گئیں اور درمیان میں ایک بڑا گڑھا کھود دیا گیا۔ جس کو کنوئیں کے پانی سے بھر دیا گیا تاکہ پانی پینے میں آسانی ہو اور آخری حکم یہ تھا کہ دشمن پر وار تب کرنا جب وہ زد میں آجائے یعنی اس کے حملہ کے بھی کافی بعد دشمن زد میں آجائیگا۔ اب ظاہر ہے کہ دفاع کا یہ عام اصول ہے کہ ایسا کیا جاتا ہے لیکن ہمارے اس زمانے کے دانشوروں کے مضامین پڑھ لیجئے وہ لکھتے ہیں کہ حضورؐ کی امن پسندی کی یہ حالت تھی کہ میدان جنگ میں بھی حکم دیا کہ جب تک دشمن حملہ نہ کرے خبردار کہ دشمن کے خلاف کچھ کرو اب ظاہر ہے کہ مدینہ شریف سے ستر میل دور آپؐ میدان جنگ میں امن پسندی کا مظاہرہ کرنے تو نہیں آئے تھے۔ آپؐ تو حالت جنگ میں تھے جو جاری وساری تھی۔ ہمارے یہ دانشور اس سازش کا شکار ہیں کہ مسلمانوں کو اتنا "امن پسند" دکھاؤ کہ وہ ضرب وحرب سے نفرت کریں۔ ہر جگہ امن پسندی کا نعرہ لگائیں۔ ان کو چھیڑ دو کہ اسلام تلوار سے پھیلا ہے

Marfat.com

تو یہ لوگ خواہ مخواہ اپنی امن پسندی میں زمین و آسمان کے قلابے ملا دیں گے اور خود خوب ہتھیار اکٹھے کرو بلکہ اس فلسفہ کا بھی پرچار کرو کہ تہذیب یافتہ دنیا کو تہذیب پھیلانے کے لیے جو جنگ کرنا پڑتی ہے وہ ایک خاص ضرورت کے تحت کی جاتی ہے لیکن ہمارے لیے یہ فرنگی تہذیب، باطل کی گمراہ کن تہذیب ہے علامہ اقبال مرحوم فرما گئے ہیں :-

"باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے

یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر

ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے

مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر"

کفار کی تجویز اور میدان جنگ کی طرف پیش قدمی

کفار کا سپہ سالار عتبہ تھا۔ لیکن ابوجہل یا تو سیاسی پیشوا تھا یا دانائی کا باپ یعنی قریش کا ابو الحکم تھا۔ اس لیے ہر بات اُس کی مانی جاتی تھی اور مکمل جمہوریت تھی ہر قبیلہ آزاد تھا اور قبیلہ کا ہر فرد آزاد تھا۔ صرف کسی حد تک قبائلی روایات کی پابندی کرنا پڑتی تھی۔ ابوجہل (عمر بن ہشام) کوئی معمولی آدمی نہ تھا۔ سارا یونانی فلسفہ پڑھا ہوا تھا۔ علم الکلام میں ماہر تھا۔ حاضر جوابی میں اپنا ثانی نہ رکھتا تھا۔ عقل اور دلیل کا باپ سمجھا جاتا تھا۔ جہالت کا باپ اس لیے کہلایا کہ اللہ اور رسولؐ کا دشمن تھا۔ تو یہ نکتہ سمجھنا بھی ضروری ہے۔ اسلام میں علم اس لیے پڑھا جاتا ہے کہ اسلامی کردار ہو اور اسلامی کردار کی بنیاد ایمان

Marfat.com

عقیدہ اور عمل میں۔ لیکن کفار کے پیمانے مختلف تھے اور الگ رہیں گے۔

دراصل قریش کے لشکر میں کافی لوگ تھے جو لڑنا نہیں چاہتے تھے اور عتبہ خود بھی اُن میں شامل تھا وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا اور حضورؐ پاک نے اس کو دور سے دیکھ کر ہی فرما دیا کہ اگر قریش نے "سرخ اونٹ والے" کی بات سنی تو لڑائی نہ ہو گی۔ لیکن قریش تیاری مکمل طور پر کر رہے تھے انہوں نے سب سے پہلے امیہ بن وہب کو بھیجا کہ مسلمانوں کی نفری کا اندازہ لگاؤ اور اس کا اندازہ صحیح تھا جس سے ابوجہل وغیرہ بہت خوش ہوئے کہ اب مسلمانوں کو تہس نہس کر دیں گے۔ لشکر میں اچھے لوگ بھی تھے ان میں حکیم بن حزن بھی تھا جو بعد میں اسلام بھی لے آیا اس نے عتبہ کو جا کر سمجھایا کہ لڑائی فضول ہے جو الحضرمی قبیلہ اپنے ایک مقتول کا قصاص مانگتا ہے اور جس کو عبداللہ بن جحشؓ کے دستہ نے قتل کیا تھا وہ معاملہ اس پر چھوڑا جائے تو آگے جھگڑا نہ بڑھایا جائے عتبہ نے کہا کہ وہ جنگ کے حق میں نہیں۔ ہمیں حضورؐ پاک کا معاملہ باقی عربوں پر چھوڑ دینا چاہیے اگر مسلمان فتح یاب ہوتے ہیں تو ہمیں فائدہ ہے یہ ہمارے بھائی ہیں اور ثابت ہو جائے گا کہ حضورؐ پیغمبر برحق ہیں اگر شکست کھاتے ہیں تو ان کی قسمت ہم تو خون خرابے سے بچ جائیں گے۔ حکیم کو یہ بات بڑی پسند آئی اور اس نے سب لشکر کے سامنے پیش کی۔ غفاری قبیلہ کے کچھ لوگ بھی جنگ میں شمولیت کے لیے تیار نہ تھے اور انہوں نے صاف کہہ دیا کہ وہ صرف بندوبست میں قریش کو مدد دینے کے پابند ہیں۔ اب حالات ٹھیک ہو جاتے لیکن ابوجہل سیخ پا ہو گیا اس نے عتبہ پر بہتان لگایا کہ اس کا لڑکا ابوحذیفہؓ مسلمان ہے

Marfat.com

اور اس کو بچانا چاہتا ہے اور پھر عامر بن الحضرمی کو بھڑکا دیا کہ وہ اپنے بھائی کا قصاص مانگے اور وہ لشکر کے آگے نکل کر "قصاص، قصاص" پکارنے لگ گیا۔ ان حالات میں عتبہ نے پڑاؤ سے آگے بڑھنے کا حکم دے دیا۔ قریش لشکر میں الاسود ایک مخبوط الحواس کو فتح کی زیادہ اُمید تھی اور مسلمانوں کی خاموشی کو دیکھتے ہوئے وہ اُن کے لشکر کے اندر تک گھس گیا جس کو حضرت حمزہ رضؓ نے قتل کر دیا۔

جنگ کی کارروائی

جنگ کی کارروائی سے پہلے یہ بتانا ضروری ہے کہ طرفین کے لشکروں میں چیدہ چیدہ صاحبان کون تھے اس سلسلہ میں تفصیل اس لیے نہیں دی جا رہی کہ مختلف ناموں کا ذکر پہلے ہو چکا ہے اور کچھ جنگ کی کارروائی میں آ جائے گا۔ موٹے لفظوں میں حضورؐ کے ساتھ عشرہ مبشرہ میں حضرت طلحہ رضؓ حضرت سعید رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کو چھوڑ کر سب صاحبان تھے اور کفار مکہ میں ابو لہب کو چھوڑ کر سب قبیلوں کے سردار تھے جن کے نام آگے ہلاک ہونے والوں میں آ جائیں گے۔ لیکن ایک لحاظ سے یہ دنیا کی عجیب ترین لڑائی تھی۔ خیر حق و باطل کا پہلا معرکہ ہونے کے علاوہ طرفین میں اس طرح کے رشتہ دار کبھی ایک دوسرے کے مقابلہ میں نہ ہوں گے ادھر حضورؐ پاک آپ کے چچا حضرت حمزہ رضؓ اور چچیرے بھائی حضرت علی رضؓ اور حضرت عبیدہ رضؓ تھے تو قریش میں آپ کے چچا حضرت عباسؓ، چچیرے بھائی عقیل اور نوفل اور داماد ابو العاص تھے۔ مسلمانوں میں جناب صدیق اکبر رضؓ

اور ان کے بیٹے عبدالرحمن کفار میں۔ حضرت عمرؓ کے اپنے خاندان کا کوئی آدمی کفار میں نہ تھا تو ماموں اور ننھیال کا سارا خاندان تھا۔ ابو عبیدہؓ بن الجراح کے والد اور مصعبؓ بن عمیر کے بھائی کفار کے لشکر میں شامل تھے اور حضرت ابو حذیفہؓ کا باپ عتبہ بھائی ولید اور چچا شیبہ کفار میں تھے اور یہ قبیلہ چونکہ قریش کا علمبردار تھا اس لیے لڑائی میں پہل انہوں نے کی چنانچہ یہ تینوں آگے نکلے اور مبارزت طلب کی۔ ان کے لیے تین انصار جناب عبداللہؓ بن رواحہ اور دو سگے بھائی عوفؓ اور معوذؓ پسران حارث نکلے لیکن عتبہ نے کہا کہ ہمارے اصلی دشمن اب قبیلہ قریش کے مسلمان ہیں۔ مقابلہ ذرا فیصلہ کن ہو تو حضورؐ پاک کی اجازت یا حکم پر جناب حمزہؓ۔ جناب علیؓ اور جناب عبیدہؓ نکلے شیبہ اور ولید کو تو جناب حمزہؓ اور جناب علیؓ نے جلدی ڈھیر کر دیا عتبہ اور جناب عبیدہؓ دونوں زخمی تھے کہ آگے بڑھ کر حضرت حمزہؓ نے عتبہ کا کام تمام کر دیا۔ قریش حیران تھے لیکن جس لشکر کا سپہ سالار ہی پہلے ہلہ میں مارا جائے۔ وہ لڑائی کسی ترتیب کے ساتھ کیسے لڑ سکتے تھے؟ قریش بہادر تھے نڈر تھے سب کچھ تھے لیکن لڑائی میں کوئی وحدت چاہیے اور کمانڈ اور کنٹرول کی ضرورت ہوتی ہے۔ بہرحال قریش نے ایک زوردار حملہ کیا اور حضورؐ پاک نے مٹھی بھر کر کنکریاں اُن کی طرف پھینک دیں اور لڑائی کی عام اجازت مل گئی۔ مسلمان ترتیب سے لڑ رہے تھے جو سامنے آتا تھا اس پر تلوار اور نیزوں کے وار کرتے اور دائیں

ے روایت ہے کہ حضرت ابو عبیدہؓ کا والد انہی کے ہاتھوں سے مرا۔ وہ پھر پھر کر بیٹے پر وار کرتا تھا جناب ابو عبیدہؓ نے بڑا صبر کیا۔ لیکن آخر مجبور ہو گئے۔ حضرت مصعبؓ کے بھائی ابو عزیز قید ہوئے۔

Marfat.com

بائیں سے نیزوں کی بوچھاڑ ہوتی اور اللہ کے حبیبؐ سجدہ میں جاچکے تھے کہ اے رب! ان مٹھی بھر مسلمانوں کو کفار پر کامیابی دے تاکہ حق کا نام بلند ہو۔

ہمارے مورخین کے بقول گھمسان کا رن پڑا اور کفار زخمی ہو کر یا مردہ حالت میں مسلمانوں کے سامنے تڑپ رہے تھے۔ ابوجہل پر حملہ دو انصار نوجوانوں معاذ رضؓ اور معوذ رضؓ نے کیا اور نشاندہی کرنے والے عبداللہ رضؓ بن مسعود تھے اور سر بھی بعد میں انہی نے کاٹا گویہ مغرور بڑا ہی متکبر کافر تھا کہنے لگا کہ سر ذرا نیچے سے کاٹو کہ کسی سردار کا سر لگے یعنی بڑا معلوم ہو۔ حضرت عبدالرحمن رضؓ بن عوف، اُمیہ بن خلف کو بچانا چاہتے تھے کہ اس کا ان پر احسان تھا۔ لیکن حضرت بلال رضؓ نے دیکھ لیا اور انصار جوانوں کے ساتھ مل کر اُس کا کام تمام کیا۔ ابوالبختری کے لیے حضورؐ پاک نے حکم دیا تھا کہ بچانا لیکن اپنے ساتھی کو بچاتے ہوتے وہ بھی قتل ہوا۔ قریش لشکر میں نوجوان عکرمہ اور صفوان وغیرہ بھی تھے لیکن سارے کفار اس طرح مولی گاجر کی طرح کٹ رہے تھے کہ ایک دو حملوں کے بعد سارا لشکر دل چھوڑ گیا۔ کیونکہ مرنے والوں کے علاوہ زخمیوں کی تعداد بھی کافی تھی۔

حضورؐ پاک جنگ کے نبض شناس کے طور پر لمحہ بہ لمحہ ہدایات فرما رہے تھے۔ اَب تک لڑائی مسلمانوں کی اگلی صف نے لڑی تھی جب حضورؐ پاک نے دیکھا کہ قریش میں اَب اور حملہ کرنے کی سکت باقی نہیں رہی تو چھپنے والے دستوں کو آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ پھر کیا تھا ان تازہ دم دستوں نے دشمن کی صفوں میں کھلبلی مچادی اور اب کفار نے ایک ایک دو دو کر کے میدان جنگ سے بھاگنا شروع کر دیا۔ مسلمانوں

Marfat.com

کے لئے کفار کا پیچھا کرنا ضروری تھا لیکن مشکل یہ تھی کہ وہ کسی ترتیب سے نہیں بھاگ رہے تھے۔ مسلمانوں کے لئے اب یہ کام تھا کہ قریش جو گھوڑے اونٹ اور باقی سامان میدانِ جنگ میں چھوڑ چکے تھے اس کو اکٹھا کریں اور ستر آدمی مسلمانوں کے گھیرے میں آچکے تھے ان کو قیدی بنانا تھا۔ بلکہ بعض راویوں کے لحاظ سے قیدی اس سے بھی زیادہ تھے۔ جن میں حضورؐ پاک کے چچا عباس چچیرا بھائی عقیل اور داماد ابو العاص وغیرہ بھی شامل تھے۔ ستر کفار میدان جنگ میں کھیت رہے جن میں چوبیس ۲۴ مکہ کے بڑے بڑے لوگ تھے ان میں عتبہ، شیبہ، ولید، حنظلہ بن ابوسفیان، عبیدہ، العاص، حرث، طعیمہ، زمعہ بن الاسود اس کا بھائی اور بیٹا، ابو البختری، نوفل، ابو جہل اور اس کا بھائی العاص، مسعود بن امیہ ابو قیس اور ابو قیس بن ولید، ابینہ منبہ اور اس کا بیٹا امیہ بن خلف، علی بن امیہ اور عمیر بن عثمان شامل تھے۔

مسلمانوں میں سے چودہ صحابہؓ کرام نے شہادت کا رتبہ حاصل کیا جن میں چھ مہاجر اور آٹھ انصار تھے۔ حضرت عبیدہؓ زخموں کی تاب نہ لاکر راستہ میں صفر اکے مقام پر اپنے خالق سے جا ملے۔ اس کے بعد حضورؐ پاک نے بدر کے مقام پر تین دن قیام فرمایا اور پھر مدینہ کی واپسی کا حکم دیا اور مالِ غنیمت کی تقسیم راستے میں کی۔ مدینہ شریف میں زیدؓ بن حارث اور عبداللہؓ بن رواحہ کے ذریعے فتح کی خبر پہلے ہی بھیج دی تھی۔ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ ابھی بچے تھے اور جنگ میں شرکت نہ کی تھی اُن سے روایت ہے کہ وہ لوگ حضورؐ کی لختِ جگر حضرت رقیہؓ زوجہ حضرت عثمانؓ

Marfat.com

کو دفن کر رہے تھے تو اس وقت فتح کی خوشخبری ملی۔ یہ آخری روایت لکھنے کا مقصد صاف ہے کہ جہاد کو ہر چیز پر اولیت حاصل ہے۔ کیا حضرت رقیہؓ کی بیماری کی وجہ سے حضورؐ پاک ایک اہم فریضہ ادا نہ کرتے؟

جنگ کے نتائج اور اسباق

۱۔ جنگ بدر حق و باطل کا پہلا معرکہ ہے جب تک دنیا قائم ہے اس جنگ کے نتائج پر تبصرہ ہوتا رہے گا اور اسباق بھی زمانے کے ساتھ ساتھ بڑھتے رہیں گے حق نے باطل کو سرنگوں کر دیا۔ حضورؐ پاک اپنے مقصد میں کامیاب ہوئے۔ مدینہ کا فوجی مستقر وسیع اور مضبوط ہوا۔ کفار ذلیل و خوار ہوئے اور بے پناہ طاقت کے باوجود اُن کو پورا ایک سال لگا کہ پھر احد کے میدان میں حق سے آکر دوسری دفعہ ٹکرائے۔ ان کی شام کے ساتھ تجارت میں خلل پڑا اور انہوں نے متبادل راستہ عراق والے راستے کی طرف سے لمبا راستہ تلاش کیا۔ لیکن مسلمان وہاں بھی ان پر چھاپے مارنے لگ پڑے۔

۲۔ حضورؐ پاک کی فوجی حکمت عملی اور فوجی تدبیرات کامیاب ثابت ہوئیں مسلمانوں کو اپنے نظریۂ حیات پر اور بھروسہ ہوا اور پہلے سے زیادہ اور بہتر کوشش کے ساتھ انہوں نے مدینہ کی اطراف میں پھیلنا شروع کر دیا۔

۳۔ مدینہ کے اردگرد قبائل پر اسلام اور مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا اور اب

Marfat.com

انہیں مسلمانوں کو ایک بڑی طاقت تسلیم کرنا پڑا۔ یعنی آج سے ڈیڑھ سال پہلے مسلمان پناہ گیر تھے آج وہ طاقت تھے۔

۴۔ انصار مدینہ پر اچھا اثر پڑا اور انصار کو اپنے کئے پر فخر ہوا اور یہودیوں کا باری باری قلع قمع شروع کر دیا گیا۔

۵ جہاں تک جنگ بدر کے اسباق کا تعلق ہے وہ ان گنت ہیں اور حضورؐ پاک کے ہر قدم میں ہمارے لئے سبق ہیں۔ موٹے موٹے اسباق حسب ذیل ہیں۔

ا۔ بیعت عقبہ ثانی میں حضرت عباسؓ نے جو پیشن گوئی کی تھی کہ سارا عرب اہل مدینہ پر متحدہ کمان سے تیر برسائے گا۔ وہ پوری ہونا شروع ہوئی اور باطل کی شکل میں قریش نے پہلا وار کیا۔ یہ متحدہ کمان کے تیر برسانے کا عمل اب بھی جاری ہے اور چودہ سو سال کے بعد اسلام کے نام پر ہم نے ایک ملک بنایا ہے تو باطل ہم پر حملہ پر حملہ کر رہا ہے۔ تو آیئے ہم اپنے آپ کو باطل کے مقابلہ کے لئے تیار کریں اور وہی طریقہ کار استعمال کریں جو ہمارے آقاؐ نے کیا۔

ب۔ ہمارے آقاؐ کے سامنے ایک مقصد تھا یعنی حق کو لانا اور باطل کا مقابلہ کرنا اس کے لئے انہوں نے اپنے سب رفقا کو اللہ کی فوج بنایا۔ اسلامی نظریہ حیات کی وضاحت کی اور اس پر عمل سکھایا۔ پھر ان باتوں کو مدنظر رکھتے ہوئے فوجی حکمت عملی کا تعین کیا اور علاقے و زمین کا مطالعہ کرتے ہوئے فوجی تدبیرات کے طور پر متحرک جنگ کو اپنایا اور سارا بھروسہ اپنی طاقت اور اللہ پر کیا۔ تو کیا پاکستان میں ہم اس پر عمل کر رہے ہیں؟

Marfat.com

آج تک تو نہیں کیا۔ جو سامان باہر سے مل گیا اس کو اور غیروں کے فلسفہ جنگ کو اپنا کر تدبیرات پر عمل کرتے ہیں تو آیئے حضورؐ پاک کے طریقہ کا مطالعہ کر کے اپنا طریقہ کار وضع کریں۔

ج۔ مشہور جرمن ماہر جنگ کلازوٹز لکھتا ہے کہ جب آپ دشمن سے طاقت میں کمزور ہوں تو قوتِ ارادی کو بڑھا کر شاید آپ دشمن کے ساتھ طاقت کا توازن قائم کر سکیں لیکن برتری حاصل نہیں کر سکتے۔ لیکن ہمارے آقاؐ کا یہ طرۂ امتیاز ہے کہ انہوں نے کم طاقت رکھتے ہوئے نہ صرف بدر میں بلکہ آئندہ آنے والی جنگوں میں بھی دشمن پر برتری حاصل کی۔ خیر ایک آدھ جنگ میں تو کئی جگہ دنیا کی تاریخ میں کم تعداد والے زیادہ تعداد پر حاوی ہوئے لیکن حضورؐ پاک نے اصول ہی نرالا اپنایا کہ ہر جنگ میں یہ کر کے دکھایا اور قرآن شاہد ہے کہ اگر ہو گے سو تو غالب آؤ گے ایک ہزار پر۔ یہ نکتہ بڑا اہم ہے۔ کیونکہ دوسری جنگِ عظیم میں انگریزوں کا یہ تجزیہ تھا کہ صرف دس فیصدی جوان دشمن کو دیکھ کر فائر کرتے ہیں۔ باقی مورچے کے اندر سر رکھ کر ٹریگر دبلتے رہتے ہیں۔ ظاہر ہوا کہ فوج صرف دس فیصدی لڑتی ہے اور مسلمان سو فیصدی لڑتے تھے اور اب لڑنا چاہیئے۔

د۔ متحرک طرزِ جنگ کا مطالعہ زمینی حالات کے مطابق حضورؐ پاک نے کیا اور پھر اس کو اپنایا۔ ایسی جنگ کے لئے سچائی، قوتِ ایمانی وغیرہ کی بہت ضرورت ہوتی ہے اور ہر سپاہی اور ہر چھوٹے سے چھوٹے کمانڈر کی بہت ذمہ داریاں ہوتی ہیں اور ان کو

Marfat.com

اس کے لئے تیار کیا جاتا ہے۔ ورنہ متحرک جنگ میں لوگوں میں بھگدڑ بھی مچ سکتی ہے اگر ہم اس طریقۂ کار کو اپنائیں تو ان پہلوؤں کا خیال کرنا ہوگا۔

ر۔ زمین کا مطالعہ، جنگ کی تدبیرات میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔ حضورؐ پاک نے اپنے رفقا کو اس کی تربیت عملی طور پر دی۔ پاکستان میں اس سلسلہ میں ہم بہت کم محنت کرتے ہیں اور بہت کم توجہ دیتے ہیں۔ زمین کے چپہ چپہ کا مطالعہ اس طرح کرنا چاہیے کہ ہر چپہ زمین بول اُٹھے کہ میں آپ کے کس کام آسکتا ہوں اور دشمن مجھ سے کیا فائدہ اُٹھا سکتا ہے۔ بدر کے میدان جنگ کا چناؤ ہمارے لئے اپنے اندر یہ راز پنہاں کئے ہوتے ہے۔

س۔ صف بندی، یعنی مورچہ بندی یا دفاعی لائن۔ فائر کنٹرول آرڈر۔ دشمن کو نزدیک آنے پر برباد کرنا۔ دور مار ہتھیاروں کو بازوؤں پر لگانا۔ یہ سب چھوٹی چھوٹی باتیں ہیں جو روزمرہ فوجی زندگی میں ہم سیکھتے ہیں لیکن میدان جنگ میں جاکر سب کچھ بھول جاتے ہیں امن کے زمانے میں اس کی سکھلائی حضورؐ پاک کی جنگ بدر سے یا باقی جنگوں سے ہو، تو میدان جنگ میں یہ باتیں ہمیں یاد رہیں گی کیونکہ جو کام آپؐ کے تصور یا عمل کی نقل سے کیا جائے وہ ہمیشہ کامیاب ہوتا ہے۔ ہمارے لیڈروں کو یہ نکتہ سمجھنا چاہیے۔

ص۔ حضورؐ پاک کی ساری اس کارروائی پر نظر ڈالیں۔ حالت جنگ، تیاری، بدر سے کوچ۔ راستے میں طریق کار۔ پڑاؤ۔ صلاح مشورہ۔ میدان جنگ کی طرف پیش قدمی۔ مخبری۔ زمین کا مطالعہ۔ دشمن کے ارادوں کی خبر، صف بندی، احکام جنگی کارروائی، کسی پہلو کو لیں۔ حضورؐ ہر موقع کے نبض شناس کے طور پر بروقت کارروائی کرسکے ہر لیڈر اور

Marfat.com

کمانڈر کا حالات کا مطالعہ ایسا ہونا چاہیئے کہ وہ بروقت کارروائی کر کے حالات کو اپنے حق میں کرلے نہ کہ جب حالات ظاہر ہوں اس وقت ان پر قابو پانے کی کوشش کرے۔ مشہور مقولہ ہے کہ لیڈر وقت کے ساتھ ساتھ بھی ہوتا ہے اور اس سے آگے بھی چلتا ہے۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ انگریز ہمیں حالات کے ساتھ نپٹنے کی سکھلائی تو دے گیا لیکن حالات سے آگے چلنے کے لئے اور وقت سے پہلے حالات کو اپنے قابو میں کرنے کی تربیت نہ دی۔ خیر کوئی بات نہیں آیئے اس سبق کو حضورؐ پاک کی زندگی میں ڈھونڈیں ہم۔ باقی حالات کے علاوہ میدانِ جنگ کی نبض شناسی بہت اہم ہے کہ آپ کے سامنے پورا میدان جنگ بول اُٹھے کہ کیا ہو رہا ہے اور کیا ہونے والا ہے۔ حضورؐ پاک نے اسی لئے اپنا ہیڈ کوارٹر ایسی جگہ بنایا کہ حالات کا مطالعہ کر کے بروقت حالات کو اپنے حق میں کرتے رہیں۔ اسی وجہ سے احکام دینے کے لیے کچھ آدمی مقرر فرمائے آج کل کے زمانے میں احکام دینا تو آسان ہو گیا ہے۔ لیکن وسعت کیوجہ سے ایک بٹالین کمانڈر سے اوپر والا کمانڈر شاید ایک نظر میں اپنے سارے میدان جنگ کی نبض شناسی نہ کر سکے۔ پھر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ اوپر والے کمانڈروں کو ہر خبر آجکل ہیڈ کوارٹر میں مل رہی ہوتی ہے۔ وہ میدانِ جنگ کی نظر سے دیکھ بھال کیوں کریں؟ یہ سب باتیں اپنی جگہ پر صحیح ہیں۔ لیکن ہر کمانڈر اور سٹاف افسر کو دن میں ایک دفعہ باہر نکلنا چاہیے اور کسی ایک آدھ جگہ سے میدان جنگ پر نظر کرنا چاہیے۔ اگر میدانِ جنگ کا دسواں حصہ بھی نظر آجائے تو اندر سے بیٹھ کر حالات کے تجزیے سے

Marfat.com

یہ مطالعہ بہتر رہے گا بلکہ جو نوجوان ملیں گے یا نظر آئیں گے جنگ کے بہت سارے حالات اور اثرات ان کے چہروں پہ موجود ہوں گے اس سارے کام کے لئے امن کے زمانے میں تربیت چاہیئے اور خیر لڑائی کے تجربہ کے بعد تو میدانِ جنگ بول اٹھتا ہے کہ کس جگہ کیا ہو رہا ہے اور ہونے والا ہے ۔

ط۔ حضورؐ پاک کی ساری زندگی ہمارے لئے سبق ہے اور واقعات کا بیان اس طرز سے کیا گیا ہے کہ آپؐ کی ہر کاروائی سے سبق حاصل کیے جائیں اور یہ طریقۂ کار آگے بھی اپنایا جائے ۔ ویسے یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے کہ یہ سب بشری تقاضے تھے کہ حضورؐ پاک عملی طور پہ ہر کام کر کے دکھا رہے تھے اور ساتھ یہ بھی فرماتے جاتے تھے کہ ہم تو کچھ نہیں کر رہے یہ ساری جنگیں اللہ اکیلا ہی لڑ رہا ہے ۔ اور اللہ تعالیٰ نے بھی قرآن پاک میں واضح کر دیا کہ یہ کنکریاں آپؐ نے نہیں پھینکیں اللہ نے پھینکی ہیں تو حضورؐ پاک کی شان کو کوئی قلم نہیں بیان کر سکتا ۔ پیر مہر علی شاہؒ گولڑوی کے ایک شعر "کتھے مہر علی کتھے تیری ثنا" نے مہر علیؒ کو کہاں پہنچا دیا ۔ اور خود صدیق اکبرؓ فرماتے ہیں بلکہ ایسے فرماتے ہوئے رو رو کر بدحال ہو جاتے تھے کہ اُن کو ڈر لگتا ہے کہ حضورؐ کی شان بیان کرتے وقت کوئی غلطی نہ ہو جائے اور فرماتے تھے بخدا حضورؐ کی شان، کسی انسان کی سمجھ سے باہر ہے ۔

تو حضورؐ پاک کے زمانے میں تو معاملہ آسان تھا کہ وہ موجود تھے اب کیسے عمل کیا جائے تو ہم گنہگاروں کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ ان کی سنت پورا کرتے

Marfat.com

وقت اور عملی جنگی کارروائیاں کرتے وقت ذہن میں تصور یہ ہو کہ ہمارے آقاؐ بھی ایسے ہی کر گئے ہیں اور نتیجہ اللہ پر چھوڑ دیں۔

کی محمدؐ سے وفا تو نے تو ہم تیرے ہیں
یہ جہاں چیز ہے کیا لوح و قلم تیرے ہیں

اقبالؒ

Marfat.com

دوسرا باب

جنگِ احد

Marfat.com

Marfat.com

دوسرا باب

حق و باطل کا دوسرا بڑا معرکہ

جنگِ احد

جنگ بدر کے تقریباً ایک سال بعد شوال تین ہجری میں حق و باطل کا دوسرا بڑا معرکہ احد کے مقام پر پیش آیا۔ ہمارے تاریخ دان حضرات نے اس عظیم معرکہ پر کچھ عجیب و غریب تبصرے کیے ہیں اور بعض جگہ قرآن پاک کے واضح بیانات کو بھی نظر انداز کر گئے ہیں۔ کچھ صاحبان نے اس کو مسلمانوں کی شکست بھی قرار دیا اور اکثر نے اس کو جنگ مغلوبہ کے نام سے موسوم کیا۔

ایک فوجی ذہن، جب تمام حالات یعنی جنگ کے وجوہ، میدان جنگ کے چناؤ، جنگی کارروائی اور جنگ کے نتائج کا تجزیہ اور مختلف واقعات کا موازنہ کرتا ہے تو اس کو مؤرخین کے شکست والے تبصرے خام خیالی پر مبنی نظر آتے ہیں بلکہ اس جنگ میں ایسے فوجی مظاہرے بھی دیکھنے میں آئے جن جیسی تاریخ جنگ میں اور کوئی مثال نہیں ملتی۔ صف بندی ٹوٹ جانے پر کوئی فوج میدانِ جنگ میں آج تک نہ ٹھہری ہے اور نہ ٹھہر سکتی ہے۔ لیکن ایسا معجزہ ہمارے آقا حضرت

Marfat.com

محمد مصطفےٰؐ کی تیار کردہ فوج ہی دکھا سکتی تھی۔ صف بندی ٹوٹ جانے کے بعد خاص کر ان ستّرہ انصار نوجوانوں کی کارکردگی جنہوں نے حضورؐ پاک کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا اور حضورؐ پاک پر اپنی جان نثار کر رہے تھے اور کر دی یعنی ان میں ابن سعد کے مطابق ۹ نوجوان نثار شہید ہو گئے۔ ایسا نظارہ زمین پر اس آسمان کے نیچے نہ اس سے پہلے اور نہ ہی بعد میں کسی جنگ نے پیش کیا۔

خالد بن ولید جو اس وقت قریش کے رسالہ کے سالار تھے یہ نظارہ دیکھ کر سکتے میں آگئے اور میدان جنگ سے ہٹ کر اس عجیب و غریب مظاہرے کو دیکھنے میں محو ہو گئے۔ مستقبل کے سیف اللہ نے شاید اسی وقت یہ اندازہ لگا لیا ہو کہ ان کا مقام لشکرِ کفار میں نہیں بلکہ لشکر اسلام میں ہے۔ چنانچہ جنگِ احد ہماری عسکری تاریخ کا ایک سنہری باب ہے جس کے بیچ ہمارے لئے ایسے سبق موجود ہیں کہ ہم ان کی مدد سے اپنی فوجی حکمتِ عملی اور جنگی تدبیرات سے بہتر نتائج حاصل کر سکتے ہیں۔

جنگ کے وجوہات

ہماری کتابوں میں اس جنگ کے واضح وجوہات میں کفار کی بدر کے میدان میں شکست اور اس کا بدلہ ہے اور آگے یہ بھی کہا جاتا ہے کہ قریش کے بڑے بڑے سردار، عتبہ، ولید، ابوجہل، شیبہ، عاص، زمعہ، ابوالبختری اور امیہ بن خلف چونکہ جنگ بدر میں مارے گئے۔ اس لئے کفارِ مکہ میں ان کے رشتہ دار بدلہ لینے کے لیے

Marfat.com

بے تاب تھے یہ بات صحیح مانی جا سکتی ہے۔ لیکن اسلام کسی رشتہ کو تسلیم نہیں کرتا اسلام میں رشتہ وہ ہے جو اللہ اور رسولؐ کے ذریعے ہے۔ جنگ بدر میں حضورؐ پاک کے چچا حضرت عباسؓ اور داماد ابوالعاصؓ جو اس وقت تک اسلام نہ لائے تھے۔ قیدی بن کر آئے۔ یہی حالت جناب علیؓ کی تھی ان کا بھائی حضرت عقیل بھی کفار کے ساتھ تھا۔ علمبردار اسلام حضرت مصعبؓ بن عمیر کا بھائی ابوعزیز بھی کفار میں تھا۔ حضرت عمرؓ کے ماموں اور حضرت ابو عبیدہؓ کے والد بھی کفار میں تھے اور جنگ میں مارے گئے ان کی لاشوں کو بھی باقی لاشوں کے ساتھ کنوئیں میں ڈال دیا گیا۔ حضرت ابوبکرؓ کے بیٹے عبدالرحمٰن البتہ بچ نکلے خود سیدنا حضرت ابوبکرؓ کا فرمان تھا کہ اگر نظر آجاتے تو کبھی نہ بچ کر جاتے۔ ابوحذیفہؓ کے باپ بھائی اور چچا کفار میں تھے۔

یہ ہے اسلامی فلسفۂ حیات اور نظریۂ حیات لیکن افسوس کہ آج ہم طبقاتی اور صوبائی رشتوں کو بھی آگے لے آتے ہیں۔ بہرحال کفار کو اہلِ اسلام کے اس نظریۂ حیات کے ساتھ دشمنی تھی جس نے اور باتوں کے علاوہ بھائی کو بھائی سے الگ کر دیا تھا۔ اس لئے باطل کا اصلاح کار شیطان باطل کو اکسا رہا تھا کہ بدر کا بدلہ لو اور پھر یہ بات تو جنگِ بدر کے مضمون میں واضح کر دی گئی ہے کہ ہجرت کے بعد سے اہلِ اسلام اور اہلِ کفار یعنی قریش حالتِ جنگ میں تھے۔ کیونکہ باطل ہمیشہ حق کے ساتھ برسرِ پیکار رہے البتہ فیصلہ، جگہ اور وقت کا ہونا تھا کہ اگلا مقابلہ (راؤنڈ) کب اور کہاں ہو اور اس کا فیصلہ پوری طرح جنگ کے ایک فریق کے ہاتھ میں نہیں ہوتا۔

Marfat.com

مقابلہ یا جنگ کی تیاری

بدر کی شکست کے بعد قریش تیاری میں مصروف تھے اور ہر قسم کی بھاگ دوڑ کے بعد وہ کوئی تین ہزار کے قریب فوج اکٹھی کر سکے جو کیل اور کانٹے کے ساتھ لیس تھی. بلکہ اُن کے جذبہ کو بڑھانے کے لیئے عورتیں بھی ساتھ تیار تھیں جنھوں نے دف بجا کر جذبہ بڑھانے والے گانے سُنانے تھے اور دشمن کا ارادہ مدینہ پر حملہ کر کے مسلمانوں اور ان کے اتحادیوں کو ختم کرنا تھا جنگ کہاں اور کیسے ہوگی اس کا فیصلہ ایک متحارب گروپ کر تو نہیں سکتا لیکن حساب کتاب سے وہ ہر طرح کے ممکنات میں ضرور جاتا ہے اور قریش اس کے لیئے تیار تھے.

حضور پاک ان سب حالات سے باخبر تھے وہ بھی اپنی طاقت میں لگاتار اضافہ کر رہے تھے اور منافق عبداللہ بن ابی کے آدمیوں سمیت آپکی تعداد کوئی ایک ہزار تھی لیکن معتبر تعداد کوئی سات آٹھ سو کے قریب تھی. اس طاقت کو کس وقت اور کہاں دشمن کے خلاف استعمال کیا جائے اس کا فیصلہ حضور پاک اپنے ذہن میں بہت پہلے کر چکے تھے. واقعات اس کے گواہ ہیں. بدر سے پہلے آپ جو گشتی دستے بھیجتے تھے ان کی تعداد پچاس اور سو سو تک بھی ہوتی تھی لیکن بدر اور احد کے درمیانی عرصہ میں گشتی دستے چند افراد کے ہوتے تھے یا زیادہ معلومات مخبروں سے حاصل کرتے تھے. یعنی آپ اپنی طاقت کو ذرا بھر بھی منتشر کرنے کے لیئے تیار نہ تھے. حضور پاک اس سے پہلے مدینہ شریف سے تقریباً ستر میل دور جا کر کفار کو شکست دے

ے ابوسفیان کے قافلہ کی تجارت کا تمام نفع ہتھیار بندی پر لگایا گیا تھا.

Marfat.com

چکے تھے۔ لیکن یہاں ایسی کارروائی نہ دہرائی گئی کیونکہ دشمن بھی سبق سیکھ چکا تھا وہ بھی اب قدم پھونک پھونک کر رکھے گا اور اندھا دھند حملہ نہ کرے گا۔ علاوہ حضورؐ پاک چھوٹی چھوٹی ٹولیاں بھیج کر دشمن کو راستے میں ہراساں کر سکتے تھے یا لگاتار چھوٹے چھوٹے پوزیشنوں سے لڑائی لڑتے لیکن اس کے دو نقصان تھے اول اس سے آپکی طاقت منتشر ہو جاتی دوم پہل کاری دشمن کے ہاتھ ہی رہتی۔ چنانچہ آپ کے ذہن میں جو تجویز تھی وہ یہ تھی کہ حیران کن کارروائی کر کے دشمن کے ہاتھ سے پہل کاری INITIATIVE چھین لیں۔

اس میں ہمارے لئے بڑے سبق ہیں۔ ہر کمانڈر کو آنے والی لڑائی کا پورا نقشہ اپنے ذہن میں بنا کر اپنی ہر کارروائی کو اس بڑی سکیم کے تابع کرنا چاہیے نہ کہ اس طرح جو ۱۹۶۵ء میں ہم نے کشمیر کے محاذ پر اپنی طاقت کو منتشر کر دیا اور اگلی دفاعی لائن سے جوانوں کو اٹھا کر کشمیر کے اندر بھیج دیا ہماری طاقت کو اس طرح منتشر دیکھ کر بھارت نے حاجی پیر پر حملہ کر دیا جس کو بچانے کے لئے ہمیں بڑی قربانی دینا پڑی۔ جنگ میں پہل کاری کو اپنے پاس رکھنے والا بہت لمبا چوڑا مضمون ہے اور ہر سطح پر ہر کمانڈر کو یہی کوشش کرنی چاہیے اس کی متعدد مثالیں ہمیں حضورؐ کی جنگوں میں ملیں گی۔

جنگ کی تجویز

اہلِ قریش تو مکمل تیاری کے بعد مدینہ پر یلغار کی غرض سے آگے بڑھ رہے تھے۔

Marfat.com

ان کی تجویز تھی "یلغار" وہ تو اس سوچ میں تھے کہ بس جہاں کوئی سامنے آیا اس کو تہس نہس کر دیں گے۔ طاقت کا گھمنڈ بھی تھا اور ویسے ہر حملہ آور اسی امید پہ آگے بڑھتا ہے اب جنگ کی تجویز کا انحصار تو حضورؐ پاک کی کارروائی پہ تھا تو آئیے آپؐ کی تجویز کا مکمل فوجی تجزیہ واقعات کو گواہ بنا کر کریں۔

میدانِ جنگ کا چناؤ

ہر جنگ کی تجویز میں میدانِ جنگ کے چناؤ کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے زمین اور زمین کا مطالعہ ہماری فوجی زندگی کا ایک اہم حصہ رہا ہے اور رہے گا۔ جو کمانڈر دشمن کو اپنی مرضی کے میدانِ جنگ میں نہیں لا سکتا وہ کبھی دشمن کو فیصلہ کن شکست نہیں دے سکتا۔ بلکہ فیصلہ کن کارروائی بھی نہیں کر سکتا اور نہ ہی دشمن پہ پہل کاری حاصل کر سکتا ہے۔ ہمارے تاریخ دان حضرات بھی اس سلسلہ میں مختلف رائے وغیرہ کا اظہار کر چکے ہیں چنانچہ کوشش یہ ہو گی کہ فوجی تجزیہ اور قرآن پاک کے حوالے سے یہ ثابت کیا جائے کہ احد کے میدانِ جنگ کا چناؤ خود حضورؐ پاک نے کیا۔ اور حالات کے مطابق یہ تجویز اپنی مثال نہیں رکھتی۔

ہمارے اکثر ادبی حضرات کے مطابق، بدھ کے روز تک اہلِ قریش احد کے میدان کے قریب پہنچ چکے تھے حضورؐ پاک نے جمعرات یا جمعہ کے روز مشاورت طلب کی۔ حضورؐ پاک اور چند عمر رسیدہ اصحابؓ کا خیال تھا کہ عورتوں کو کسی قلعہ میں

Marfat.com

بھیج دیں اور پھر مدینہ شریف میں قلعہ بند ہو کر دفاع کریں۔ لیکن نوجوان طبقہ خاص کر وہ لوگ جو جنگِ بدر میں شریک نہیں ہوئے تھے یہ کہتے تھے کہ مدینہ سے باہر دشمن کے ساتھ دو دو ہاتھ ہو جائیں۔ حضورؐ نے ان کی بات مان لی اور زرہ پہن کر تھوڑی دیر بعد جب گھر سے باہر نکلے تو تب تک نوجوانوں کو سنجیدہ لوگ سمجھا چکے تھے اور وہ ٹھنڈے پڑ چکے تھے اور کہنے لگے کہ حضورؐ جیسے آپکی مرضی۔ شہر کے اندر ہی لڑائی لڑیں۔ حضورؐ پاک نے فرمایا" نبی جب زرہ پہن لیتا ہے تو جنگ کئے بغیر زرہ نہیں اتارتا" اور کوچ کا حکم دیا اور بعد دوپہر مدینہ سے باہر نکل کر رات مدینہ سے کچھ فاصلے پر گزاری اور صبح سویرے دشمن کے مقابلے میں احد کے مقام پر صف آرا ہو گئے وغیرہ۔

اس سارے بیان کو اگر فوجی ذہن سے سوچیں تو بات بڑی عجیب معلوم ہوتی ہے کہ کفارِ مکہ سے کب کے روانہ ہو چکے تھے اور حضورؐ پاک جنگ سے دو دن پہلے یا ایک دن پہلے مشاورت طلب کرتے ہیں کہ جنگ کہاں اور کیسے لڑی جائے۔ پھر جنگ کی تدبیرات میں اس طرح عوام یا عوام کی مرضی سے کون سا کمانڈر نپٹ سکتا ہے۔ فرض کیا عوام فیصلہ کر لیتے ہیں کہ مدینہ شریف کے باہر لڑائی لڑیں گے تو پھر یہ فیصلہ کون کرے گا کہ صف بندی کیسے ہو گی اور زمین کونسی ہو گی؟ عوام کی جنگ کی تدبیرات میں اس طرح شرکت کی بات پڑھ کر مجھے ستمبر ۶۵ء کی جنگ کے وقت لاہور کے عوام یاد آئے ایک لاکھ کا مجمع

Marfat.com

شہر سے چھاؤنی تک پچاس ہزار رہ گیا تھا اور شالا ار باغ کے پاس کوئی ایک ہزار، تھانہ مناداں کے پاس چند سو اور لڑائی میں شرکت کے لئے کوئی پندرہ بیس آدمی رہ گئے تھے۔ جنگ کے تقاضوں سے نابلد تو میں جنگ کے بارے ایسی ہی سوجھ بوجھ رکھتی ہیں اور جنہوں نے ایسی باتیں لکھی ہیں وہ بھی شاید ایسے ہی تھے

گو ابن اسحٰق اور ابن ہشام یہ نہیں لکھتے کہ حضورؐ پاک کس وقت باہر نکلے اور ابن سعد سحری کا وقت بتاتے ہیں تو پھر شام کو یا دوپہر کے بعد مدینہ چھوڑ کر رات باہر گزارنے والی بات سمجھ نہیں آتی۔ اگر ایسا ہوتا تو دشمن کو ضرور پتہ چل جاتا اور وہ اسی وقت یا صبح سویرے مسلمانوں کے سامنے صف آرا ہو جاتا۔ لیکن تمام مورخ اس بات پر متفق ہیں کہ دوسرے روز صبح حضورؐ پاک نے اچانک جب اپنی فوج کو دشمن کے ایک پہلو پر صف آرا کیا تو دشمن اس سے بے خبر تھا اور اس کا رُخ مدینہ کی طرف تھا۔ نقشہ میں قریش کا جو دوسرا کیمپ دکھایا گیا ہے وہ مدینہ کی طرف ہے اور مسلمانوں کی طرف صف آرائی جبل احد کی اوٹ میں اُس کی مخالف سمت میں ہے پھر اگر جنگ کی تدبیر حضورؐ پاک کی نہ تھی اور اس زمین کے بارے میں آپؐ نے پہلے سے کچھ سوچ نہ رکھا تھا تو جنگ والے دن صبح سویرے اتنے تھوڑے وقت میں مسلمان افواج کی دشمن کے بازو پر صف بندی کیسے کر دی اور دشمن کو لڑائی پہ مجبور کیسے کر دیا۔

تاریخ گواہ ہے کہ حضرت حنظلہؓ بن عامر جو اس جنگ میں شہید ہوتے

ل؎ نقشہ جنگ احد

Marfat.com

شمال

جنگِ اُحد - شوال تین ہجری

طرفین کے لشکر اور جنگ کا پہلا مرحلہ

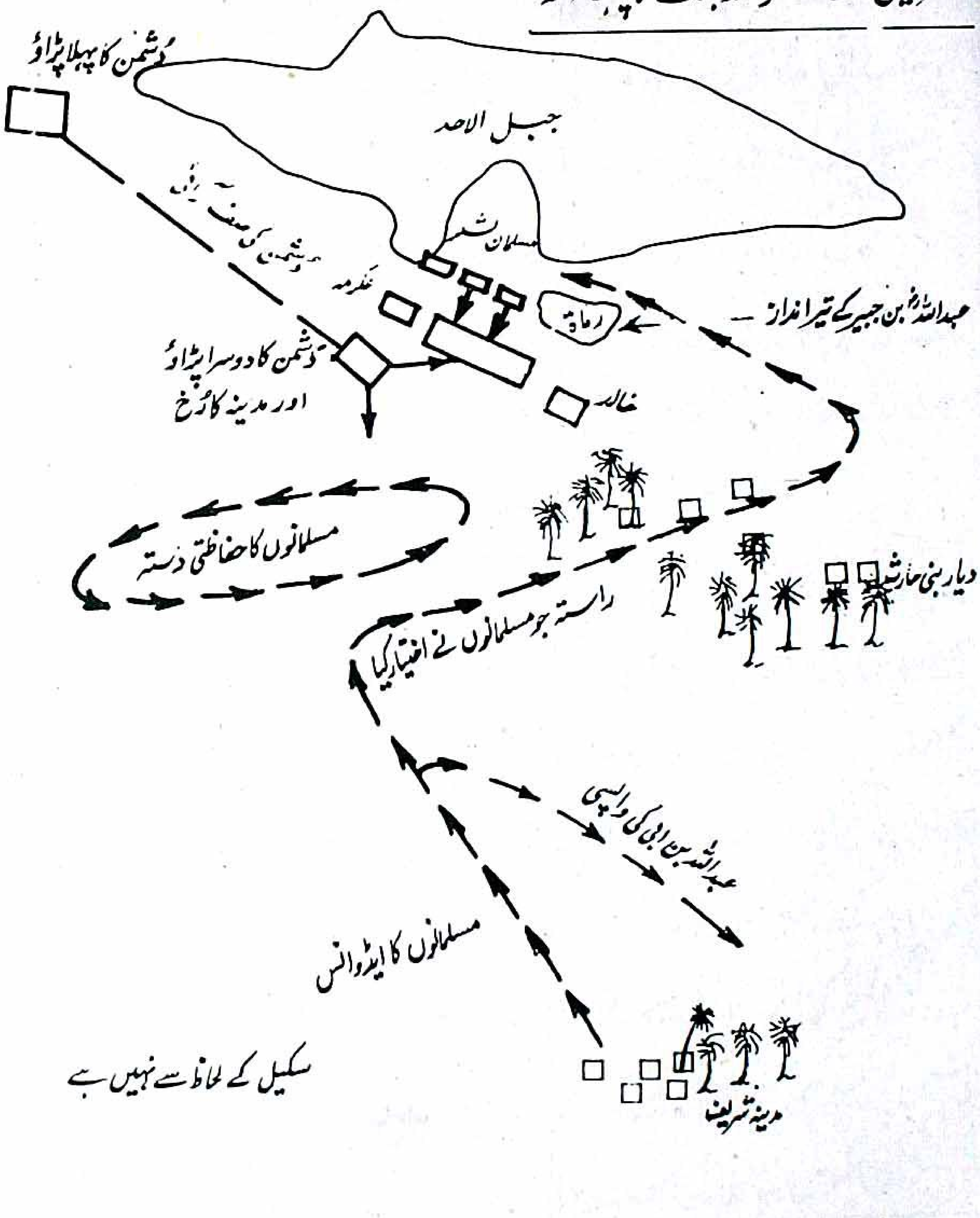

Marfat.com

Marfat.com

وہ جنتی تھے جب کوچ کا حکم ملا تو ان کو نہانے کا وقت نہ ملا کہ رات انہوں نے اپنی بیوی کے پاس گذاری۔ آپؐ نے حضرت حنظلہؓ کو غسائل الملائکہ کا خطاب دیا کہ آپ کو فرشتوں نے غسل دیا اور ساتھ ہی ہمارے لیے ایک روایت چھوڑنی تھی کہ مسلمان پر جنگ باقی معاملوں سے زیادہ فرض ہے۔ بہرحال تو اس واقعہ سے ثابت ہوتا ہے کہ حضورؐ پاک کا لشکر مدینہ شریف سے صبح سویرے ہی نکلا۔

یہاں تک کی بحث تو ہمارے ذہنوں کے لئے فوجی معاملات کے تجزیہ کی ایک مشق تھی یہ بات قرآن پاک کی سورۂ عمران کی آیت ۱۲۱ میں بالکل واضح ہے۔ (اِذ غَدَوْتَ ....) "کہ جب نکلا تو صبح کو اہل اپنے سے جگہ بتاتا ہے مسلمانوں کو لڑائی کی"۔ اب سارا معاملہ یہاں ختم ہو جاتا ہے کہ ہمارے بعد کے مورخین نے مختلف جو باتیں کہیں سے سنیں نہ تو ان کا فوجی تجزیہ کیا اور نہ ہی قرآن پاک کے ساتھ موازنہ کیا، ورنہ ایسی غلطیاں نہ ہوتیں۔ اب دو باتیں بالکل واضح ہو گئی ہیں کہ حضورؐ پاک صبح سویرے ہی مدینہ شریف سے نکلے اور تجویز بھی حضورؐ پاک کی اپنی ہی تھی کہ اچانک جا کر اپنی مرضی کے میدان جنگ میں مسلمانوں کو دشمن کے خلاف صف آرا کر دیا۔ یہ کیسے ممکن تھا کہ دنیا کا سپہ سالارِ اعظم ﷺ جس کے غلاموں نے چند سال بعد دنیا کو فتح کرنا تھا۔ مدینہ سے لے کر احد تک دو پڑاؤ بناتا اور اپنے ارادے کا اظہار دشمن پر پہلے ہی کر دیتا یا دشمن کو اپنے اوپر پہل کرنے کی اجازت دیتا۔

ان ٹھوس حقائق کے ہوتے ہوئے ہمارے مورخ حضرات میں سے کچھ صاحبان

Marfat.com

نے یہ رائے کیوں قائم کی، اس کا تجزیہ ضروری ہے۔ اوّل تو تاریخ سو سال کے بعد لکھی گئی اور اس وقت اسلام کی شان و شوکت کا زمانہ گذر چکا تھا۔ معاملات اہل قلم اور قصہ گوؤں کے ہاتھوں میں جا رہے تھے۔ دوم حدیث شریف بھی اڑھائی سو سال بعد اکٹھی کی گئیں۔ بعض مخلص حضرات نے بعد کے واقعات کا تجزیہ کرتے ہوئے احد کی جنگ میں جو نقصان ہوا اس کی ذمہ داری حضورؐ پاک کی بجائے دوسروں پر ڈالنے کی کوشش کی۔ حالانکہ نقصان کی وجہ بھی آگے واقعات میں آئے گی بہر حال ہمارے ان اہلِ قلم نے قرآن پاک میں جو ذکر ہے کہ "کچھ لوگوں کا خیال تھا کہ لڑائی مدینہ کے اندر لڑی جائے" کی اوٹ لی کہ اگر لڑائی مدینہ کے اندر لڑی جاتی تو نقصان نہ ہوتا پھر چونکہ جو تاریخ بنو امیہ کے زمانے میں لکھی گئی ان میں سے کسی ایک نے امیہ خاندان کو خوش کرنے کے لئے جنگ کو ابو سفیان کی فتح اور مسلمانوں کی شکست لکھ دیا تو شکست والا معاملہ بھی کچھ لوگوں پر چھا گیا اور شکست کے وجوہات نوجوانوں کے جذبہ (یعنی جوش بغیر ہوش) کو قرار دیا۔

حضورؐ پاک کی کارروائی کا فوجی تجزیہ

اب تک تو فوجی سوجھ بوجھ واقعات اور قرآن پاک کے حوالے سے ہم یہ ثابت کر چکے ہیں کہ لوگوں والی بات کوئی نہ تھی۔ حضورؐ پاک نے مشاورت ضرور طلب فرمائی تھی اور ایسی مشاورت کوئی جمہوری ادارہ نہیں ہوتا کہ معاملات پر بحث کی جائے

Marfat.com

بلکہ یہ ایک قسم کا خطاب ہوتا ہے۔ آج کل بھی ایک کمپنی کمانڈر یا بٹالین کمانڈر کسی حملہ یا جنگی کارروائی سے پہلے اگر وقت ملے تو اپنے جوانوں کو خطاب کرتے ہیں اور حالات بیان کرنے کے بعد ایک آدھ سوال بھی کر لیتے ہیں۔ کہ دیکھو جوان تگڑے ہو؟ اس پہ آجکل بھی نعرۂ تکبیر کی صدا سے زمین و آسمان گونج جاتے ہیں اور حضورؐ کے صحابہؓ کا کیا کہنا۔ وہاں بھی کچھ ایسا ہی عمل ہوا ہوگا۔

اسی کشاکشِ پیہم سے زندہ ہیں اقوام

یہی ہے رازِ تب و تابِ ملتِ عربیؐ

چنانچہ جنگ احد کے سلسلہ میں حضورؐ پاک کی ساری کارروائی کو جب ایک فوجی ذہن سوچتا ہے تو فوجی تدبیرات کا ایک شاہکار اس کے سامنے کھل جاتا ہے حضورؐ پاک کے پاس معتبر سات آٹھ سو کی نفری تھی۔ دشمن کی تعداد تین ہزار تھی حضورؐ جتنی بھی کوشش کرتے۔ جنگ میں وہ دشمن کو مکمل شکست نہ دے سکتے تھے ان کے سامنے صرف ایک مقصد تھا کہ اپنا کم سے کم نقصان ہو اور زیادہ سے زیادہ نقصان کے ساتھ دشمن واپس مکّہ لوٹ جائے۔ چنانچہ حضورؐ پاک کی ساری کارروائیاں اور تجویزیں ہمیشہ اس مقصد کے سامنے رکھ کر کی گئیں۔ ہم جنگ کے اصولوں میں تو اس مقصد کو بار بار پڑھتے ہیں۔ لیکن اس پر عمل پیرا ہونے کے لیے اپنی فوجی حکمت عملیوں اور تدبیرات کو اس اصول کے مطابق نہیں ڈھالتے۔

بہرحال سرکار دو عالمؐ یہ مقصد کم سے کم وقت میں اس طرح حاصل کرنا

Marfat.com

چاہتے تھے کہ دشمن کو پہل کرنے کا موقع بھی نہ دیں۔ مغرب کے ماہر جنگ کلاز ڈوٹز اور سب سے زیادہ غیر متعصب وقائع نگار کو پڑھیں وہ کہتا ہے کہ اتنی کم طاقت کے ساتھ ارادوں اور جذبہ میں خواہ کتنی ہی مضبوطی لائی جا سکے آپ دشمن کے ساتھ توازن بھی قائم نہیں کر سکتے۔ لیکن ذیشان سپہ سالار اعظم ؐ کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ آپ ؐ نے دشمن کو شکست بھی دے دی تو آئیے ان ممکنات COURSES OPEN میں جائیں جو حضور ؐ پاک کے لیئے کھلے تھے۔

ا۔ اول۔ بدر کی طرح کی کارروائی

اب یہ ممکن نہ تھا کہ دشمن پھر بھی اندھا دھند حملہ کرتا۔ ویسے اصول کے مطابق بھی جنگی چال یا تدبیرات کا بار بار دہرانا ٹھیک نہیں ہوتا۔

ب۔ دوم۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں میں دشمن کو جگہ جگہ روکنا یا ہراساں کرنا

اس سے جیسا کہ پہلے لکھا جا چکا ہے، اپنی طاقت منتشر ہوتی اور حضور ؐ پاک جگہ بجگہ موجود نہیں ہو سکتے تھے کہ جنگ کی نبض شناسی کرتے اور ٹولیوں کی رہنمائی فرماتے۔ اس میں وقت کا بھی ضیاع تھا اور اپنے نقصان کا بھی اندازہ ناممکن تھا۔ پھر یہ بھی اُمید نہ تھی کہ اس طرح سے دشمن کو اس کے مقصد کے حاصل کرنے میں روکا جا سکے گا۔ چھوٹی چھوٹی ٹولیوں کا وہ صفایا کرتا ہوا آگے بڑھتا اور مدینہ کی یلغار سے اُس کو کوئی نہیں روک سکتا تھا۔

ج۔ مدینہ میں رہ کر قلعہ بند لڑائی :۔ کیونکہ ہمارے اکثر صاحبان نے اس کو ایک

Marfat.com

اچھا ممکن COURSE قرار دیا ہے اور بعض نے اس کو حضورؐ پاک کی تجویز بھی قرار دیا ہے اس لیے اس کا مکمل تجزیہ بہت ضروری ہے۔ اوّل تو جو لوگ حضورؐ پاک کی مدینہ کو فوجی مستقر بنانے والی حکمتِ عملی کو سمجھتے ہیں وہ یہ خیال بھی نہیں کر سکتے کہ حضورؐ پاک کسی بیٹھے یا کھڑے دفاع کی حکمتِ عملی کو کچھ وقعت دیتے تھے۔ اگر ایسا ہوتا تو آپ گشتی دستوں والی کاروائیاں یا بدر کی جنگ میں مدینہ سے اتنے باہر نہ جاتے۔ دوم اگر دشمن کو مدینہ کے دروازے کھٹکھٹانے کی اجازت دی جاتی تو دشمن اپنے ایک مقصد میں کامیاب ہو گیا تھا کہ وہ یلغار کر کے مدینہ تک پہنچ گیا تھا اب تاخت و تاراج کرنا باقی تھا اس میں اس کو کتنی کامیابی ہوتی اس کا حال آگے آئے گا۔

پھر کیا حضورؐ پاک سات سو مجاہدوں کے ساتھ مدینہ میں قلعہ بند ہو کر لڑائی لڑ سکتے تھے؟ جب کہ دو سال بعد خندق کھودنے کے باوجود مدینہ کے دفاع کے لئے تین ہزار مجاہدوں کی ضرورت پڑی۔ خیر اس وقت دشمن کی تعداد بھی زیادہ تھی۔ لیکن آخر مدینہ کا پھیلاؤ بھی کچھ معنی رکھتا تھا۔ پھر مدینہ شہر میں عبداللہ بن ابی کے لوگ، یہودی بچوں اور عورتوں کے علاوہ تھے تو کیا حضورؐ پاک جو امتِ واحدہ کے تصور کو اجاگر کرنے آئے جنگ کی حالت میں ایسے بھان متی کے کنبہ پر بھروسہ کر سکتے تھے؟

آخر کس جگہ کتنے مجاہد بٹھلاتے اور دشمن کو مدینہ کے اندر گھسنے میں کس کس جگہ سے روکتے؟ جب کہ نہ کوئی فصیل تھی اور نہ ایسا سامان جنگ جو قلعہ نما جنگ کے لیے بہت ضروری ہوتا ہے۔ حضورؐ پاک کے پاس سب سے بڑا سامان مسلمانوں کی

Marfat.com

قوتِ ارادہ جذبہ اور ایمان تھا جو متحرک چیزیں ہیں اور اسلام خود متحرک ہے۔ نماز میں حرکت۔ زکوٰۃ میں حرکت اور حج میں حرکت۔ بجائے اس کے کہ اللہ کا حبیبؐ ان متحرک باتوں یعنی قوت ارادہ اور جذبہ والی چیزوں کو کھلے میدان جنگ میں حرکت دیتے وہ ان کو قلعہ بند کر کے قید کرنے کو کبھی تیار نہ تھے۔ تو حضورؐ پاک کی تجویز بالکل واضح تھی۔ صبح سویرے مدینہ شریف سے نکل کر آپ اچانک دشمن کے پہلو یا ایک بازو پر نمودار ہو گئے۔ جنگِ احد کے نقشہ کو دیکھیں تو نظر آئے گا کہ ایک دستہ قریش کے لشکر کے سامنے دیکھ بھال کی کارروائی میں مصروف تھا۔ یہ دستہ بھی متحرک تھا اور اس دستہ کے ذریعے دشمن کو دھوکا بھی دیا جا رہا تھا کہ مسلمان قریش کے لشکر کے سامنے آ کر کسی وقت لڑائی کریں گے۔

ہمارے سب مورخین نے اس کا ذکر بھی کیا ہے کہ مشہور صحابی محمد بن مسلمہؓ کے ماتحت پچاس مجاہدوں کا ایک دستہ مسلمانوں کی حفاظت پر مامور تھا۔ اور بیشک یہ دستہ ایک دن پہلے نہیں بلکہ کئی دن پہلے باہر نکلا ہوا ہوگا اور یہ لوگ دشمن پر کڑی نگاہ رکھے ہوئے تھے بلکہ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ دشمن نے ان لوگوں کو دیکھ کر یہ سمجھ لیا ہو کہ سب مسلمان لشکر باہر آ گیا ہے اور قریش کے لشکر سے بعد میں جو لوگ مسلمان ہو گئے ہوں گے ان میں سے کسی نے روایت کی ہو کہ مسلمان شام کو ہی مدینہ سے باہر نکل آئے تھے نقشہ کو غور سے دیکھیں کہ کس طرح حضورؐ پاک مدینہ سے نکلے اور راستے سے عبداللہ بن ابی واپس چلا گیا تھا۔ اگر یہ کارروائی شام کو کی جاتی تو منافقین

Marfat.com

یں سے کوئی نہ کوئی قریش کو اطلاع دے دیتا کہ اب مسلمان کتنے تھوڑے رہ گئے ہیں اوران پر جھپٹ پڑو۔

حضورؐ پاک نظر بچا کر دیار بنی حارث میں داخل ہو گئے اور وہاں سے چھپ کر احد کی گھاٹی میں پہنچ گئے اور اچانک دشمن کے ایک پہلو پر نمودار ہو گئے جب کہ دشمن کا رخ مدینہ کی طرف تھا۔ یہ ایک حیران کن کارروائی تھی۔ دشمن اب اگر مدینہ کی طرف ہی بڑھتا تو مسلمان پیچھے سے حملہ آور ہو جاتے اور مدینہ کی طرف بھی اس کو کچھ دستے رکھنے پڑے کہ محمدؓ بن مسلمہ کے دستے کے کچھ آدمی ادھر دشمن کے سامنے ضرور رہے ہوں گے۔ چنانچہ حضورؐ پاک اپنی مرضی کی صف بندی کر کے دشمن کو مجبور کر رہے تھے کہ احد کی گھاٹی میں دشمن مسلمانوں کو چنی ہوئی زمین پر ان کے ساتھ لڑائی لڑے۔ دشمن کو اپنے بی ایچیلان یعنی بندوبستی کیمپ اور عورتوں کو بھی کسی جگہ بٹھانا تھا۔ کیونکہ حضورؐ پاک اب پھر پہل کاری حاصل کر چکے تھے اور دشمن کو لڑائی کے لئے مجبور کر دیا تھا۔

صف بندی اور جنگ کی کارروائی

ہر مسلمان، اسلام کی اِن مشہور جنگوں کی کارروائی سے واقف ہے۔ ان باتوں کو مفصل بیان کرنے سے ہم زیادہ سبق بھی نہیں سیکھ سکتے چنانچہ کارروائی مختصر بیان کی جائے گی اور صرف تدبیرات اور کارروائی کے ان پہلوؤں پہ زور دیا جائے

Marfat.com

گا جو سبق آموز ہوں حضورؐ پاک نے احد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی فرمائی کہ اگر پیچھے ہٹنا پڑے تو آپ دشمن سے اونچے ہی اونچے ہوتے جائیں گے۔ حضرت مصعبؓ بن عمیر علمبردار تھے۔ حضرت زبیرؓ بن عوام رسالے کے افسر تھے اور پیدل دستوں میں سے جو زرہ پوش نہ تھے وہ جناب حمزہؓ کی کمانڈ میں تھے لیکن دفاع کی کنجی عینین کی چھوٹی پہاڑی یا ٹیلہ تھا۔ جس پر حضورؐ پاک نے حضرت عبداللہؓ بن جبیر کے ماتحت پچاس ۵۰ ہزار تیر اندازوں کے ایک دستہ کو مقرر فرمایا اور حکم دیا کہ یہ دستہ حضورؐ پاک کے اگلے حکم تک اسی ٹیلہ پر جما رہے گا اور جو دشمن زد میں آئے گا ایک تیر ایک دشمن کے اصول پر دشمن کو برباد کیا جائے گا۔ اب نقشہ پر مسلمانوں کو سات سو نفری کے پوزیشن کا دشمن کی تین ہزار نفری کے ساتھ موازنہ کیا جائے تو مسلمان بہتر حالت میں نظر آتے ہیں۔

اہل قریش ابو سفیان کی سرداری میں مجبوراً صف بندی پر تیار ہو رہے تھے میمنہ پر صفوان، میسرہ پر عکرمہ تیر اندازوں پر عبداللہ بن ربیعہ اور رسالہ کا کمانڈر خالد بن ولید تھا۔ طلحہ علمبردار تھا۔ قریش عجیب حالات سے دوچار تھے رخ مدینہ کی طرف تھا۔ لاؤ لشکر کے ساتھ بندوبستی سامان B ECHLON عورتیں اور خیمے بھی تھے۔ مجبوراً ان کو تنگ گھاٹی میں مسلمانوں کے خلاف صف آرا ہونا پڑا۔ پھر بھی ان کو یہ خیال بالکل نہ تھا کہ مسلمانوں کی اتنی کم تعداد ان کا کوئی زیادہ نقصان کر سکے گی۔ نہ ہی وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ سب مسلمان اُن کے

Marfat.com

سامنے صف آرا ہو گئے ہیں. مدینہ کی طرف والے گشتی دستے ان کو دھوکے میں رکھے ہوئے تھے اس لیے کفار نے کچھ لوگ اس طرف کے دفاع کے لیے بھی ضرور چھوڑے ہوں گے.

جنگ کا پہلا مرحلہ

موٹے طور پر جنگ کو تین مرحلوں میں تقسیم کر سکتے ہیں پہلے مرحلہ میں ٹکراؤ عرب کے دستور کے مطابق طلحہ، قریش کے علمبردار کی مبارزت طلبی سے ہوا جناب اسد اللہ حضرت علیؓ کی تلوار نے آج پھر پہل کی اور طلحہ کی لاش زمین پر تڑپ رہی تھی۔ اس کے بعد عورتوں کے گانوں کی دھن پر طلحہ کا بھائی عثمان آگے بڑھا تو حضرت حمزہؓ کی تلوار کے ایک ہی وار نے اس کو ختم کر دیا۔ تلوار شانہ پر لگی اور کمر تک اوپر والے بدن کے دو حصے کر دیے. اَب حضرت علیؓ اور حضرت حمزہؓ کے ساتھ حضرت ابو دجانہؓ بھی شامل ہو گئے آپ عرب کے مشہور پہلوان تھے اور احد میں ان کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضورؐ پاک نے جو تلوار آپ کو اپنے دست مبارک سے دی آپ اس کا حق ادا کر رہے تھے اور ساری زندگی بعد میں صاحب احد کے نام سے پکارتے جاتے رہے بہر حال اور صحابہؓ کرام بھی اس جنگ میں بڑھ چڑھ کر دشمن پر وار کر رہے تھے اور حضرت حنظلہؓ بن عامر تو ابو سفیان تک بھی پہنچ گیا تھا تو یہ بہت لمبا ذکر ہے. بات سیدھی ہے کہ چند گھنٹوں میں کفار

Marfat.com

کے قدم اکھڑ گئے اور وہ گانے والی عورتوں سمیت میدان جنگ سے بھاگ نکلے۔ کفار کا کتنا نقصان ہوا اور لشکر کا کتنا حصہ بھاگ کھڑا ہوا۔ اس پر مؤرخین خاموش ہیں البتہ ایک بات ظاہر ہوتی ہے کہ جو کفار مسلمانوں کے بالکل سامنے تھے وہ ضرور بھاگے اور زیادہ سامان بھی ادھر ہی تھا کہ کفار کا رُخ تو مدینہ کی طرف تھا اور مجبوراً ان کو اس طرف صف آرا ہونا پڑا تھا۔ بہر حال سارا تجزیہ مضمون کے آخر میں ہوگا۔ یہاں اتنا کافی ہے کہ کافر اس طرح بھاگے کہ مسلمانوں نے کفار کا مال غنیمت بھی اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور اس میں عبداللہؓ بن جبیر کے تیرانداز بھی شریک ہو گئے گو آپ نے بہت روکا۔ لیکن آپ کے ساتھ صرف چند آدمی رہ گئے لڑائی کا پہلا مرحلہ ادھر ختم ہوتا ہے۔

جنگ کا دوسرا مرحلہ

اب معلوم ہوتا ہے کہ پچھلی صفوں میں کفار کے متعدد جوان ابھی لڑائی میں شریک نہ ہو سکے تھے اور صحیح سلامت تھے۔ خالد نے جب مالِ غنیمت اکٹھا کرتے ہوئے مسلمانوں میں ابتری دیکھی تو اس نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر کے دائیں سے آگے بڑھ کر مسلمانوں پر حملہ کر دیا۔ یہاں سے لڑائی کا دوسرا مرحلہ شروع ہوتا ہے نقشہ میں اس حملہ کا رُخ ظاہر ہے اگر عبداللہؓ بن جبیر کے تیرانداز اپنی جگہ پر رہتے تو اول تو خالد حملہ نہ کرتا اگر حملہ کرتا بھی تو ہزیمت اٹھا کر واپس جاتا۔ لیکن یہاں

Marfat.com

جنگِ اُحد کا دوسرا مرحلہ

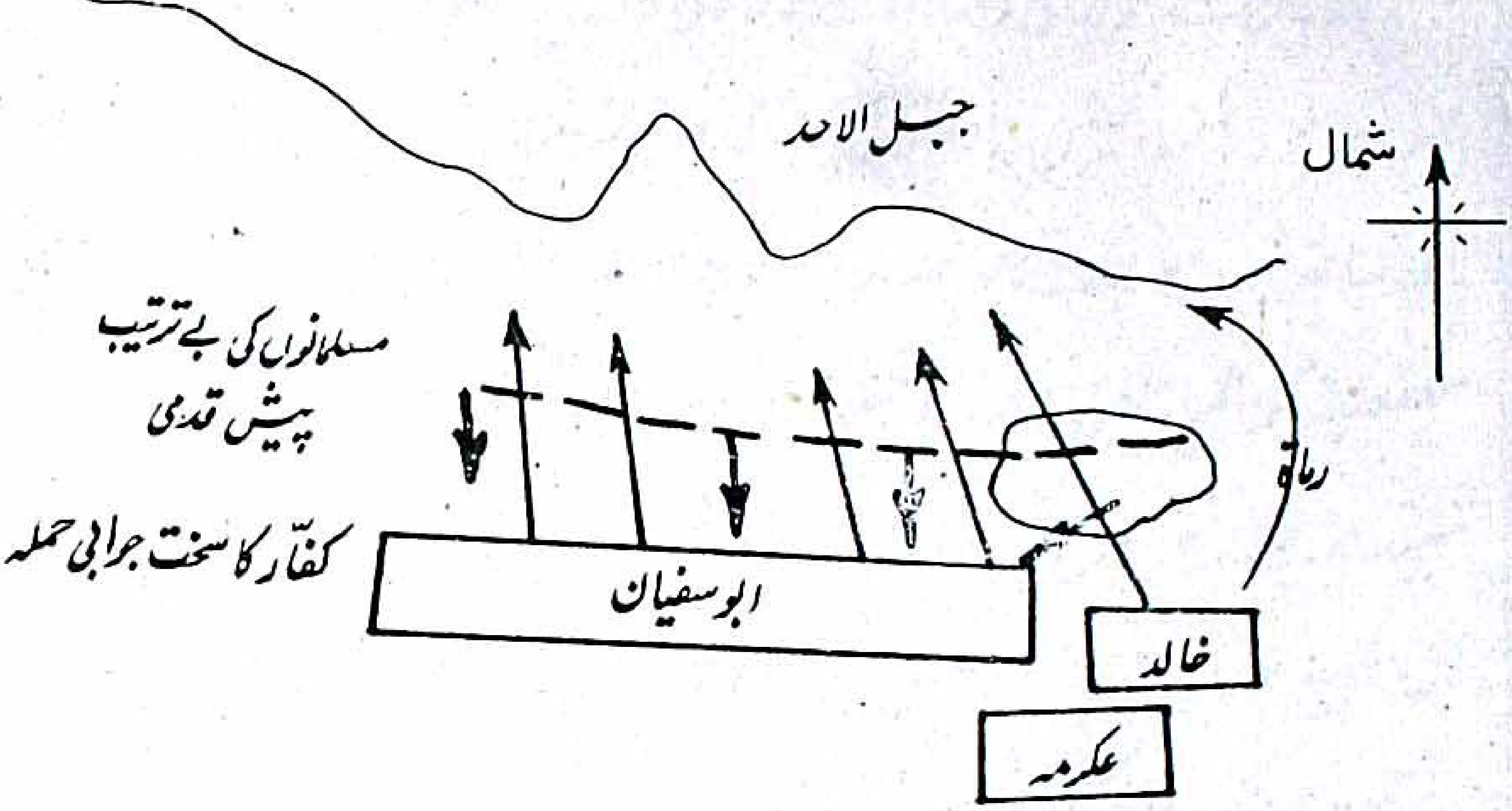

خاکہ۔ سکیل سے نہیں ہے

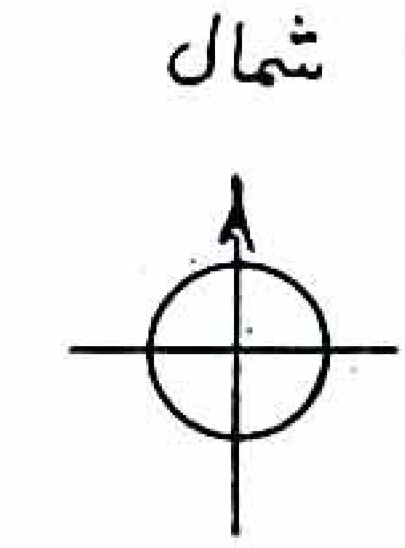

جنگِ اُحد کا تیسرا مرحلہ

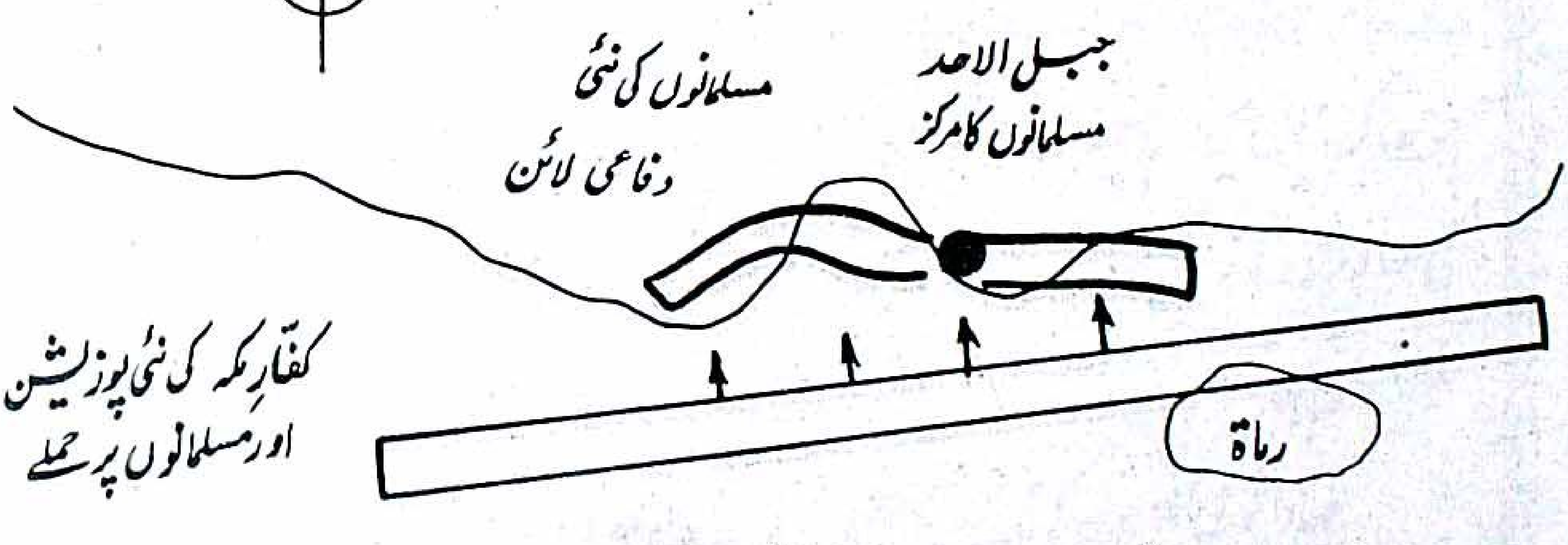

ریمارکس۔ جب کفار کے نئے حملے نتیجہ خیز نہ ثابت ہوئے
تو اُنہوں نے میدانِ جنگ چھوڑ دیا۔

خاکہ۔ سکیل سے نہیں ہے

Marfat.com

Marfat.com

چونکہ اعلیٰ کمانڈر کی حکم عدولی ہو چکی تھی۔ اس لئے مسلمانوں کو سخت جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ کفار میں سے عکرمہ بھی دوبارہ اپنے گرد کافی لوگوں کو اکٹھا کر کے مسلمانوں پر برابر حملہ آور ہو رہا تھا۔ عینین یا رماۃ کی پہاڑی پر عبداللہؓ بن جبیر اپنے چند تیر اندازوں کے ساتھ شہید ہو چکے تھے جو گھمسان کا رن پڑ رہا تھا اس میں حضرت حمزہؓ، حضرت مصعبؓ بن عمیر، حضرت عبداللہ جحش اور حضرت حنظلہؓ وغیرہ متعدد چوٹی کے صحابہ شہید ہو چکے تھے اور بعض لوگوں نے یہ بھی مشہور کر دیا کہ نعوذ باللہ حضورؐ پاک بھی شہید ہو گئے ہیں۔ اس لیے مسلمانوں میں ہل چل ضرور مچ گئی ہو گی۔ کسی نے تلوار پھینک دی کہ اب زندگی میں مزہ نہیں۔ کوئی دشمن کی صفوں میں اس طرح گھس گیا کہ اب جینے میں کیا مزہ؟ لیکن یہ حاشیہ آرائی کہ کئی لوگ میدان جنگ چھوڑ کر مدینہ پہنچ گئے ایک فوجی ذہن کی سمجھ سے باہر ہے اگر ایسا ہوتا تو قلیل تعداد مسلمان اپنی صفوں کو بحال کیسے کرتے۔ یہ شاید پچھلے زمانے میں ایک دوسرے کے ساتھ رقابت کی وجہ سے اپنے آباؤ اجداد کی اچھی کارکردگی یا کمزوری کو بڑھا چڑھا کر بیان کیا۔ یا حضرت عمرؓ جیسے مخلص لوگوں نے کئی دفعہ دوسرے لوگوں کی بہادری کا ذکر کیا اور اپنے بارے میں کون کوئی کچھ کہتا ہے تو لوگوں نے اس کو کمزوری بنا دیا۔

ہمارا فوجی تجزیہ یہ کہتا ہے کہ حضورؐ پاک نے جو صف بندی اور لڑائی لڑنے کا طریقِ کار وضع کیا تھا۔ وہ تیر اندازوں کی غلطی کی وجہ سے ختم ہو چکا تھا۔ وہ دفاعی

Marfat.com

لائن جس کی کنجی عنیین یا رماۃ کی پہاڑی تھی وہ بھی ختم تھی اب ایک نئی دفاعی لائن کی ضرورت تھی جس کی حضور پاک نے جنگ سے پہلے کوئی نشاندہی نہ کی تھی. شاید دنیا کا سپہ سالار اعظم اپنے غلاموں کو یہ تربیت بھی دے رہا تھا کہ لڑائی میں ایسے وقت بھی آتے ہیں اور آئیں گے کیونکہ انہی لوگوں نے آیندہ چند سالوں میں دنیا کی دو عظیم سلطنتوں کو تہس نہس کرنا تھا۔ آج کا دن اسلام کی عسکری تاریخ اور فن سپاہ گری کا ایک عظیم دن تھا۔ آج ہی کے بعد اس دن کو حضرت فاروق اعظمؓ، حضرت طلحہؓ کا دن کہتے تھے۔ ہر وار جو حضور پاک پر ہو رہا تھا اس کو حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ اپنے بدن پر سے رہے تھے اور ایک ہاتھ بھی ختم ہو چکا تھا۔ آج ہی کے دن حضور پاک نے سعدؓ بن ابی وقاص کو فرمایا میرے ماں باپ آپ پر قربان. آج ہی کے دن امین الامت حضرت ابو عبیدہؓ کو حضور پاک کے بدن سے خود کو نکالنے کے لئے آپ کے خون مبارک کو چوسنے کی سعادت نصیب ہوئی جس کی وجہ سے رہی عمر کسی ہتھیار نے اُن پر اثر نہ کیا۔ آج ہی کے دن سیدنا ابو بکرؓ حضورؐ کی خدمت میں کھڑے ہو کر لوگوں کو اشاروں سے بلا رہے تھے کہ آقاؐ ادھر ہیں اور حضرت عمرؓ بلند آواز سے پکار رہے تھے کہ آجاؤ اور پھر اس طرف جاں نثاروں نے ایک طرف حضور پاک کو اپنے گھیرے میں لے لیا تو دوسری طرف دشمن کو منہ توڑ جواب دے رہے تھے اور حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ تو ابھی دشمن کی صفوں میں موجود تھے جن کو بعد میں بلا کر نئی دفاعی لائن میں شامل کیا گیا اسی لیے مضمون کے

Marfat.com

شروع میں عرض کی گئی تھی کہ ایسا نظارہ آسمان کے نیچے اس زمین پر کم ہی دیکھنے میں آیا. ستره نوجوان انصار میں سے نوعظیم قربانی دے چکے تھے اور مسلمان اَب پھر جبل احد کے دامن میں ذرا اونچا ہو کر ایک دفاعی لائن بنا چکے تھے دوسرا مرحلہ یہاں ختم ہوتا ہے۔

جنگ کا تیسرا مرحلہ

جنگ کا تیسرا مرحلہ مسلمانوں کا کامیابی سے دوسری دفاعی لائن اپنا لینا اور کفار کے اس لائن پر تابڑ توڑ حملوں سے شروع ہوتا ہے. پہلے بھی اشارہ کیا گیا ہے اور اَب دوبارہ یہ بات واضح کی جاتی ہے کہ دنیا کی عسکری تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں کہ اتنی قلیل تعداد کی فوج اپنی ایک دفاعی لائن کے ٹوٹ جانے کے بعد چند گھنٹوں میں ایک دوسری دفاعی لائن بنانے میں کامیاب ہو گئی ہو. خاص کر جب دشمن کی تعداد ان سے پانچ چھ گنا زیادہ تھی اور دوسرے مرحلہ میں نہ صرف دفاعی لائن ٹوٹ گئی تھی بلکہ مسلمان ابتری اور انتشار کا بھی شکار ہو گئے تھے اور نفسیاتی جنگ بھی ان کے خلاف شروع کر دی گئی۔

دوسرے مرحلے میں مسلمانوں کے قدم جو اکھڑ گئے اور اگر اس کو وقتی شکست بھی کہا جائے کہ بدنی شکست تھی. لیکن ہمارے آقاؐ کے غلام کسی ذہنی شکست سے دوچار نہ ہوئے اور بدنی شکست کچھ معنی نہیں رکھتی. خدا کے فضل سے اگلے چند لمحوں میں وہ ایک اور دفاعی لائن بنا چکے تھے. مسلمانوں کی اس کامیابی

Marfat.com

بھی میدان جنگ کے لیے بہترین اور اپنی مرضی کی زمین کا چناؤ خاص مقام رکھتا ہے لیکن اصل کامیابی کی وجہ مسلمانوں کا ایمان وعقیدہ اور اسلامی نظریۂ حیات تھا. اور پھر دنیا کے عظیم ترین سالار اعظمؐ بنفس نفیس ان کی رہنمائی فرما رہے تھے.

کفار تو خوش تھے کہ (نعوذ باللہ) مسلمانوں کے پیغمبر شہید ہو گئے ہیں. لیکن جب انہوں نے یہ عجیب وغریب نظارہ دیکھا تو ان کے بڑے بڑے کمانڈر خاص کر خالد بن ولید وغیرہ سکتے میں آگئے. لیکن ایک سر پھرا ابھی کفار کے بیچ موجود تھا اور اس کا نام ابی بن خلف تھا اور وہ ہجرت سے پہلے بھی حضورؐ پاک کو مکہ میں اکثر کہا کرتا تھا کہ (نعوذ باللہ) آپؐ کی موت میرے ہاتھوں ہوگی. حضورؐ پاک مسکرا دیتے تھے اب جو اُس نے دیکھا کہ حضورؐ صحیح سلامت ہیں تو اس کو اپنا پاگل پن یاد آیا کہ اوہو، یہ کام تو اُس کو کرنا ہے اور حضورؐ پاک کی طرف بڑھ کر حملہ آور ہوا. کوئی صحابی اس کا کام تمام کرنے والا تھا کہ حضورؐ نے فرمایا نہیں آگے آنے دو اور جب وہ قریب پہنچا تو حضورؐ پاک نے کسی سے نیزہ مانگ کر معمولی سے اشارہ کے ساتھ نیزہ کی نوک کو اس کی گردن پر رکھا. بس اس کافر کے حواس باختہ ہو گئے اور چیخ اٹھا. مرگیا. مرگیا. محمدؐ نے مجھے مار دیا. وغیرہ. اس کے لشکر والے حیران تھے کہ نہ کوئی چوٹ تھی نہ زخم. انہوں نے بہت سمجھایا لیکن اس ملعون کو اللہ کے حبیبؐ نے خالی چوٹ کا اشارہ کیا تھا اور شاید وہ دنیا کا ملعون ترین آدمی تھا. جس کے خلاف رحمۃ للعلمینؐ نے ہاتھ اٹھایا وہ کیسے بچ سکتا تھا اس نے

Marfat.com

اپنے لشکر میں کھلبلی مچادی اور یہ کھلبلی اس نے لشکر کی مراجعت تک بلکہ باقی سفر میں بھی جاری رکھی اور کچھ روایت کیمطابق مکہ سے چند منزلوں کے فاصلہ پر مرا اور بعض روایتوں کے مطابق مکہ میں بھی جاکر یہی کھلبلی مچائے رکھی اور دو دن بعد مرا۔ اس بات کا ذکر کرنے کا مقصد یہ بھی ہے کہ نبی اور خاص کر ہمارے آقاؐ اور اللہ کے حبیبؐ کی شان ہماری سمجھ سے باہر ہے۔ اگر حضورؐ پاک چاہتے تو تمام کافر پل میں ختم ہو سکتے تھے۔ لیکن یہ بشری تقاضے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس کھیل تماشے کو ان کے حبیبؐ بھی اس طرح چلا رہے تھے جس طرح عام لوگ۔ وہ ہمارے لئے ایسی مثالیں قائم کر رہے تھے جن پر ہم چل سکیں۔ وہ معجزے دکھا کر ہمیں عاجز نہیں کرنا چاہتے تھے۔ وہ خودؐ اور اُن کی زبان سے قرآن اور اُن کے اپنے عمل ہمارے لیے بہت بڑے معجزے ہیں۔

نگاہِ عشق و مستی میں وہی اوّل وہی آخر
وہی قرآں وہی فرقاں وہی یٰسین وہی طٰہٰ (اقبالؒ)

اہل کفار مسلمانوں کی نئی دفاعی لائن پر تابڑ توڑ حملے کر رہے تھے لیکن یہ پتھر کے ساتھ سر مارنے والی بات تھی۔ عام لڑائی میں بھی دیکھا گیا ہے کہ جو شخص دشمن کا گھیرا توڑ کر کسی دفاعی لائن پر آجائے تو پھر اُس میں ایک نئی روح پیدا ہو جاتی ہے چنانچہ حضورؐ پاک کے جو مجاہد دوسری دفاعی لائن پر پہنچ گئے ان کا مقابلہ اب کون کر سکتا تھا ابو سفیان اور اس کے لشکر والے حیران تھے کہ اب مزید لڑائی کوئی فائدہ نہیں دے

Marfat.com

سکتی تھی۔ وہ کوئی بہانہ ڈھونڈ رہے تھے۔ ادھر ابی بن خلف نے پورے لشکر میں کھلبلی مچائی ہوئی تھی کہ مر گیا! مر گیا:۔ چنانچہ ابی سفیان زور سے پکارا کہ بدر کا بدلہ انہوں نے لے لیا۔ لڑائی میں ان کی جیت ہو گئی ہے۔ حضورؐ پاک نے مسلمانوں کو جواب سے منع فرمایا۔ بہر حال اگر ابو سفیان کبڈی کھیلنے آیا تھا تو شاید مقابلہ برابر رہا۔ جیتا تو وہ نہیں تھا۔ لیکن لڑائی کون جیتا اس کا فیصلہ قارئین پر چھوڑا جاتا ہے۔ ابو سفیان مدینہ پر یلغار کرنے آیا تھا کہ وہ مسلمانوں کو تہس نہس کر دے گا۔ وہ مدینہ کے دروازے تک بھی نہ پہنچ سکا۔ اور بے نیل و مرام واپس جا رہا تھا۔ حضورؐ پاک کا مقصد مدینہ کو کفار کی یلغار سے بچانا تھا۔ وہ اس میں کامیاب ہوئے۔

بہر حال ابو سفیان کو جب کوئی جواب نہ ملا تو وہ پھر پکارا۔ اے مسلمانو۔ ہم جنگ جیت کر جا رہے ہیں۔ بہر حال اگلے سال انہی دنوں میں بدر کے مقام پر ملنا۔ اگر کوئی کسر رہ گئی تو وہاں فیصلہ ہو گا۔ حضورؐ نے صحابہؓ کو فرمایا۔ اس کا جواب ضرور دو اور صحابہؓ اونچی آواز میں پکار اٹھے انشاءاللہ۔ اگلے سال حضورؐ اسی تاریخ کو بدر میں تھے لیکن ابو سفیان نہ آیا نہ اس نے آنا تھا۔ چنانچہ ابو سفیان ان بہانوں کی آڑ میں احد کے مقام سے کوچ کر گیا۔ بلکہ حضرت علیؓ کی کمان میں ایک دستے نے اس کا پیچھا بھی کیا اور دور دور تک کفار کی تاڑ میں رہے یہ کارروائی کئی لحاظ سے ضروری تھی۔ دشمن پر رعب بٹھانے کے لیئے کہ کفار جا رہے ہیں اور مسلمان ان کا پیچھا کر رہے ہیں لیکن جنگی لحاظ سے بھی ضروری تھا کہ دشمن کو نگاہ میں رکھو

Marfat.com

کہ وہ کوئی دھوکہ تو نہیں دینے والا اور پھر اس طرح ہمارے آقاؐ نے اپنی فوجی حکمت عملی کو متحرک رکھا۔ یہی نہیں بلکہ دوسرے دن جنگ احد میں شریک سب مجاہدوں کو ساتھ لے کر حضورؐ پاک بھی مدینہ سے باہر نکلے اور مدینہ سے آٹھ میل دور حمرا الاسد تک گئے جہاں تین چار دن تک پڑاؤ بھی کیا۔ بلکہ مدینہ میں اپنا نائب بھی جناب اُم مکتومؓ کو بنا کر چھوڑ گئے۔

عام مورخوں نے مسلمانوں کے نقصان کے سلسلہ میں ستر صحابہ کرام کی شہادت کے ثبوت بھی پیش کیے ہیں کیونکہ اسلام کے سب سے پہلے مورخ ابن اسحق نے ان کے نام مبارک بھی لکھے ہیں اس لئے اس میں کوئی شک نہیں کیا جا سکتا۔ ابن سعد کے مطابق ان ستر میں چالیس حضرت عبداللہؓ بن جبیر کے تیر انداز تھے اور نو وہ انصار جنہوں نے حضورؐ پاک کو اپنے گھیرے میں لے لیا تھا زخمیوں کی تعداد کے بارے میں خاموشی ہے لیکن اسلامی لشکر میں سے شاید کوئی ایک بھی ایسا نہ تھا جو زخمی نہ ہوا ہو ہاں یہ زخم کتنے شدید تھے یہ الگ بات ہے اب لطف کی بات یہ ہے کہ مورخین نے کفار کے صرف بائیس ۲۲ آدمیوں کے مرنے کا ذکر کیا ہے ایک فوجی ذہن یہ بات تسلیم کیسے کرے، کہ لڑائی کے پہلے مرحلے میں جب کفار بھاگ کھڑے ہوئے تو تین ہزار کی نفری میں سے صرف بیس یا بائیس آدمیوں کے مرنے کے بعد بھاگ گئے اور پھر الگ الگ صحابہؓ کرام کی کہانیوں میں حضرت حمزہؓ حضرت علیؓ اور حضرت ابو دجانہؓ کے سلسلے میں سب مورخ کہتے ہیں کہ ہر ایک نے جنگ کے پہلے مرحلہ میں درجنوں یا کوڑیوں کفار کو جہنم واصل

Marfat.com

گیا پھر اور صحابہؓ بھی بڑی بہادری سے لڑے۔ تیر اندازوں نے تاک تاک کر تیر مارے پھر دوسرے مرحلے میں دست بدست لڑائی ہوئی وہاں بھی کئی کفار مارے گئے ہونگے اور تیسرا مرحلہ بھی تھا کہ کفار نے مسلمانوں کی نئی دفاعی لائنوں پر تابڑ توڑ حملے کئے۔ اس لیے جنگ کے نقصان میں مورخین کے اندازے کچھ ٹھیک نہیں ہیں۔ واقعات کسی اور طرف اشارہ کرتے ہیں۔ قرآن پاک اس سلسلے میں ہماری رہنمائی کرتا ہے۔ سورۃ العمران کی آیت ۱۶۷ میں اس سلسلے میں یہ الفاظ ہیں (اَوَلَمَّا اَصَابَتْکُم......) اگر پہنچی سختی یا مصیبت آپکو تو اس سے دگنی پہنچی آپ کے دشمنوں کو" ہم اس سے یہ اندازہ ضرور لگا سکتے ہیں کہ کفار کا نقصان دوچند ضرور ہوا ہوگا یعنی سو ڈیڑھ سو کے قریب کھیت رہے ہوں گے اور زخمی پانچ چھ سو کے قریب ضرور ہوئے ہوں گے تب ہی کفار مقصد حاصل کئے بغیر واپس چلے گئے اگر نقصان اتنا تھوڑا ہوتا تو کفار اس طرح واپس نہ جاتے آخر کب تک حضورؐ پاک احد کی گھاٹی میں رہتے۔ وہاں پر ایک ہزار کفار کو چھوڑ کر باقی لشکر مدینہ میں مسلمانوں کے گھروں کو لوٹنے کی کوشش تو کرتا یا ویسے کوئی لوٹ مار مچاتے، کوئی مویشی پکڑ کر لے جاتے کچھ دن ٹھہر کر شبخون مارتے اور پھر اگر اتنی ہی طاقت ختم نہ ہوتی تو اگلے سال بدر کے مقام پر آکر اپنا وعدہ پورا کرتے لیکن اس کی بجائے قریش مکہ اس نتیجہ پر پہنچے کہ اکیلے وہ مسلمانوں کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے اور اب وہ عرب کی متحدہ کمان سے مسلمانوں پر تیر برسانے کی فکر میں تھے جس کی پیشنگوئی حضرت عباسؓ نے عقبہ ثانی میں کر دی تھی اور اس کا ذکر جنگِ بدر کے تحت ہو چکا

Marfat.com

ہے ۔

قرآن پاک میں جنگ احد کے سلسلہ میں متعدد آیات ہیں اور خاص کر سورۃ عمران میں کافی آیات ہیں۔ واقعات کے علاوہ یہ آیات مسلمانوں کی روحانی تربیت بھی کرتی ہیں اور عقیدہ و ایمان کے سبق بھی دہراتی ہیں۔ اسلامی نظریہ حیات کو مثالوں سے واضح کرتی ہیں ان ساری آیات کا ذکر مضمون کو بہت لمبا کر دے گا۔ اتنا لکھا جاتا ہے کہ قرآن پاک فوجی زبان میں ہے اور فوجی ذہن رکھنے والے قرآن پاک کے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو آسانی سے سمجھ جاتے ہیں۔ جنگ کے بڑے بڑے اصول جو موجودہ فلسفہ جنگ میں روز بروز تبدیل ہوتے رہتے ہیں۔ قرآن پاک میں پکے طور پہ موجود ہیں۔ تدبیرات اور فن کی طرف بھی اشارے ہیں۔ جو واقعات آجکل رونما ہو رہے ہیں۔ ان کے بارے میں کچھ استعارے ہیں اور کچھ اشارے یہ سب البتہ بہت وسیع مضمون ہے اور ان باتوں پہ تجسس کر کے آج بھی ہم اپنی فوجی حکمت عملی اور قومی پالیسی کو انہی راستوں پہ استوار کر سکتے ہیں۔

جنگ کے نتائج اور اسباق

مضمون ہذا میں جنگ کے موٹے موٹے نتائج اور اسباق کا ذکر ساتھ ساتھ کر دیا گیا ہے۔ ایک سبق البتہ بڑا اہم ہے جس کی طرف صرف اشارہ کیا گیا ہے۔ حضور پاک کی شان اور نبی کی طاقتوں کا اندازہ کسی تصور میں نہیں آسکتا اتنی جنگیں ہوئیں حضور پاک

Marfat.com

نے سارے احکام دیئے لیکن خود کسی پر ہاتھ نہ اٹھایا اور اگر ایک آدمی کو نیزہ کے ساتھ خالی چھو دیا تو نتیجہ بیان کر دیا گیا ہے اس لیے بقول آپؐ کے نبی کے مبعوث ہونے کا مقصد زمانے میں تسلسل قائم کرنا ہوتا ہے۔ تسلسل ٹوٹ چکا تھا۔ آپؐ نے دلوں کو جوڑ کر اور امت واحدہ کا تصور دے کر آخری خطبہ میں فرمایا کہ زمانہ اب اپنی اصلی حالت پر آگیا ہے یعنی صراطِ مستقیم کی نشاندہی ہو گئی۔ اسلام کا کارواں صراطِ مستقیم پر رواں دواں ہے۔ اس میں انقلاب کوئی نہیں یہ لفظ ہی غیر اسلامی ہے اس لیئے جو لوگ حضورؐ پاک کی تعلیم کو غیروں کے فلسفہ یا عینک سے پرکھتے ہیں وہ آپؐ کی شان کو نہیں سمجھ سکتے کیونکہ کاروانِ اسلام زمان و مکان پر نہ صرف حاوی ہے بلکہ اس کو احاطہ میں لیے ہوئے ہے تو ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔

" تو اے مولائے یثربؐ آپ میری چارہ سازی کر
مری دانش ہے افرنگی مرا ایمان ہے زناری (اقبالؒ)

یہ بات علامہ اقبالؒ ہمارے لیئے ہی کہہ گئے تھے چنانچہ اس جنگ کے نتائج کے طور پر ہمیں وہ اسباق اپنانے ہیں جو ہمارے آقا حضورؐ پاک سکھلا گئے ہیں ہمیں بھی پاکستان کو اسی طرح ایک مستقر بنانا ہے جس طرح حضورؐ پاک نے مدینہ شریف کو بنایا اور پوری قوم کو اللہ کی فوج۔ دشمن کے بارے میں بالکل باخبر اور ہر وقت جنگ کے لیئے تیار اور ایسی جنگ جو ہماری قومی حکمت عملی کے تحت لڑی جائے اور مقصد سامنے ہو اور اس مقصد کو حاصل کرنے کی پوری تگ و دو کریں۔ دشمنوں کے مقصد

Marfat.com

سے آگاہی اور متحرک طرزِ جنگ کو سمجھنا ضروری ہے۔ اسلامی فلسفہ حیات کی پیروی اور جہاد کو جاری وساری کر دیں۔ ہماری تمام قومی پالیسیاں ہمارے سیاسی فلسفہ کے تابع ہوں اور اسلام کا سیاسی فلسفہ نظام مصطفےٰ ہے جس کو نظام جہاد بھی کہہ سکتے ہیں اس کو جاری وساری کرنے کے لئے البتہ بہت چھان بین اور تجسس کی ضرورت ہے اور یہ کسی ایک آدھ آدمی کا کام نہیں۔

اب ساری جنگ کی کارروائی پر نظر ڈالیں تو کیا مدینہ شریف کے اندر بیٹھ کر اس قسم کی جنگ لڑی جا سکتی تھی؟ پھر ذرا زمین کے چناؤ کو دیکھیں کہ حضورؐ پاک وہاں سے گزرتے گزرتے بھانپ چکے ہوں گے کہ یہ زمین کس کام آ سکتی ہے جن لوگوں کے دل و دماغ لڑائی میں ہوتے ہیں ان کے سامنے زمین کا چپہ چپہ بول اٹھتا ہے کہ وہ کس کام آتا ہے۔ موٹے موٹے جنگ کے نتائج اور اسباق حسب ذیل ہیں۔

ا حضورؐ پاک اپنے مقصد میں کامیاب ہوتے اور کفار کوئی مقصد حاصل نہ کر سکے۔

ب حضورؐ پاک نے حیران کن کارروائی کر کے دشمن کو اپنی مرضی کی زمین پر لڑائی لڑنے پہ مجبور کر دیا۔ لڑائی کا یہ ایک اہم سبق ہے۔

ج حضورؐ پاک نے زمین کا چناؤ ایسا کیا کہ دشمن حیران تھا اور مجبور تھا اور حضورؐ پاک چھپے ہوتے راستے وہاں اچانک پہنچ گئے۔

Marfat.com

د. صف بندی زمین اور حالات کے مطابق نہایت اعلیٰ درجے کی تھی۔ ایک طرف رماۃ کی پہاڑی دفاع کی اہم زمین تھی تو دوسری طرف احد کی گھاٹی بہترین دفاعی پوزیشن تھی۔ ساری صف بندی زمین کے اہم استعمال کو مدنظر رکھتے ہوئے کی گئی۔

ر. رماۃ کی پہاڑی کے تیراندازوں کو جو احکام دیئے گئے وہ دفاع کے قائم رکھنے کی اہم ضرورتیں تھیں اور حضورؐ پاک کی دوررس نظر بھانپ چکی تھی کہ کیا ہو سکتا ہے FORECAST OF OPERATION لیکن ناتجربہ کاری کی وجہ سے تیرانداز غلطی کر گئے۔

س. بڑے کمانڈر کی حکم عدولی یا جنگ اپنی مرضی سے لڑنے میں بڑے نقصانات ہوتے ہیں جنگ میں کوئی جمہوریت نہیں ہوتی نہ تجویز کی سطح پر اور نہ کارروائی کے درمیان۔ یہاں ایک حکم چلتا ہے خواہ وہ کتنا مشکل ہی کیوں نہ ہو۔

ص. پہلے مرحلہ کی کامیابی مسلمانوں کی قوت ارادی۔ جوش اور بہتر جنگی تدبیر کی وجہ سے تھی ورنہ طاقت کے لحاظ سے تو دشمن کے ساتھ توازن بھی قائم نہیں رہ سکتا تھا۔

ض. دوسرے مرحلہ میں ابتری کے دوران بھی مسلمان جو میدانِ جنگ میں ٹھہر گئے وہ اسلامی فلسفۂ حیات اور نظریۂ حیات کی وجہ سے تھا۔

Marfat.com

ط۔ تیسرے مرحلہ میں صف بندی قائم کر لینا۔ دنیا کی جنگوں میں کوئی ایسی مثال نہیں مل سکتی۔ بہترین تدبیر۔ بہترین لیڈرشپ اور بہترین سپاہی ہی ایسا نظارہ دکھا سکتے ہیں۔

ظ۔ دشمن کے میدان جنگ چھوڑنے کے بعد بھی اس کی دیکھ بھال بلکہ پیچھا کرنا جنگ کی ایک اہم ضرورت ہے جو حضورؐ پاک نے پوری کی۔

ع۔ حضورؐ پاک نے اوّل سے لے کر آخر تک اپنی تمام تدبیرات کو اپنی جنگی حکمت عملی جو متحرک جنگ تھی کے تابع رکھا۔

غ۔ جنگ احد کی سب سے بڑی کامیابی یہ ہے کہ اس کے بعد اکیلے اہل قریش کو کبھی ہمت نہ ہوئی کہ مدینہ کی طرف آئیں اور ہمارے لیے حضورؐ پاک اور ان کے صحابہ کے ہر عمل میں سبق ہی سبق ہیں۔

یارب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

اقبالؒ

Marfat.com

Marfat.com

تیسرا باب

جنگِ خندق

Marfat.com

Marfat.com

تیسرا باب

حق و باطل کا تیسرا بڑا معرکہ

جنگِ خندق

(ابن اسحق کے رو سے شوال میں اور ابن سعد کی رو سے ذی قعدہ میں پیش آیا)

ابتدائیہ

حق و باطل کا تیسرا بڑا معرکہ جس کو جنگِ خندق یا جنگِ احزاب بھی کہتے ہیں شوال ۵ ہجری میں پیش آیا۔ خندق کا نام اس گہری کھدائی کی وجہ سے ہے جس کے ذریعے مسلمانوں نے مدینہ شریف کو ایک فوجی قلعہ میں تبدیل کر دیا۔ اور احزاب کا نام قرآن پاک کی سورۃ احزاب میں جو تمام گروہوں کا ذکر ہے اور وہ مدینہ پر حملہ آور ہوئے تو اکثر مورخین نے اس جنگ کو اس نام سے پکارا ہے جنگِ احد اور جنگِ خندق کے درمیان دو سال کا وقفہ ہے۔ جنگِ احد کے وقت حضورؐ پاک کے مجاہدین کی تعداد تقریباً سات سو تھی لیکن جنگِ خندق کے وقت تقریباً تین ہزار مجاہدین اسلام کے جھنڈے تلے اپنی جان عزیز اللہ کو پیش کرنے پر تیار تھے۔ کفار کے لشکر میں بہت سارے گروہ تھے اور پھر گروہوں کے اندر گروہ تھے جن میں قریش۔ یہودی اور قبیلہ غطفان تین بڑے گروہ تھے کل تعداد کے

Marfat.com

بارے میں اختلاف ہے جو اوسطاً دس سے پندرہ ہزار مانی جاسکتی ہے۔ بعض مورخین نے چوبیس ہزار بھی بتائی ہے۔

جنگ احد کے بعد دو سالوں میں حضورؐ پاک نے اپنی فوج کی تعداد کیسے بڑھائی اور کیا کیا فوجی کارروائیاں کیں یا وہ کیا حالات تھے جنہوں نے عرب کے گروہوں کو متحد کر دیا اور عرب کی متحدہ کمانڈ، باطل کے جھنڈے تلے، حق کو مٹانے کے لیے جمع ہو گئی (نعوذ باللہ) لیکن باطل جب بھی حق کے ساتھ ٹکرایا ہمیشہ پاش پاش ہوا۔ یہ ایک ایسی بات ہے جس پر اللہ تعالیٰ نے کوئی پردہ نہیں ڈالا۔ شرط یہ ہے کہ حق والے متحد ہوں اور لڑائی اللہ کی خوشنودی کے لئے لڑ رہے ہوں۔ لیکن اگر خود قوم میں پھوٹ پڑی ہوئی ہو تو وہی ہو گا جو ہمارے ساتھ ۱۹۷۱ء میں ہوا۔ وہی دشمن جو چھ سال پہلے ہمارے دروازے کھٹکھٹا کر واپس چلا گیا ۱۹۷۱ء میں ہمیں دولخت کر گیا۔

چنانچہ جنگ احزاب میں بے پناہ طاقت کے ساتھ دشمن آکر حق سے ٹکرایا پھر ایسا پاش پاش ہوا کہ اس کے بعد وہ مدینہ کا رُخ نہ کر سکا۔ بلکہ اب پہل کاری مسلمانوں کے ہاتھ میں آچکی تھی اور چھٹی ہجری سے مسلمان مدینہ شریف سے باہر نکل کر اسلام کی روشنی کو عرب کے صحراؤں اور وادیوں میں پھیلا رہے تھے۔ ان کے ایک ہاتھ میں قرآن تھا اور دوسرے میں تلوار تھی۔ افسوس کہ جب غیروں نے ہمارے اس فلسفہ کو سمجھا کہ باطل کو مٹانے والے نہتے نہیں ہو سکتے تھے اور اس کا

Marfat.com

ذکر سمجھ بوجھ سے کیا یا سازش کے طور پر کیا، تو ہمارے اہلِ قلم حضرات اس سازش کو نہ سمجھ سکے انہوں نے اسلام کے پھیلنے کی اور باتوں پر زور دینا شروع کر دیا اور کہا اسلام تو امن کا دین ہے سلامتی کا دین ہے۔ تلوار بالکل استعمال نہیں کرتا تو قوم نے پہلے تلوار کو میان میں ڈالا اور پھر اتار کر رکھ دیا اور یہ تلوار زنگ آلود ہو گئی اور ہم نے دو سو سالوں کے لئے غلامی کا طوق اپنے گلے میں پہن لیا۔ اب بھی ہماری تلوار زنگ آلود ہے اور اس "تلوار" کے لیے غیروں کے آگے ہاتھ پھیلا رہے ہیں جو ہم کو اہلِ "تلوار" کا طعنہ دیتے تھے انہوں نے تلواروں سے اپنے گھر بھر لیے چنانچہ علامہ اقبالؒ اس سلسلہ میں یہ فرماتے ہیں:

باطل کے فال و فر کی حفاظت کے واسطے
یورپ زرہ میں ڈوب گیا دوش تا کمر
ہم پوچھتے ہیں شیخ کلیسا نواز سے
مشرق میں جنگ شر ہے تو مغرب میں بھی ہے شر

جنگ احد اور جنگ خندق کا درمیانی وقفہ

ہمارے آقا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے البتہ یہ دو سال ضائع نہ کیے آپ ﷺ نے پہلے ہی جنگ سے واپسی کے بعد فرمایا کہ ہم جہاد اصغر سے جہاد اکبر کی طرف جا رہے ہیں۔ صحابہؓ نے عرض کیا یارسول اللہ کیا مدینہ پر کوئی اور دشمن آگیا ہے آپ نے فرمایا نہیں۔ صحابہؓ نے عرض کی اے اللہ کے حبیب کیا راستہ پر کوئی بڑا دشمن ہے

آپ نے فرمایا نہیں۔ جنگ جہاد اصغر ہے اور امن کے زمانے میں جنگ کی تیاری جہاد اکبر ہے۔ بات تو واضح تھی کہ جہاد جاری و ساری ہے اور پوری قوم اُس میں اس طرح حصہ لیتی ہے کہ وہ ایک طرزِ زندگی بن جاتا ہے، کیونکہ حضورؐ پاک نے یہ بھی فرمایا کہ مومن وہ ہے جو جہاد میں مصروف رہتا ہے اگر جہاد میں مصروف نہیں ہے تو جہاد کی تیاری میں مصروف ہے اور وہ بھی نہیں تو سوچتا ہے کہ ان دو کاموں میں کس طرح شریک ہو سکتا ہے۔ اب ہمارے بعض علماء بات کی تہ تک نہ پہنچ سکے انہوں نے جہادِ اکبر کو جہاد بالنفس کے معنی پہنا دیئے۔ اب بات بڑی سیدھی تھی کہ جہاد اکبر کی بنیاد جہاد بالنفس INDIVIDVAL TRAINING پر رکھی جاتی ہے اس لیے حضورؐ پاک نے مدینہ میں آرام کے دنوں میں مسلمان کی اس تربیت پر دھیان دیا جس میں ایمان عقیدہ نماز روزہ نے بنیادی تربیت کا کام کیا اور فنِ سپاہ گری کی تربیت کے لئے کھیلوں، کشتیوں، نیزہ بازی تلوار زنی اور گھوڑ دوڑ کے مقابلوں کا بندوبست کیا۔ مسجد کا محراب لفظ حرب سے ہے۔ وہاں پر ہتھیار موجود ہوتے تھے۔ مسلمان خود بخود مشقیں کرتے تھے۔ جماعت بندی، اطاعتِ امیر، کوُچ، حفاظت، دفاع، گھات، حملوں اور اس قسم کی سکھلائیاں گشتی دستوں اور دیکھ بھال والے دستوں کے ذریعے سے دی جارہی تھیں اور خود حضورؐ پاک بھی کئی دفعہ ساتھ جاتے تھے۔ تب ہی مسلمانوں کا بچّہ بچہ سپاہی بن گیا تھا اور عورتیں بھی بعض کاموں میں شریک ہوتی تھیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے

Marfat.com

مسلمانوں کو قرآن پاک میں حزب اللہ یعنی اللہ کی فوج کے پیارے نام سے یاد کیا ہے یہی جہاد بالنفس ہے جو مسلمان کو اس قابل بناتا ہے کہ وہ اس فوج کا حصہ بنتے ہوئے با ضبط اور ہر سطح پر ایک امیر کے تحت کام کرے۔ افسوسناک بات یہ ہے کہ آجکل ہم جہاد بالنفس کے معنی اچھا انسان وغیرہ اور عجب آزاد مرد تھا کہتے ہیں۔ اسلام کسی ایسی آزادی کا تصور پیش نہیں کرتا۔ اسلام میں بندہ اللہ کا محکوم ہے اور شیطان البتہ آزاد ہے۔

مدینہ شریف میں یہ دو سال ایک طرف رابطے ضابطے والے جہاد بالنفس کی تربیت تھی تو دوسری طرف تبلیغ کا کام بھی شروع رہا۔ گشتی دستوں کا سلسلہ بھی جاری و ساری تھا۔ اب مدینہ سے دور دور سے قبائل آ کر اسلام میں شامل ہو رہے تھے اور مجاہدین کی نفری میں خوب اضافہ ہو رہا تھا۔ البتہ کچھ ناخوشگوار واقعات بھی پیش آئے سب سے پہلے محرم ۴ ہجری میں خالد بن سفیان جو قبیلہ لحیان کا تھا، نے مدینہ پر حملہ کرنے کا قصد کیا۔ حضورؐ پاک نے ایک دستہ عبداللہؓ بن انیس کی کمانڈ میں اس کی سرکوبی کے لیے بھیجا اور اُنہوں نے اس کو موقع پا کر قتل کر دیا۔ صفر چار ہجری میں ستر صحابہ کبار جو بیر معونہ کی طرف قبیلہ کلاب کو اسلام کی دعوت دینے گئے۔ اُن کے ساتھ بڑا دھوکا ہُوا۔ اور ایک صاحب کو چھوڑ کر سب کو شہید کر دیا گیا اسی طرح قبیلہ عضل اور قارہ کی طرف جو دس صحابہؓ بھیجے گئے ان کے ساتھ تو دھوکے کی حد ہی ہو گئی۔ کچھ کو شہید کیا بلکہ دو کو تو اہل قریش کے ہاتھ بیچ دیا اور اہل قریش

Marfat.com

نے ان کو اپنے آدمیوں کے عوض جو احد اور بدر میں مارے گئے تھے بر سرِ عام پھانسی پر چڑھایا۔ یہ بڑے افسوسناک واقعات تھے اور دشمنی کی بجائے کمینگی زیادہ تھی لیکن جس طرح ان متعدد صحابہؓ نے اپنی جان عزیز اللہ کے ہاں پیش کی اور جو وفاداری ان سب نے حضورؐ پاک کے نام کی لاج کے لیے دکھلائی وہ از خود بہت بڑی کہانی ہے بس اس کا یہ اثر ضرور ہوا کہ اُن کی اس ثابت قدمی اور ایمان کو دیکھ کر ان قبیلوں اور قریش کے کئی لوگ مسلمان ہو گئے ان واقعات کی تفصیل ضمیمہ میں دی گئی ہے

یہودی آبادی

مدینہ شریف میں البتہ حضورؐ پاک اور ان کے رفقاء کے لیے یہودی آبادی ایک ایسا مسئلہ تھا جس کو سلجھائے بغیر مدینہ کو اسلام کا فوجی مستقر نہیں بنایا جا سکتا تھا۔ مدینہ میں تشریف آوری کے بعد آپ نے یہودیوں کے تینوں قبائل قینقاع، نضیر اور قریظہ کے ساتھ ایک معاہدہ کیا کہ اُن لوگوں کو مذہبی آزادی ہو گی اور مسلمان اور یہودی ایک دوسرے کے خلاف کسی طرح کی کوئی ذہنی یا عملی کارروائی نہ کریں گے لیکن یہودی کبھی بھی باز نہ آئے اور وہ ہر شرارت اور ہر سازش میں شریک ہوتے تھے۔ حضورؐ کے لیے فوجی لحاظ سے یہ ٹھیک نہ تھا کہ تینوں قبائل کا قلع قمع ایک ہی موقع پر کرتے اس لیے آپؐ بھی موقع کی تلاش میں رہتے تھے۔ علاوہ انصار کے دونوں بڑے قبائل اوس اور خزرج کے یہودی قبائل کے ساتھ کچھ روایتی تعلقات بھی تھے آپؐ نے ان تعلقات

Marfat.com

کو بھی حکمتِ عملی کے طور پر استعمال کیا۔

جنگِ بدر کے بعد مسلمانوں کی بڑھتی ہوئی طاقت نے یہودیوں کے سب سے بڑے قبیلہ قینقاع کو بہت متاثر کیا کہ مسلمان تو طاقت بننے والے ہیں اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ شروع کر دی حضورؐ پاک نے اُن کو کافی سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ جب نہ مانے تو آپؐ نے بڑھ کر اُن کے قلعہ کا محاصرہ کر لیا۔ جو پندرہ دن تک رہا۔ بعد میں عبداللہ بن ابی کے ذریعے ایک سمجھوتہ ہوا جس کے ذریعے اس قبیلہ کے سات سو اشخاص کو ملک شام میں جلا وطن ہونا پڑا۔ یہ واقعہ شوال ۲ھ ہجری کا ہے۔

جنگِ احد کے بعد یہودی پھر کچھ تیز ہوئے کہ اس جنگ میں مسلمانوں کا جانی نقصان کافی ہوا تھا۔ قریش نے یہودیوں کو خط بھی لکھے اور کعب بن اشرف جو یہودی قبیلہ بنو نضیر کا حلیف تھا اس سے مسلمان اتنے تنگ آ چکے تھے کہ اس کو قتل بھی کرنا پڑا۔ بہرحال بنو نضیر نے اب حضورؐ پاک کو دھوکے سے شہید کرنے کی سازش کی اور بغاوت پر تل گئے۔ حضورؐ پاک نے دونوں یہودی قبائل کو معاہدہ کی تجدید کے بارے میں کہلا بھیجا۔ بنی قریظہ نے تجدید کر دی لیکن بنو نضیر نہ مانے۔ سازش طول پکڑ رہی تھی اور ڈر تھا کہ بنو قریظہ اور عبداللہ بن ابی بھی حضورؐ کے خلاف ہو جائیں گے اس لیے آپ نے بنو نضیر کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا۔ پندرہ دن کے محاصرہ کے بعد بنو نضیر اس بات پر راضی ہو گئے کہ وہ بھی بنو قینقاع کی طرح وطن بدر ہونے کو تیار ہیں بشرطیکہ ان کو

Marfat.com

اپنا سارا سامان ساتھ لے جانے کی اجازت دے دیں۔ حضورؐ پاک یہ گندے انڈے باہر پھینکنے پر راضی ہو گئے۔ اور ان لوگوں نے جا کر خیبر کے قلعوں میں رہائش اختیار کر لی۔ اب یہودیوں کا صرف ایک قبیلہ بنو قریظہ مدینہ کے نواح میں رہ گیا تھا۔

البتہ اہلِ اسلام کے خلاف سازش زور پکڑ رہی تھی۔ یہود اور قریش نے جگہ جگہ آگ لگا دی اور کئی قبائل نے مدینہ شریف پر حملہ کی تیاریاں شروع کر دیں سب سے پہلے قبیلہ اغار اور ثعلبہ نے ایسا ارادہ کیا۔ حضورؐ پاک چار سو صحابہ کو لے کر نکلے اور ذات الرقاع تک تشریف لے گئے یہ واقعہ محرم ۵ ہجری کا ہے۔ ربیع الاول ۵ ہجری میں خبر آئی کہ دومۃ الجندل میں کفار کی ایک عظیم الشان فوج جمع ہو رہی ہے حضورؐ پاک ایک ہزار کی فوج لے کر مدینہ سے نکلے ان کو پتہ چلا تو وہ بھاگ گئے شعبان ۵ ہجری میں آپ قبیلہ خزاعہ کی سرکوبی کے لیے تشریف لے گئے۔ یہ قبیلہ مدینہ سے نو منزل پر آباد تھا اور مدینہ پر کوئی شبخون مارنے کی تیاریاں کر رہا تھا۔ اس لڑائی میں آپ کو کافی مالِ غنیمت بھی ملا۔ لیکن آپ کے لشکر میں کچھ منافقین بھی شامل ہو گئے تھے جنہوں نے انصار اور مہاجروں میں تفرقہ ڈالنے کی کوشش کی حضورؐ کو بروقت اطلاع ہو گئی اور معاملات کو ٹھنڈا کر دیا۔

یہ تھے وہ حالات جن سے مسلمان دو چار رہے اور دو چار تھے۔ وہ جب شوال ۵ ہجری میں عرب کی متحدہ کمانڈ باطل کے جھنڈے تلے مدینہ کو تہس نہس کرنے کے لئے تیاریوں میں مصروف تھی ان میں بڑے تین گروہ یہودی (خیبر کے یہودی اور بنو نضیر

دونوں) اہل مکہ یعنی قریش اور قبیلہ غطفان تھے۔ بنو سعد یہودیوں کے مددگار کے طور پر بنو سلیم قریش کے حلیف کے طور پر اور بنو اسد قبیلہ غطفان کے مددگار ہو کر باطل کی اس متحدہ کمانڈ میں شریک تھے۔

طرفین کی تیاری

مسلمان اس سازش سے باخبر تھے اور حملے کا متوقع وقت شوال کا مہینہ تھا زیادہ دیر کفار کے حق میں بھی نہیں جاتی تھی کہ پھر حج کا موسم آنے والا تھا۔ اس کے بعد محرم کا مہینہ تھا جس میں عرب جنگ نہ کرتے تھے اور زیادہ دیر کرنے سے مسلمانوں کی طاقت میں اضافہ ہو رہا تھا چنانچہ روایت ہے کہ حضورؐ پاک نے چیدہ چیدہ صحابہؓ کی مشاورت طلب کی اور اپنے طریق کار پر غور کیا۔ سب مؤرخین اس پر متفق ہیں کہ حضرت سلمانؓ فارسی نے شہر کے گرد خندق کھودنے کی صلاح دی یہ بات سر آنکھوں پر ہمارے آقاؐ کا یہ طرۂ امتیاز تھا کہ صحابہ کرام رضوان اللہ کو وہ نوازتے رہتے تھے اور صدقِ سلمانی کو بھی آج کے دن یہ شرف ملا۔ لیکن دنیا کے سپہ سالار اعظمؐ کے کچھ اپنے تجزیئے بھی ہوں گے جن کی وجہ سے رائے کو قبول فرمایا۔ پھر وہ فوجی ذہن جو پچھلے پانچ سال سے حضورؐ پاک کی متحرک طریقہ جنگ کے نتائج کو ارفع و اعلیٰ تسلیم کر چکا ہے یہاں آ کر ضرور حیران ہو گا کہ حضورؐ پاک جن کی طاقت کافی بڑھ چکی تھی وہ اس سست قسم کی بیٹھی جنگ پر کس طرح تیار ہو گئے؟

Marfat.com

خندق یا دفاعی لائن

یہ طریقہ کار جو آپؐ نے اپنایا کوئی قلعہ بند قسم کی جنگ بھی نہ تھی کیونکہ قلعہ بند جنگ کا رواج تو عام تھا اور یہودی بھی قلعوں میں رہ کر حضورؐ کے محاصرے میں آچکے تھے اور پھر قلعہ بند جنگ۔ تو پندرھویں صدی تک اپنائی جاتی رہی ۱۴۵۳ء میں محمدؐ ثانی کے قسطنطنیہ (استنبول) کے فتح کے وقت جو بے پناہ بارود کا استعمال ہوا تو اُس کے بعد قلعہ بند جنگ ختم ہوئی۔ حضرت سلمان فارسیؓ نے جس خندق کا ذکر فرمایا تھا وہ خندقیں قلعوں کے باہر کھودی جاتی تھیں اور دشمن کے حملہ کے وقت پہلے دشمن کو ان خندقوں اور رکاوٹوں کے ذریعے قلعہ یا شہر کی دیوار سے باہر رکھا جاتا تھا اور جب دشمن کا زور بہت زیادہ بڑھ جاتا تھا تو لوگ قلعہ یا شہر کی دیواروں میں پناہ لے لیتے تھے۔ ہر پرانے شہر کے گرد اس قسم کی فصیل ہوتی تھی اور ایسی فصیلوں کے کچھ حصے ہمارے پرانے شہروں لاہور، پشاور بلکہ چھوٹے شہروں جو دریا کے کنارے تھے مثلاً خوشاب یا شاہ پور وغیرہ میں اب بھی موجود ہیں لیکن مدینہ کے گرد تو کوئی ایسی فصیل نہ تھی کہ اس کے آگے خندق کھودی جاتی۔ لیکن اگر خندق کے کھنڈرات کو غور سے دیکھا جائے تو ایک فوجی ذہن کے سامنے کچھ اور راز عیاں ہوتے ہیں دراصل خندق کھود کر حضورؐ پاک نے جنگ کے طریقوں میں ایک اور طرز کا اضافہ کیا جس کو فوجی زبان میں دفاعی لائن کہتے ہیں اور آج کل بھی ہر فوج ایک دفاعی لائن کو چن کر اس

Marfat.com

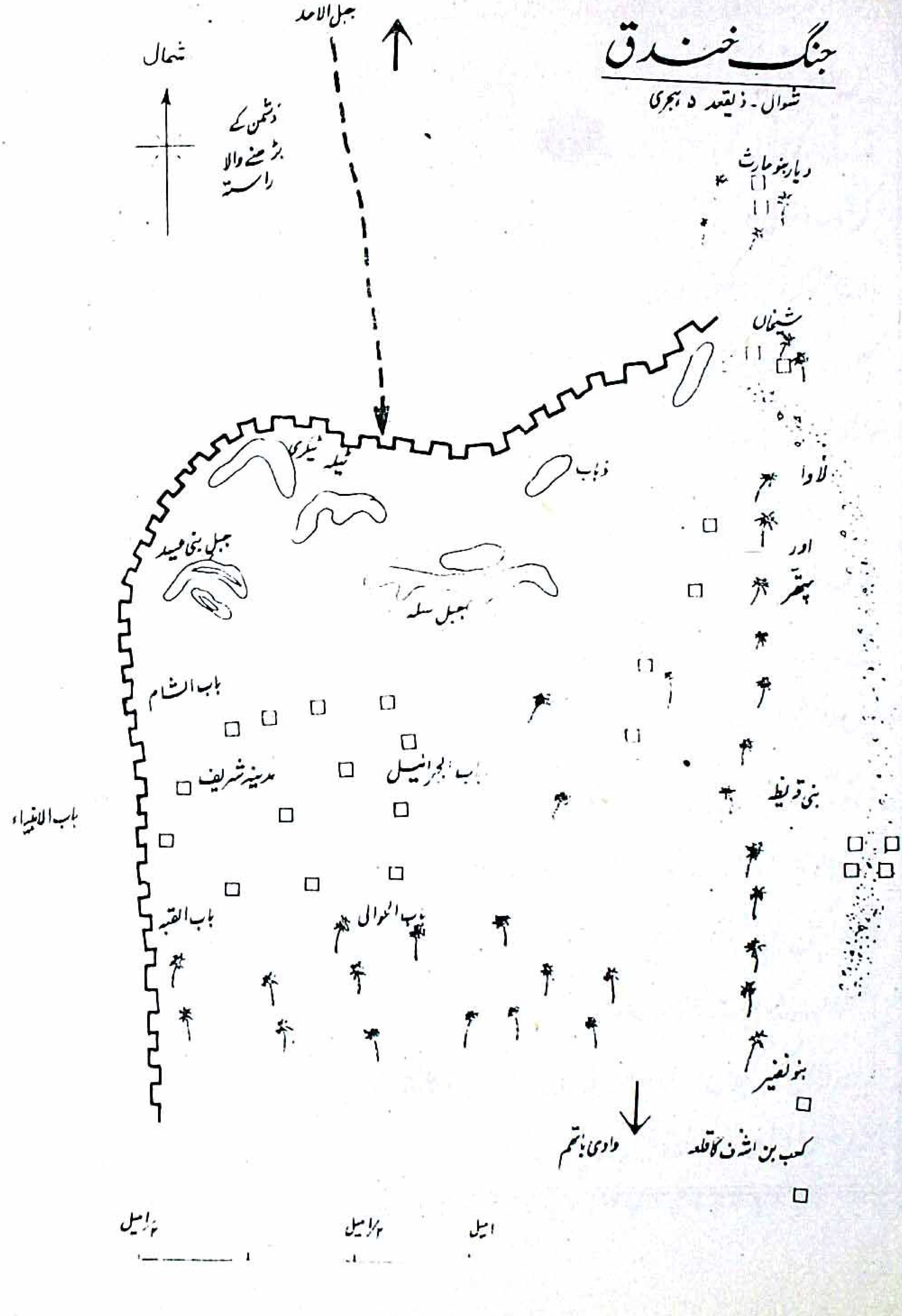
جنگ خندق
شوال - ذیقعدہ ۵ ہجری
جبل الاحد
شمال
دشمن کے
بڑھنے والا
راستہ
دیار بنو حارث
شیخاں
لاوا
اور
پتھر
ذباب
جبل بنی عبید
جبل سلع
باب الشام
مدینہ شریف
باب جبرائیل
باب القبہ
بنی قریظہ
بنو نضیر
کعب بن اشرف کا قلعہ
وادی بطحان

Marfat.com

Marfat.com

پر مورچہ بند ہوتی ہے۔ یہ مورچے زیادہ وقت ملنے پر بہت بہتر قسم کے بھی ہو سکتے ہیں اور معمولی کھدائی کے بھی، پھر ان مورچوں کے آگے مائن لگا کر یا تار وغیرہ لگا کر اور قدرتی رکاوٹوں کو استعمال کر کے یا دونوں قسم کی یعنی قدرتی اور بناوٹی رکاوٹوں کو ملا کر ایک دفاعی لائن ترتیب دی جاتی ہے دوسری جنگ عظیم کی فرانس کی میجنٹ لائن اور جرمنوں کی سیکفرڈ لائن اسی قسم کی بڑی مضبوط قسم کی دفاعی لائینیں تھیں ویسے چھوٹے لیول پر ایک دریا یا نہر کو بھی وقتی طور پر ایک دفاعی لائن کے طور پر استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ لاہور کی بی آر بی کو ۱۹۶۵ء میں کیا گیا۔

بہر حال ہر ایسی دفاعی لائن پر پوزیشن لینا جنگ کی کوئی فیصلہ کن کارروائی نہیں مانی جاتی، بلکہ یہ ایک وقتی کارروائی ہی ہوتی ہے کہ اس طرح آپ دشمن کو کچھ عرصہ کے لیے روک سکتے ہیں اور یاد رکھیں کہ یہ "کچھ عرصہ" بڑا اہم فوجی نکتہ ہے۔ جس صاحب نے اپنی دفاعی لائن کو اس نکتہ کو سمجھے بغیر اپنایا، وہ گھاٹے میں رہا۔ موٹے لفظوں میں یہ بات ذہن نشین ہونی چاہیے کہ ایسی دفاعی لائن پر پوزیشن لینا ایک بڑی فوجی تجویز کا حصہ ہونا چاہیے کہ بعد میں کیا کریں گے۔ جب تک یہ بات ذہن میں ہو سب ٹھیک ہے لیکن اگر ایسی لائن پر انحصار شروع کر دیا کہ ہمیں یہ بچا لے گی تو یہ جنگ کے اصولوں کے بہت خلاف ہے۔ پھر ہمارے آقا نے جو دنیا کے سپہ سالار اعظم تھے ایسے لائن کو کیوں اپنایا یہ معاملہ ایک مکمل فوجی تجزیہ سے ہی حاصل ہو سکتا ہے۔

حدودِ اربعہ خندق کے پورے حدود اربعہ کے مطالعے کے بعد ظاہر ہوتا

Marfat.com

ہے کہ یہ دفاعی لائن اور باقی ملی جلی رکاوٹیں آپس میں کچھ اس طرح شیروشکر کی گئیں کہ اس ساری SITTING یعنی تجویز کو دیکھ کر انسان یک لخت سمجھ جاتا ہے کہ یہ کام دنیا کی کسی عظیم ہستی کی دوررس سوچ کا نتیجہ ہے. خندق کھودنے کا مقصد صرف بچاؤ نہیں تھا بلکہ مدینہ منورہ کو ایک ایسے دفاعی پوزیشن میں تبدیل کرنے کی ضرورت تھی. جہاں پر سے دشمن پر کڑی نگاہ رکھی جاسکے. دیکھ بھال ہو سکے. اپنی فوجیں جگہ جگہ پر دیکھ بھال والے پوسٹ اور ریکیٹیں بنا سکیں اپنے دستوں کو تعین کرنے میں آسانی ہو اور ریزرو دستے ایسے مقامات پر ہوں کہ وقت ضرورت وہ کسی طرف بھی حرکت کر سکیں. دیکھ بھال کے لئے کچھ دستے ضرور استعمال کئے گئے لیکن طاقت کو اتنا بھی نہ پھیلایا گیا کہ وہ زیادہ منتشر ہو اور بوقت ضرورت دشمن کے کسی ایک جگہ پر بڑے حملہ کا مقابلہ نہ کیا جاسکے.

خندق کا حدود اربعہ نقشے[1] سے مطالعہ کریں تو ظاہر ہوگا کہ خندق صرف شہر کے شمال کی طرف اور مشرق کی طرف کھودی گئی مغرب میں شیخاں کی پہاڑی سے لے کر بنو قریظہ کے علاقے تک جو جگہ ہے وہاں سے لاوا نکلتا ہے اور بڑے بڑے پتھر پڑے ہیں ساتھ ہی کچھ کھجور کے درخت اندرونی علاقے میں ہیں جنوب اور جنوب مغرب میں جہاں پہلے بنو نضیر رہتے تھے وہاں پر کھجوروں کے باغ ہیں ان بیانات سے ظاہر ہوتا ہے کہ جنوب اور مغرب سے کسی بڑی تعداد کی نفری حملہ نہ کر سکتی تھی گو یہ ظاہر ہے کہ حضورؐ پاک نے اس علاقے میں دیکھ بھال کے لیے دستے

[1] نقشہ جنگ خندق

Marfat.com

یا مجبر ضرور متعین کئے ہونگے. شمال کی طرف خندق تیخاں کی پہاڑی سے لے کر جبل بنی عبید تک تھی. اس پہاڑی کے آگے جو دو چھوٹے چھوٹے ٹیلے اور ٹیکریاں ہیں. وہ بھی خندق کے پیچھے چھوڑ دیتے گئے اور درمیان میں ذباب کی پہاڑی سے بھی خندق آگے رکھی گئی. خندق کے درمیانی علاقے سے تھوڑا دور جنوب کی طرف اور ذباب کی پہاڑی سے پیچھے سلہ کی بڑی پہاڑی ہے اس کا رُخ شمال اور جنوب دونوں طرف ہے لیکن اس کے کئی بازو ہیں اور فوجی لحاظ سے یہ بڑی اہم جگہ ہے جہاں کمانڈ پوسٹ یا ہیڈ کوارٹر بنایا جاسکتا ہے.

جبل بنی عبید کے سامنے ایک ٹیلہ کے پاس سے خندق جنوب کی طرف مڑتی ہے اور پھر جبل بنی عبید کے مشرق میں اس کے بالکل پاس سے گزرتی ہے. دفاعی لحاظ سے یہ بہت موزوں مقام ہے. خندق کے اندرونی علاقہ سے بہت تھوڑی نفری یہاں کی دیکھ بھال کر سکتی ہے لیکن دشمن کو بہت پھیلاؤ کرنا پڑتا ہے. یہاں سے اپنے دستے آسانی سے باہر نکل کر خندق کے کسی حصہ پر حملہ آور دشمنوں کے بازو پر یا اس کے پیچھے سے آکر حملہ کر سکتے تھے. مشرق کے علاقے کی خندق کے کچھ حصے کے لیے سلہ کی پہاڑی بھی اہم ہے اور اس کے کچھ بازو جبل بنی عبید کے مغرب تک پھیلے ہوئے ہیں. مشرقی حصے کی باقی خندق مدینہ شہر کے جنوب مشرق تک تھی لیکن اب اس کو ڈھونڈنا مشکل ہے.

اب خندق کا دفاعی لائن کی حیثیت سے مطالعہ کریں تو آدمی حیران ہو جاتا ہے کہ اس زمانے میں اتنا اعلیٰ دفاع اپنایا گیا. ہر جگہ جگہ اونچی جگہیں

Marfat.com

تھیں جہاں پر دیکھ بھال والے دستے رہ سکتے تھے اور کچھ مقامات اوپی یا پکٹ کے طور پر استعمال کیے جا سکتے تھے۔ چھوٹے چھوٹے ہیڈ کوارٹر بھی جگہ جگہ بنائے جا سکتے تھے حملے کا زیادہ خطرہ شمال یا شمال مشرق سے تھا اور خندق کے پیچھے ان چھوٹے چھوٹے پہاڑوں کے سلسلوں کے بہت زیادہ بازو تھے اگر دشمن کسی جگہ سے خندق پار بھی کر لیتا تو ٹیلوں کے یہ بازو ایک دوسری دفاعی لائن تھے۔ بازو یا SPUR دفاع میں ایک خاص اور اہم چیز ہے اگر کسی سیدھی دفاعی لائن میں جو ذرا اونچائی پر ہو اور اس کا کوئی بازو خواہ دشمن کی طرف نکلا ہوا ہو۔ خواہ اپنی طرف ہو تو وہ فوجی لحاظ سے بہت اہم ہوتا ہے۔ اس کی فوجی نوعیت کا اندازہ وقت ضرورت یا خاص کر جنگ میں اور زیادہ عیاں ہوتا ہے اور خاص کر اگر کسی نہر کے اُوپر پوزیشن ہو تو ایسے بازو بڑے کار آمد اور ضروری ہوتے ہیں۔ ورنہ نہر کے تنگ علاقے میں پوزیشن محدود ہو کر رہ جاتا ہے اس لیے اگر بازو نہ ہو تو بناوٹی بازو بنائے جائیں۔ تو بات اُن بازوؤں کی ہو رہی تھی جو مدینہ کی دفاعی لائن میں اہم کردار ادا کرنے والے تھے۔ حضورؐ پاک نے ہر مقام کی افادیت کا کیا کیا فائدہ اٹھایا اس سلسلہ میں مورخ حضرات خاموش ہیں۔ چند اشارے ہیں اور باقی باتیں تجزیہ کر کے ہم ممکنات کے طور پر بحث میں لا سکتے ہیں۔

خندق کی تجاویز کی افادیت

لیکن ابھی تو ہم نے یہ تجزیہ بھی کرنا ہے کہ حضورؐ پاک نے اپنی متحرک جنگ کی حکمت عملی کو

Marfat.com

اور حیران کن کارروائیوں کو ایک "ساکن" جنگ میں کیوں تبدیل کر دیا۔ جنگ کی حکمتِ عملیوں اور تدبیرات میں کبھی کوئی نقطہ، نقطۂ آخر نہیں ہوتا۔ مشہور ہے کہ دشمن کے ارادوں کے ممکنات کے طور پر اگر آپ نو یا دس تجاویز تصور کریں تو دشمن ایک گیارہویں تجویز اپنائے گا جو آپ نے کبھی بھی نہ سوچی ہو گی۔ تو ان تجاویز کو ان سوچوں کے تحت پرکھا ہوگا۔ ہم کہہ چکے ہیں کہ ساکن دفاع میں کئی نقص ہوتے ہیں اس لیے حضورؐ پاک نے احد کے وقت نہ اپنایا۔ کیونکہ اس طرح فیصلہ جلدی نہیں ہوتا اور دفاع کرنے والے کے ہاتھ میں پہل کاری نہیں ہوتی اس لیے وہ فیصلہ پر کوئی اثر نہیں ڈال سکتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جنگ کتنا طول پکڑے گی۔ ایک معاملہ بالکل ظاہر تھا۔ شوال کے وسط سے پہلے دشمن کا مدینہ پہنچنا مشکل تھا اور ذی قعد کے درمیان تک قریش کو واپس مکہ ضرور پہنچ جانا چاہیئے تھا کہ حج کا موسم اور وقت آنے والا تھا ان لوگوں کو سارے سال کا گزارہ اس کمائی پر کرنا ہوتا تھا جو وہ حج کے موسم میں کما سکتے تھے۔ قریش کو تو یہ خیال ہوگا کہ لاؤ لشکر اور عرب کی متحدہ کمان اس دفعہ احد یا بدر کی قسم کی کوئی لڑائی زیادہ سے زیادہ ایک آدھ دن لڑ کر اور مسلمانوں کو شکست دے کر شوال کے آخری ہفتہ یا ذی قعد کے پہلے ہفتہ واپس مکہ پہنچ جائیں گے اب حضورؐ پاک کو کچھ ایسا کرنا چاہیئے تھا جس کی دشمن کو امید نہ ہو تو خندق کھود کر حضورؐ پاک نے نہ صرف حیران کن کارروائی والی بات کو قائم رکھا بلکہ اہل قریش تو ضرور بوکھلا گئے ہوں گے بلکہ باقی عرب قبائل بھی کیونکہ حج کے موقع پر سب لوگ کمائی کرتے تھے یا مذہبی فریضہ ادا کرتے تھے اس لیے کوئی قبیلہ بھی حج کے موقع پر جنگ

Marfat.com

میں شریک نہ ہوتا تھا۔

پھر ساکن دفاع میں یہ نقص ضرور ہے کہ وہ "کچھ عرصہ" کے لیے ٹھہر سکتا ہے تو یہ عرصہ بھی حضورؐ کو معلوم تھا اس لیے خندق کی کھدائی اور دفاع کا طرز اور رسد و رسان کا بندوبست الیا ضرور کیا ہوگا کہ کم از کم ایک دو ماہ محاصرہ کی حالت میں گزار دیں لیکن اگر نقشہ کو غور سے دیکھا جائے تو یہ کوئی محاصرہ کی شکل بھی نہ تھی۔ حضورؐ پاک کے آدمی کسی وقت باہر جا سکتے تھے اور مسلمانوں کی مرضی کے آدمی کسی وقت باہر سے اندر آ سکتے تھے۔ دشمن کے لیے یہ ناممکن تھا کہ اس پورے گول چکر کے پھیلاؤ کو باہر سے کوئی ناکہ بندی کر سکتا پھر پھیلاؤ اتنا تھا کہ حضورؐ کے لشکر کو اتنا ساکن رہنے کی بھی ضرورت نہ تھی وہ ضرورت کے مطابق کسی جگہ اکٹھے ہو سکتے تھے اور ان کا کوئی گروہ اپنی مرضی کے وقت اپنی مرضی کی جگہ سے باہر نکل کر دشمن کے کسی گروہ پہ شبخون مار سکتا تھا۔ یہ سب باتیں اپنی جگہ پر ضرور سوچی گئی ہوں گی لیکن اصل بات مقصد کی ہوتی ہے کہ حضورؐ پاک کے سامنے مقصد کیا تھا اور وہ مقصد یہ تھا کہ دشمن بے نیل و مرام واپس لوٹ جائے اب دشمن زیادہ نقصان کرا کے واپس جاتا ہے تو یہ ایک انعام یا بونس ہے اور اگر دشمن کا نقصان کم ہوتا ہے تو انعام ذرا کم رہا۔ لیکن اصلی بات دشمن کی بے نیل و مرام واپسی ہے یعنی وہ اپنے مقصد میں کامیاب نہ ہوا اور اس سے مسلمانوں کی کامیابی ہے کہ ان کا مقصد پورا ہو گیا اب ذرا ان ممکنات کا جائزہ بھی لیں کہ کیا حضورؐ پاک کوئی اور طریقہ کار یا بہتر طریقہ اختیار کر سکتے تھے؟ کہ یہ مقصد جلدی حاصل ہو جاتا تو اس کا جواب یہ ہے کہ اوّل تو دشمن کی تعداد کا

Marfat.com

یہ صحیح اندازہ نہ ہو سکتا تھا اور دشمن کے تین گروہ تھے جو اپنے اپنے کمانڈروں کے ماتحت لڑتے۔ پھر ایک چوتھا گروہ بھی مدینہ میں موجود تھا یعنی یہودیوں کا قبیلہ بنو قریظہ۔ یہ گروہ کسی وقت جنگ میں شریک ہو سکتا تھا اور ایسا بعد میں ہوا بھی۔ یہی نہیں بلکہ مدینہ شریف اور حضورؐ پاک کے لشکر میں کچھ منافقین بھی موجود تھے جو مدینہ کے اندر رہ کر اپنے بال بچوں کی وجہ سے حضورؐ پاک کے لشکر میں شامل رہے۔ اگر جنگ باہر رہ کر لڑی جاتی تو ان لوگوں کی جنگ میں شمولیت کا کچھ بھروسہ نہ تھا۔ اب یہ تو ناممکن تھا کہ تمام دشمن ایک جگہ سے حملہ کرتا۔ حملہ بھی الگ الگ گروہوں نے کرنا تھا اور ان کی سمتیں بھی مختلف ہوتیں تو حضورؐ پاک کو اپنے لشکر کو بھی گروہوں میں تقسیم کرنا پڑتا اور ہر گروہ کے ساتھ آپؐ موجود ہو کر جنگ کی نبض شناسی بھی نہ کر سکتے تھے۔

اور اس طرح ہر گروہ یا لشکر کے ساتھ مدینہ سے نکل کر مقابلہ کرنے سے کوئی پہل کاری آپؐ کے ہاتھ میں نہ آئی۔ آپؐ کی منتشر طاقت دشمنوں کا مقابلہ نہ کر سکتی حضورؐ پاک اور مسلمانوں کا فائدہ اسی میں تھا کہ بھان متی کے اس کنبہ (کفار) کے مقابلہ میں سب مسلمان ایک کمانڈر کے نیچے ایک کمانڈر کی مرضی کے مطابق جنگ لڑتے اور حضورؐ پاک نے خندق کھدوا کر اسی قسم کی تیاری کی۔

خندق کی تیاری

چنانچہ دشمن کی متوقع آمد سے بہت پہلے خندق تیار ہو چکی تھی۔ زمین پر آپؐ نے

Marfat.com

اپنے دستِ مبارک سے اس کی حدود کی نشاندہی کی اور یہ فیصلہ ہوا کہ خندق تقریباً پانچ گز گہری اور تقریباً اتنی ہی یا اس سے کچھ زیادہ چوڑی ہو گی۔ دس دس صحابہؓ کی ٹولیاں بنائی گئیں اور ہر گروہ کو تقریباً دس گز لمبی خندق کھودنی ہوتی تھی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا کہ خندق کی لمبائی تقریباً تین ہزار گز ہو گی کیونکہ تین ہزار حضورؐ پاک کے رفقا نے اس انوکھے منصوبہ پر بیس دن کام کیا۔ سارا کام نہایت رازداری سے کیا گیا کہ دشمنوں کو اس کی خبر نہ ہو اور عام دنیاوی فوجوں میں جو مثال مشہور ہے کہ "پسینہ بہاؤ خون بچاؤ" وہ مثل یہاں بھی پوری ہو رہی تھی۔ یہ بیس دن کا لگاتار کام دنیا میں سخت کوشی کی ایک عظیم مثال ہے۔ حضورؐ بنفس نفیس کام میں شرکت فرماتے تھے اور اس دوران آپ نے صحابۂ کرام کو دینِ حق کی کچھ جھلکیاں بھی دکھائیں جن کا بیان دلچسپی سے خالی نہ ہو گا سیّدنا عبداللہ بن رواحہؓ کی ایک چھوٹی بھانجی پر حضورؐ پاک کی ایک دن نظر پڑی جو کچھ کھجوریں اٹھائے خندق کے علاقے میں آئی حضورؐ نے پیار سے پوچھا کہ بیٹی کیا اٹھائے ہوئے ہو؟ بچی بولی حضورؐ کھجوریں ہیں امی نے دی ہیں کہ ابو اور ماموں جان کو دوپہر کے کھانے کے لیے دے آؤں۔ حضورؐ نے فرمایا مجھے نہیں دیتی تو بچی حضورؐ پاک کی طرف بڑھی۔ سرکارِ دو عالمؐ نے چادر بچھا دی اور بچی نے اس پر کھجوریں ڈالنا شروع کر دیں۔ رحمۃ للعٰلمینؐ کو یہ نظارہ اتنا پسند آیا کہ رحمت ہی رحمت ہو گئی۔ آواز دی آؤ مسلمانو! کھجوریں نوش فرماؤ۔ صحابہؓ آتے جاتے تھے اور

ٹ کچھ صاحبان کے حساب سے خندق نو ہزار گز لمبی تھی اور چھ دن میں تیار ہوئی اگر مدینہ کا سارا مشرقی حصہ شامل کیا جائے تو خندق کی اتنی لمبائی ہو سکتی تھی لیکن یہ کام چھ دن میں نہیں ہو سکتا تھا وقت ضرور زیادہ خرچ ہوا ہو گا۔

کھجوریں کھا رہے تھے لیکن وہ ختم ہونے میں نہ آتی تھیں حضرت جریرؓ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ کھدائی کے درمیان ایک ایسا پتھر آ گیا جس پر کوئی ضرب اثر نہ کرتی تھی۔ حضورؐ پاک نے جب ہمیں اس طرح عاجز دیکھا تو آپؐ کی رحمت جوش میں آئی۔ پانی کا ایک گلاس منگوایا اور اس پر کچھ پڑھ کر پتھر پر چند چھینٹے پھینکے۔ وُہ پتھر بُھس ہو گیا۔ انہی صاحب سے ایک اور روایت ہے کہ اُن کی ایک چھوٹی سی بکری تھی خیال آ گیا کیوں نہ کچھ جو کی روٹی پکا کر ایک شام حضورؐ پاک کو گھر میں دعوت دیں تا کہ ہمارے لیے باعث برکت ہو۔ بکری کو ذبح کیا اور بیوی کو کہہ آیا آج رات سرکار دو عالمؐ کی دعوت کریں گے۔ شام کو جب کام ختم ہوا تو حضورؐ کو عرض کی کہ ہمارے گھر طعام کے لیے تشریف لے چلیں۔ آپؐ نے جتنے صاحبان وہاں موجُود تھے سب کو دعوت دے دی آپؐ گھر آئے جو کچھ تیار تھا آپؐ کی خدمت میں پیش کیا۔ آپؐ نے اس پر کچھ پڑھا اور پھر سب دعوت میں شریک ہو گئے اور لوگ آتے گئے اور کھانا تناول فرماتے رہے لیکن کھانا اسی کا اُسی طرح باقی تھا۔

حضرت سلمان فارسیؓ سے روایت ہے کہ ایک پتھر کو توڑنے میں انہیں کچھ دقت ہو رہی تھی۔ حضورؐ پاک نزدیک ہی تھے۔ وہاں تشریف لے آئے تو پتھر توڑنے والا ودان مجھ سے لیا اور اس پر چوٹ ماری تو روشنی سی روشنی ہو گئی پھر دوسری اور تیسری دفعہ ایسے ہی ہُوا تو میں نے عرض کی یا رسول اللہؐ یہ روشنی کیسی تھی آپؐ نے فرمایا پہلی روشنی میں ان کو ملک یمن عطا ہوا۔ دوسری میں شام اور اس سے مغرب اور تیسری میں مشرق۔

Marfat.com

یہ سب کچھ لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ عرب کی متحدہ کمان مسلمانوں کا نام مٹانے کے لیے تیار ہو کر آنے والی ہے اور حضور پاک اس طرح سے اپنے وفاداروں پر ایک طرف شفقت فرما رہے تھے تو دوسری طرف آنے والے واقعات اور فتح کی خوشخبریاں سنا رہے تھے حضرت عثمانؓ کے زمانے میں حضرت ابو ھریرہؓ فرمایا کرتے تھے بخدا جو ملک فتح ہوئے ہیں ان کی کنجیاں ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ کو پہلے سے ہی عطا ہو چکی تھیں اور یہ سب باتیں یہاں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں حضور پاک کے طریق کار کو انسانی پیمانوں کے ساتھ ناپتے وقت یہ خیال ضرور رکھنا چاہیئے کہ یہ تو صرف بشری تقاضے تھے اور حضور پاک ہمارے لیے مثالیں قائم کر رہے تھے۔ جن کی ہم آسانی سے نقل کر سکیں۔ ورنہ یہ معلوم کرنا کہ آپ کیا کر سکتے تھے اور شانِ نبوی کیا چیز ہے اس کا تصور کرنا ہی انسان کے بس سے باہر ہے بس ہم یہاں تک پہنچ سکتے ہیں:۔

بمصطفےٰؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست
اگر باو نہ رسیدی تمام بولہبی است۔

حضور پاک کی جنگی تجویز

ہمارے مورخین حضور پاک کی تجویز اور نفری کی بانٹ کا بالکل دھندلا سا خاکہ پیش کرتے ہیں حیرانگی کی بات ہے کہ اتنی فیصلہ کن جنگ جس میں حضورؐ کے رفقا نے اتنی محنت کی اور خندق کھودی اور سارا عرب مدینہ پر چڑھ دوڑا اس کے جنگی پہلو پر اتنا کم مواد ہو بہر حال

Marfat.com

کچھ باتیں لکھی ہیں اور کچھ حالات بعد کے واقعات سے واضح ہیں. عورتیں اور بچے شہر کے اندر چند محفوظ قلعوں یا قلعہ نما مکانوں میں چلے گئے. عام صف بندی سلع یا سلع کی پہاڑی کو پشت پر رکھ کر کی گئی. بنو قریظہ کی غداری کا ڈر تھا. اس لیے حضرت سلمہؓ بن اسلم دو سو آدمیوں کے ساتھ متعین کئے گئے کہ ادھر سے حملہ نہ ہونے پائے. البتہ کچھ صاحبان کو مختلف مقامات پر دیکھ بھال کے لیے بھی مقرر کیا گیا بلکہ آپس میں رابطے اور مدینہ کے باقی احوال سے باخبر رہنے کے لیے اندر ہی اندر پہرے دار اور گشتی دستے رات کو بھی چوکنے رہ کر پورے مدینہ کا چکر لگاتے تھے. بلکہ بعض روایات کے مطابق رات کو پاس ورڈ PASSWORD بھی استعمال ہوتا تھا اور جنگ کے دوران ایک پاس ورڈ "حمیم لاینصرون" نے آپس میں مسلمانوں کو ایک جھڑپ سے بچا لیا گو چند آدمی زخمی ضرور ہوئے.

ہماری تاریخ کا یہ افسوسناک پہلو ہے کہ اسلام کا فن سپاہ گری، فوجی حکمت عملی اور جنگی تدبیرات کا تجزیہ تو بڑی بات ہے جنگ میں اپنائے گئے طریق کار کی وضاحت بھی نہیں کی گئی اور پچھلے دو سو سال سے تو ہمارے مورخوں نے تاریخ اسلام کو الف لیلیٰ کی کہانیاں بنا دیا ہے. فوجی کہانیوں کا صرف معجزہ والا پہلو بیان کیا جاتا ہے اور اس طرح عسکریت جو دین اسلام کی روح تھی وہ اسلام سے نکلتی جا رہی ہے اور اسلام دین کی بجائے مذہب بن رہا ہے یعنی صرف بے جان فلسفہ باقی رہ جاتا ہے کہ یہ ایمان و عقیدہ ہر کسی کا اپنا ذاتی معاملہ ہے اس طرح سے اسلام سے فقہ (قانون) بھی آہستہ آہستہ خارج ہو جاتے گا اس لیے

Marfat.com

یہ ضرورت محسوس کی جا رہی ہے کہ اسلام کی روح کو پرانے مؤرخین کی کتابوں میں تلاش کیا جائے۔ بہر حال جنگ خندق کے سلسلہ میں حضورؐ پاک کی فوجی حکمت عملی تو ان پرانے واقعات کی مدد سے کچھ واضح کر دی ہے لیکن تدبیرات اور لڑائی لڑنے کے طریق کار پر یہی کچھ مواد مل سکا ہے جو اوپر لکھ دیا گیا ہے۔ اندازہ ہے کہ آپؐ نے پوری فوج کو دستوں میں بانٹا ہوگا۔ اور ہر دستے کے لیے احکام وضع کئے ہونگے۔ نیزہ بردار تلوار بردار اور تیر اندازوں کا الگ الگ جگہ تعین کیا ہوگا کچھ پتھر پھینکنے والے صاحبان بھی تھے اور پتھر منجنیقوں سے پھینکے جاتے تھے یا کسی اور چیز سے اس کی وضاحت نہیں ملتی۔ بہر حال ہاتھ سے پتھر پھینکنے والی کھپانی کا استعمال یہاں بڑا موزوں رہا ہوگا کہ آڑ کے پیچھے سے کھڑا ہو کر پتھر پھینکے جا سکتے تھے جس کو آجکل آپ لوگ INDIRECT FIRE کہتے ہیں۔ دشمن کی ایک تابڑ توڑ چڑھائی کو پتھروں سے روکنے کا ذکر کچھ مورخین نے ضرور کیا ہے۔ جس عظیم ہستیؐ نے خندق کے لیے اتنی بہترین جگہ کا چناؤ کیا اس کا فوج کا استعمال بے شک ایک شاہکار ہوگا جو پوری طرح ہماری نگاہوں کے سامنے کھل نہیں رہا۔

دشمن کی تجویز

اہل مکہ ابو سفیان کی کمانڈ میں تھے، عکرمہ بن ابو جہل۔ عمر بن عاص ضرار۔ جبیرہ۔ نوفل اور عمر بن عبدود لشکر میں شامل تھے۔ خالد بن ولید کے بارے میں اختلاف ہے۔ بنی غطفان میں متعدد سردار تھے۔ لیکن کمانڈ عیینہ بن حصین کے ہاتھ میں تھی۔ ان کے حلیف بنو اسد

Marfat.com

طلیحہ کی افسری میں تھے۔ یہودیوں کے اعلیٰ افسر سلام، حیی اور کنانہ تھے۔ بعض روایتوں میں ہے کہ ابوسفیان تینوں فوجوں کا سپہ سالار بھی تھا۔ لیکن واقعات اس کے ثبوت میں نہیں جاتے۔ دشمن کی کیا تجویز تھی اس سلسلہ میں بھی مورخین خاموش ہیں بلکہ اس زمانے کے ایک بڑے مورخ صاحب نے تین گروہوں کا ذکر کرتے ہوئے اپنی طرف سے یہ بھی لکھ دیا کہ تینوں گروہ مدینہ کے تین اطراف سے حملہ آور ہو گئے۔ ان صاحب نے نہ کبھی حملہ دیکھا نہ حملہ کو سمجھنے کے لیے فوجی ذہن رکھتے تھے۔

بہر حال واقعات سے پتہ چلتا ہے کہ دشمن کی تجویز اس کی طاقت ہی تھی۔ معلوم ہوتا ہے کہ بنی غطفان اور یہود، اہلِ قریش کے لشکر کے ساتھ وہاں آ کر مل چکے تھے جہاں قریش کے لشکر نے احد کے وقت آخری کیمپ کیا تھا۔ اور اب مدینہ پر چڑھائی کی تجویزیں بن رہی تھیں۔ ساتھ ہی یہودی سردار حیی نے بنو قریظہ کو بھی اپنے ساتھ ملانے کے لیے بھاگ دوڑ شروع کر دی۔ شروع میں تو اس کو کامیابی نہ ہوئی تھی۔ لیکن بعد میں وہ کامیاب ہو گیا۔ مسلمان بھی باخبر تھے چنانچہ حضورؐ پاک نے انصار کے چیدہ سرداروں سعدؓ بن معاذ، عبداللہ بن رواحہؓ اور سعدؓ بن عبادہ وغیرہ کو بنو قریظہ کے پاس بھیجا۔ لیکن وہاں تیور ہی بدلے ہوئے تھے۔ حضورؐ پاک نے خندق کی حفاظت اس طرح سے کر رکھی تھی کہ دشمن آخری وقت تک اس انوکھے طرزِ عمل کو نہ سمجھ سکا۔ اس لیے بنو قریظہ کی شمولیت کے بعد کفار مدینہ پر ہلہ بولنے کے لیے بالکل تیار تھے۔

معلوم ہوتا ہے کہ تجویز کچھ اس قسم کی تھی کہ پہل کاری قریش ہی نے کرنی تھی۔

Marfat.com

اور باقی افواج امدادی طور پر موجود تھیں کہ جیسے جنگ آگے بڑھے گی اور ضرورت پڑتی رہے گی باقی گروہ یا قبائل جنگ میں شریک ہوتے رہیں گے۔ اس ساری کہانی میں بھی ہمارے لیے بہت اسباق ہیں گو دشمن کے سامنے مقصد تھا اور اس مقصد پر وہ متحد ہوئے تھے۔ لیکن یہ مقصد منفی بنیادوں پر قائم تھا نہ کہ مثبت پر سب کا مقصد مسلمانوں کو ختم کرنا تھا لیکن اس سے آگے کیا ہوگا وہ خود نہیں جانتے تھے۔ اسی لیے عرب کے گروہوں کو حضورؐ پاک کی مخالفت کے لیے متحد ہونے میں پانچ سال لگے۔ ان میں جمہوریت تھی اور وہ وقتی طور پر وفاق بھی کر سکے لیکن اس سب کے باوجود اُن کے پاس کوئی ٹھوس تجویز بھی موجود نہ تھی کہ جنگ کیسے لڑیں گے۔ اس کے مقابلہ میں مسلمان مٹھی بھر تھے ان میں مرکزیت تھی۔ ایک اللہ۔ ایک رسولؐ۔ ایک اللہ کی کتاب۔ اور ایک اُمت کا تصوّر تھا۔ تو بھان متی کے کنبہ کی ساری تجویزیں خاک میں مل گئیں۔ تو کیا ہم آج بھی وحدت کا یہ سبق سیکھنے کو تیار ہیں۔

آہ اس راز سے واقف ہے نہ مُلا نہ فقیہہ
وحدت افکار کی بے وحدتِ کردار ہے خام اقبالؒ

جنگ کی کارروائی

خندق کی جنگ کی کارروائی بالکل معمولی ہے۔ اہل کفار یلغار کرتے ہوئے اپنے خیالات کے مطابق مدینہ کی کھلی طرف سے حملہ کرنے کے لیے بڑھے

Marfat.com

اور جب خندق کے نزدیک پہنچے تو پتھروں کی بارش اُن کے سروں پر برسنے لگی لیکن وہ بڑھتے آئے۔ نزدیک سے تیر بھی چلے لیکن حیران وہ تب ہوئے جب انہوں نے اپنے اور مسلمانوں کے درمیان ایک بہت بڑی رکاوٹ دیکھی۔ موجودہ جنگ میں بھی ہر رکاوٹ کو فائر سے COVER کیا جاتا ہے کوئی رکاوٹ کسی طرح سے رکاوٹ کا کام زیادہ دیر تک نہیں کر سکتی جب تک کہ اس رکاوٹ کے ارد گرد اپنی فوج موجود نہ ہو رکاوٹ دشمن کی تیزی کو ختم کر دیتی ہے اس کے طرز جنگ میں خلل ڈالتی ہے۔ اُس کی فارمیشن ٹوٹ جاتی ہے اس کے جوانوں پر آسانی کے ساتھ فائر کر کے اس کو برباد کیا جا سکتا ہے۔ اور بیشک رکاوٹ کا صحیح استعمال فوجی فن کا ایک بہت بڑا مضمون ہے لیکن یاد رہے آج سے چودہ سو سال پہلے ہمارے آقا رکاوٹ سے ہزاروں فوائد اٹھا رہے تھے۔

پہلے دن کی اس جنگ کے بعد دشمن نے کئی مشاورتیں کیں کئی طریقے کار اختیار کئے کہ کچھ فوج کو خندق کے پار کر دے لیکن اس کی یہ تجویز خندق کے اس پار ختم ہو جاتی تھی۔ پھر دشمن نے مدینہ میں داخل ہونے کے اور راستے تلاش کئے۔ جاسوسی ذرائع استعمال کئے کہ مدینہ کے اندر مسلمان کس طرح اور کس جگہ پوزیشن لیے ہوتے ہیں اور ایک یہودی وہاں تک پہنچ بھی گیا جہاں بچے اور عورتیں پناہ لیے ہوئے تھیں اور حضورؐ پاک کی پھوپھی اور جناب زبیرؓ کی

Marfat.com

والدہ حضرت صفیہؓ نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اس میں ہماری عورتوں کے لیے بھی ایک سبق ہے۔ بہر حال مسلمانوں کا مدینہ کا اندرونی دفاع اس طرح "پردہ" میں تھا کہ دشمن اس سلسلہ میں کوئی کھوج نہ لگا سکا اور شاید اسی 'پردہ' کی وجہ سے ہمارے مؤرخین حضرات اس پر روشنی نہیں ڈال سکے۔

موجودہ زمانے میں ہر دفاع کو 'پردہ' میں رکھنا ایک اہم مسئلہ ہے اور ضرورت ہے کہ ہر لیول پر دفاع پر 'پردہ' ہو۔ جب دفاع کسی مشہور چیز یعنی ایک نہر یا دریا کے کنارے ہو تو 'پردہ' کے طریق کار ذرا مشکل ہو جاتے ہیں۔ اس لیے دفاع کو متحرک کرنا ضروری ہوتا ہے اور اپنے آپ کو متحرک کر کے دفاع اصلی جگہ سے آگے یا دائیں بائیں بھی ہو جو واپس اپنی لائن پر جانے کے قابل ہو۔ اگر آپ دشمن کو اپنا دروازہ کھٹکھٹانے کی اجازت دے دیں تو 'پردہ' ختم ہو جائے گا۔ پس یہ اصول یاد رکھیں۔

چنانچہ جب اہل کفر کو مدینہ کی اطراف میں کوئی ایسی جگہ نظر نہ آئی کہ جہاں سے وہ اس دفاعی لائن یا دفاع میں شگاف پیدا کر سکیں تو باری باری ایک جنرل کو مقرر کیا کہ وہ چنیدہ فوج کو لے کر کسی طرح خندق کو پار کرے۔ اس میں بھی ہر جنرل کو سخت ناکامی ہوئی، صرف عکرمہ بن ابو جہل چند سواروں کو لے کر خندق کو پار کر سکا۔ خود زخمی ہوا اور واپس بھاگ گیا۔ عمر بن عبدود مشہور قریش پہلوان جو بدر میں زخمی اور احد میں شرکت

Marfat.com

نہ کر سکا تھا۔ وہ بھی اس دستہ میں پار آیا اور اپنی جنگی خواہش پوری کرنے کے لیے مبارزت طلب کی۔ جناب علیؓ نے کس طرح اس کا کام تمام کیا یہ کہانی ہر مسلمان کو معلوم ہے۔ باقی جب بھاگ رہے تھے تو حضرت عمرؓ اور حضرت زبیرؓ نے اُن کا پیچھا کیا ان میں ضرار، ہبیرہ اور نوفل اس وقت یا بعد میں زخموں سے ہلاک ہوتے۔

اَب محاصرین کی تمام اُمیدیں ختم ہو رہی تھیں۔ محاصرہ جتنا طول پکڑتا جاتا تھا۔ کفار کی پریشانی بڑھتی جاتی تھی۔ دس ہزار یا اُس سے زیادہ آدمیوں کی خوراک کا بندوبست کرنا کوئی آسان کام نہ تھا۔ پھر یہ لوگ گروہ تھے۔ ان میں وحدت نہ تھی کچھ عرصہ کے بعد ان میں پھوٹ پڑ گئی یا پھوٹ ڈالی گئی پھوٹ ڈالنے کے سلسلہ میں آجکل کے مورخین میں اختلاف ہے کہ مسلمان اس طرح کے "ہتھیار" استعمال کرتے تھے یا نہیں اُن بے چاروں کو یہ پتہ نہیں ہے کہ حضورؐ پاک کا فرمان ہے کہ لڑائی دھوکا ہے اور آج کل کے "تہذیب یافتہ" متحارب گروہ تو علی الاعلان کہتے پھرتے ہیں کہ لڑائی اور محبت میں سب کچھ جائز ہے۔ اس لیے اگر مسلمانوں نے کفار میں پھوٹ ڈلوائی یا ڈالی تو یہ بالکل اسلامی فوجی حکمت عملی کے مطابق ٹھیک تھا۔ اس سلسلہ میں مورخین نے جو مفصل کہانی بیان کی ہے وہ بالکل ٹھیک نظر آتی ہے۔

قرآن پاک کی سورۃ احزاب میں اس جنگ پر بہت کچھ کہا گیا ہے وہاں

Marfat.com

اللہ تعالیٰ کے لشکروں کے علاوہ سخت آندھی اور ہوا کا بھی ذکر کیا ہے جو اللہ تعالیٰ نے کفار پر بھیجی جو کھلے میدان میں سردی سے ٹھٹھر رہے تھے بہرحال سب گروہ اب جنگ سے جی چرا رہے تھے سب سے پہلے ابوسفیان نے قریش کے سامنے آپس میں پھوٹ پڑنے اور موسم کی تنگی کا ذکر کیا اور پھر اونٹ پر سوار ہو کر یہود کو بتلائے بغیر اہل مکہ کو ساتھ لیتے ہوئے وہ چل پڑا۔ غطفان بھی اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ بھی چل پڑے۔ خیبر کے یہودی بھی چند ایک کو چھوڑ کر میدان جنگ کو چھوڑ چکے تھے۔ ان چند میں حیی اور بنو قریظہ کے لوگ بھی وہاں سے اُٹھ کر واپس اپنے قلعوں میں چلے گئے یہ محاصرہ بیس[۲] سے بائیس[۲۲] دن تک حضور[ؐ] پاک نے حضرت زبیر[رض] کو ایک دستے کے ساتھ روانہ کیا کہ دشمن کے بارے میں پوری تسلی کرے۔ انہوں نے کافی دور تک دشمن کے حالات کا مطالعہ کیا وہ اس طرح بھاگتے ہوئے جا رہے تھے کہ حضرت زبیر[رض] کے لیے ان کا تعاقب کر کے معلومات حاصل کرنے مشکل ہو گئے۔ بہرحال حضور[ؐ] پاک کی جب ہر طرح سے تسلی ہو گئی کہ دشمن کے واپس آنے کی اُمید نہ تھی تو پھر دفاعی لائن سے آہستہ آہستہ فوج کو آرام کرنے کی اجازت دے دی لوگ تھکے ہوئے تھے اور جو فارغ ہو جاتا تھا وہ ہتھیار کھول دیتا تھا۔ لیکن حضور[ؐ] پاک نے ہتھیار نہ کھولے۔ جنگ ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔

بنو قریظہ بنو قریظہ کی بغاوت کسی بیان کی محتاج نہیں ہے۔ جنگ احزاب

Marfat.com

سے واپس آکر یہ لوگ قلعہ بند ہو گئے۔ خیبر اور بنو نضیر کا پرانا لیڈر حیی بھی ان
کے ساتھ تھا۔ حضورؐ پاک نے حکم دیا کہ جو لوگ ہتھیار کھول چکے ہیں وہ دوبارہ
ہتھیار پہن لیں اور حفظ ماتقدم کے طور پر حضرت علیؓ کو ایک دستہ کے ساتھ
فوراً ہی بنی قریظہ کی طرف پہلے بھیج دیا کہ اگر وہ کسی جائز صلح پر سمجھوتہ کر لیں تو
جنگ نہ کی جائے یہودیوں نے اُلٹا گالیاں دیں اور اُن کا خیال تھا کہ اگر
مسلمان مدینہ میں قلعہ بند ہو کر اتنی بڑی فوج کا مقابلہ کر سکتے ہیں تو وہ اپنے
قلعوں میں بہت عرصہ گذار سکتے ہیں اور جب سردی کا موسم ختم ہوگا تو سارا
عرب ان کی مدد کو آجائے گا۔ مسلمانوں کا مقصد یہ تھا کہ اس فتنہ کو جلد ختم کیا
جائے چنانچہ تمام قلعوں کا محاصرہ کر لیا گیا اور تمام رسد رسانی کے راستے
مسدود کر دیئے گئے یہ محاصرہ تقریباً ایک ماہ تک جاری رہا اور اب مسلمان
اس قابل تھے کہ ایک ایک قلعہ کو باری باری مسمار کرتے جائیں تو یہودیوں نے
صلح کی درخواست کی۔ ثالث حضرت سعدؓ بن معاذ مقرر ہوئے جن کا تعلق
قبیلہ اوس سے تھا اور جو کسی زمانے میں یہودیوں کے حلیف رہ چکے تھے
یہودیوں کے ساتھ ہر معاہدہ میں آپ نے ایک خاص حصہ ادا کیا تھا اور اس
مشن میں بھی شریک تھے جس نے جنگِ احزاب کے شروع میں بنو قریظہ
کو بغاوت سے باز رہنے کی تلقین کی تھی۔

آپ جنگ میں زخمی ہوئے تھے اور مسجد نبوی کے ایک خیمہ میں زیر علاج

Marfat.com

تھے۔ فیصلہ ادھر ہی دیا کہ تمام بالغ مرد تہ تیغ کیے جائیں ان کی تعداد چار سو بتائی جاتی ہے گو متعصب مؤرخین نے ان کی تعداد زیادہ بتائی ہے اور سارے قتل کی کارروائی کو کئی رنگ دیئے ہیں۔ مسلمان مورخ اس کارروائی کے دفاع میں وقت ضائع کرتے رہیں، جنگ، جنگ ہے۔ معاہدہ کی ایک عہد شکنی پر ایک قبیلہ کو جلاوطنی پھر دوسری خلاف ورزی پر دوسرے قبیلہ کو جلاوطنی پھر وہی جلاوطن قبیلہ اوروں کو لے کر مدینہ پر چڑھ آیا اس کو تو اپنے کئے کی سزا بعد میں ملی۔ اب بنو قریظہ کی باری تھی۔ اسلام کمزوروں پر ہاتھ نہیں اُٹھاتا مگر غداروں کو کہاں تک جلاوطنی دیتا رہے کہ پھر آکر اوروں کے ساتھ مل کر حملہ آور ہوتے رہیں۔ ہمارے مورخ اس کارروائی کو دینِ ابراہیم اور تورات کے مطابق صحیح ہونے کے ثبوت میں دلیلیں پیش کر کے تھک جاتے ہیں۔ اور آخر میں کہتے ہیں کہ یہ فیصلہ سعدؓ بن معاذ کا تھا وغیرہ پھر بڑی دبی زبان میں کہتے ہیں کہ حضورؐ نے بھی پسند فرمایا۔ بات سیدھی ہے حضورؐ نے توثیق کی اور یہ فیصلہ حضورؐ کے ایک غلام کا تھا اس میں کسی بحث کی ضرورت نہیں ہے ایسی بحثوں میں پڑ کر مسلمان اپنے نظریۂ حیات سے خواہ مخواہ دور ہو جاتا ہے۔ یاد رہے وہ مرنے یا مارنے سے نہیں ڈرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وہ قتل کرتے ہیں اور قتل کئے جاتے ہیں۔ اس میں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں۔

Marfat.com

ہے وہی تیرے زمانے کا امام برحق

جو تجھے حاضر و موجود سے بیزار کرے

موت کے آئینے میں تجھ کو دکھا کر رُخِ دوست

زندگی تیرے لیے اور بھی دشوار کرے

جنگ کے نتائج اور اسباق

جس طرح قرآن پاک کو کسی معنوں میں بند نہیں کیا جا سکتا کہ ہر زمانے میں ان کے مطالب کھلتے آتے ہیں اسی طرح سے حضورؐ پاک کی جنگوں کے نتائج اور اسباق کو محدود نہیں کیا جا سکتا ہے۔ اسلام کا کارواں، زمان و مکان کو اپنے گھیرے میں لیے ہوئے ہے اسی لیے جو نتائج اور اسباق ان جنگوں سے اب تک انشارتاً اخذ کئے ہیں وہ حرفِ آخر نہیں ہیں ان نتائج اور اسباق کی وسعت زمانے کے ساتھ ساتھ بڑھتی رہے گی۔

جنگ میں نقصان بہت کم ہوا عظیم صحابی سعدؓ بن معاذ جو انصار میں اسلام کے ستون مانے جاتے تھے زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوتے۔ دو تین اور صحابہؓ کی شہادت کا بھی ذکر ہے۔ کفار کے نقصان کے بارے عمر بن عبد ود وغیرہ کو چھوڑ کر باقی چار یا پانچ کی ہلاکت کا ذکر ہے۔

نتائج البتہ وہی نکلے جو دنیا کے عظیم سپہ سالار اور ہمارے آقا کے ذہن میں تھے

Marfat.com

ا۔ جنگِ خندق کو اسلام کی جنگوں میں ایک فیصلہ کن جنگ کی حیثیت حاصل ہے۔ باطل پانچ سالوں میں پہلی دفعہ منفی بنیادوں پر متحد ہوا اور حق کے ساتھ پہلی ہی ٹکر میں پاش پاش ہو گیا۔

ب۔ اسلام کی توحید اور وحدت اور ایک مرکزی قیادت رنگ لائی اور جو مقصد اُن کے سامنے تھا پورا ہوا۔ کفار بے مقصد واپس لوٹے۔

ج۔ اسلام میں جو متحرک جنگ کا سلسلہ شروع کیا گیا تھا اس کے مدافعانہ پہلو کی یہ آخری جنگ ثابت ہوئی اور اب مسلمان مکمل طور پر حرکت میں آ گئے یا جارحانہ کارروائیوں کے قابل ہو گئے۔

د۔ مدینہ شہر کفر سے پاک ہو گیا اس کے گرد و نواح سے سب شر ختم ہو گیا اور اب یہ صحیح قسم کے اسلام کا مستقر بن گیا جہاں سے چند سال بعد اسلام کی روشنی تینوں براعظموں میں پھیل گئی۔

ح۔ حضوؐر کی جنگی تدبیرات کے ارفع و اعلیٰ ہونے میں اب کوئی شک نہ رہا۔ اور مسلمانوں کے دل ایمان کے نور سے اور منور ہو گئے۔

اس جنگ میں ہمارے لئے متعدد اسباق بھی ہیں چند حسبِ ذیل ہیں۔

ا۔ جنگ کی حکمتِ عملی کسی واضح مقصد کو سامنے رکھ کر بنائی جائے۔

ب۔ فوجی تدبیرات کا مقصد واضح ہونا چاہیے اور ان کو قوم کی جنگی حکمتِ عملی کا حصہ ہونا چاہیئے نہ کہ جو مل گیا اس کے حساب سے تدبیرات بنائیں

Marfat.com

ج. جنگی تدبیرات کا انحصار ایسے ذرائع پر ہو جو اپنے پاس موجود ہوں نہ کہ کہیں سے کچھ ملنے کی اُمید یا منفی اتحاد کے ذریعے کسی چیز کی آس اُمید لگائی جائے۔ رازداری اور دفاع کے پردہ کا خیال رکھیں۔

د. زمین کا مطالعہ اور زمین کا صحیح استعمال ہماری گھٹی میں ہونا چاہیے اور ہر زمین کا ٹکڑا ہمارے سامنے بول اُٹھے کہ وہ اس کام آسکتا ہے۔

ر. ایک مرکز، ایک وحدت اور طاقت کو اکٹھا رکھنا تاکہ بر وقت طاقت کو صحیح طور پر استعمال کیا جائے۔ یعنی طاقت کو منتشر حساب کتاب سے کریں۔

س. ایمان عقیدہ اور نظریۂ حیات اسلام کے فن سپاہ گری کی بنیادیں ہیں اور سارے عسکری نظام کی عمارت ان بنیادوں پر ہونا چاہیے۔

ص. سب مسلمان اللہ کی فوج ہیں اور ہر مسلمان کو فن سپاہ گری کی شدھ بدھ ہو تاکہ بوقت ضرورت وہ قومی دفاع میں حصہ لے سکے۔

ض. حضورؐ پاک کی شان کو سمجھیں۔ گو اب ہر آدمی کو یہ سعادت نہیں کہ حضورؐ پاک کا دیدار کر سکے۔ (یعنی دیدار عام نہیں ہے) لیکن آپ کے بارے میں کچھ تصوّر ہی کر لینے سے دنیاوی معاملے حل ہونے میں دیر نہیں لگتی۔

خوشا وہ وقت کہ یثرب مقام تھا اُس کا
خوشا وہ دور کہ دیدار عام تھا اُس کا (اقبالؒ)

Marfat.com

چوتھا باب

صلح حدیبیہ
اور
جنگِ خیبر

Marfat.com

Marfat.com

چوتھا باب

حق کی متحرکانہ کارروائیاں

صلح حدیبیہ اور جنگِ خیبر

ابتدائیہ

حق اب مکمل طور پر حرکت میں تھا۔ جنگِ خندق آخری اور فیصلہ کن مدافعانہ جنگ تھی۔ اس کے بعد جو دو عظیم واقعات رونما ہوئے ان دونوں کو اکٹھا کرنا کچھ لوگوں کو عجیب لگے گا لیکن دونوں کا چولی دامن کا ساتھ ہے یہ حضورؐ پاک کی جنگی حکمت عملی کی عظیم مثالیں ہیں کہ کس طرح دو دشمنوں کو الگ الگ کارروائیوں سے بالکل نکما کر دیا۔ صلح حدیبیہ کا خود اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں فتح مبین کے نام سے یاد کیا ہے اور فتح ہمیشہ جنگ کے بعد ہوتی ہے اور جنگ ضروری نہیں شدید ہو۔ جنگ کے لیے طرفین کا ایک دوسرے کے سامنے ہو جانا بھی آدھی جنگ ہی ہوتی ہے اور ویسے بھی ہمارے حضورؐ پاک کے مطابق جنگ جہادِ اصغر ہے اور جنگ کی تیاری جہادِ اکبر ہے۔

براہو دو سو سالوں کی غلامی کا کہ جنگ اور جہاد ہمارے لیے اجنبی ہو گئے

Marfat.com

ہیں مشہور جرمن جنگی ماہر کلازوٹز لکھتا ہے جنگ از خود کوئی چیز نہیں ۔ جنگ ہمیشہ قوموں یا ملکوں کے کسی سیاسی مقصد کو حاصل کرنے کا ذریعہ ہوتی ہے ۔ جلد ہی جنگ چھڑنے کی وجوہات کو اندرونی دشمنی یا کسی ایک گروہ کے جارحانہ ارادے شک قرار دیا جائے ۔ لیکن اصلی وجوہات ہمیشہ اور ہمیشہ سے سیاسی ہوتے ہیں کیونکہ ہر ملک کی حکمت عملی یا فوجی حکمت عملی کی بنیاد اُس ملک یا قوم کے سیاسی فلسفہ پر ہوتی ہے ۔ ہمارا سیاسی فلسفہ نظریاتی ہے اور ہمارا تعلق دینِ فطرت سے ہے اس لیے دنیا کے باقی فلسفے جن کی بنیاد مادیت یا اشتراکیت (مادیت کا نیا نام) پر ہے ۔ گو اُن کے ساتھ ہمارا موازنہ نہیں کیا جا سکتا ۔ لیکن روزِ ازل سے دینِ فطرت باطل فلسفہ والوں سے حالتِ جنگ میں ہے اور یہ جنگ جاری و ساری ہے ۔

موجودہ تہذیب یافتہ دنیا نے البتہ ایسی اصطلاحیں گھڑ لی ہیں اور ایسے لبادے اوڑھ لیے ہیں کہ وہ خود جو چاہیں کریں ان کا معاشرہ ان کو اجازت دیتا ہے لیکن جب ہم وہی کریں تو بقول ان کے دنیا کے امن کو خطرہ پڑ جاتا ہے ۔ ہمیں ایسا سبق پڑھایا ہے کہ ہمارے ہاں فوج الگ اور سول الگ اور سویلین حضرات کوئی فوجی پہلو سمجھنے کے لیے تیار ہی نہیں اور اُن کے خیالات کے مطابق فوج کا کام لڑائی لڑنا ہے اور ان کا کام تالیاں بجانا ہے اور یہ ان کے جوش کا اظہار ہے اور اس جذبہ کو دکھا کر وہ بھی جنگ میں شریک ہو گئے اس لیے یہ کتنا اہم ہے کہ ہم پوری قوم کو قرونِ اولیٰ کے واقعات اصلی رنگ میں سمجھائیں کہ ہر

Marfat.com

مسلمان پر جہاد فرض ہے اور فرض کفایہ کا مطلب یہ ہے کہ ہر آدمی ہر جگہ اور ہر وقت موجود نہیں ہوتا اس لیے شاید سب آدمیوں کا ایک جنگ میں شریک ہونا ضروری نہیں ہے لیکن جنگ سے گریز کی تو اسلام اجازت نہیں دیتا چنانچہ صلح حدیبیہ کو بھی آج ایک جنگ کے طور پر پیش کیا جا رہا ہے کہ اس کارروائی کے جنگی پہلو کو ہم سمجھیں اور ہمیں پتہ چلے کہ مسلمان کو ہر وقت جنگ کے لیے تیار ہونا چاہیے جنگ لڑنا اکیلی فوج کا کام نہیں ہے لیکن بدقسمتی سے آجکل ہم عجیب حالت سے دوچار ہیں اور علامہ ہمارے لیے یہ کہہ گئے ہیں۔

تیغ و تفنگ دستِ مسلماں میں ہے کہاں
ہو بھی تو دل ہیں موت کی لذت سے بے خبر
کافر کی موت سے بھی لرزتا ہو جس کا دل
کہتا ہے کون اُسے کہ مسلماں کی موت مر
تعلیم اُس کو چاہیے ترکِ جہاد کی
دنیا کو جس کے پنجۂ خونیں سے ہو خطر

خندق سے حدیبیہ کا درمیانی وقفہ

موجودہ زمانے کے ہمارے مورخین جنگِ خندق کے بعد عام طور پر صلح حدیبیہ کا ہی ذکر کرتے ہیں اور درمیان کے تقریباً ایک سال کے وقفہ میں کیا ہوا اس سلسلہ میں

Marfat.com

چند متفرق باتوں کا ذکر کرتے ہیں لیکن کسی فوجی کارروائی کا ذکر نہیں کرتے حالانکہ خندق کی جنگ کے بعد حضورؐ پاک ایک پورا مہینہ حالتِ جنگ ہی میں رہے کہ بنو قریظہ کا محاصرہ کیا ہوا تھا۔ پھر چند ماہ ضرور آرام فرمایا لیکن جمادی الاول ۶ ھجری میں پھر سے اجتماعی، باہر کی فوجی کارروائیاں شروع کر دیں۔ یہ چند ماہ جو بغیر کسی فوجی کارروائی کے گزرے۔ اس میں صحابہؓ کرام نے اپنی کھیتی باڑی، یا تجارت اور باقی زندگی کے کاروبار کی طرف توجہ دی ہوگی۔ لیکن ساتھ ساتھ عبادات اور تزکیۂ نفس کے ذریعے جہاد کی تیاری میں بھی مصروف رہے ہوں گے۔ اُس زمانے میں البتہ انصار کی ایک جماعت نے مشہور اسلام دشمن یہودی سلام بن ابی حقیق جس کو ابو رافع بھی کہتے تھے کو خیبر میں جا کر قتل کر دیا۔ جس طرح جنگِ احد سے پہلے کعب بن اشرف کو قتل کیا گیا تھا۔ ضمیمہ میں اس کا مفصل بیان ہے۔

فوجی لحاظ سے یہ کارروائی بڑی ضروری اور اہم تھی۔ خیبر کے یہودیوں کو اُن کی غداری کی سزا تو خیبر بعد میں ملنی تھی لیکن یہ بھی ضروری تھا کہ وہاں کوئی ایسی کارروائی کی جاتی تاکہ یہودی خیبر میں زیادہ وقت اپنے دفاع میں صرف کرتے ورنہ وہ خیبر سے باہر نکل کر کسی اور فتنہ و فساد کی بنیاد رکھتے۔ اس قتل کے بعد حضورؐ پاک اب اپنے لشکروں کو لے کر دُور دُور ان قبائل کی سرکوبی کے لیے جا سکتے تھے جنہوں نے مسلمانوں پر حملے کیے تھے یا مسلمانوں کو نقصان بھی پہنچایا تھا۔ اس کارروائی سے جنگی مشق بھی ہو جاتی تھی۔

Marfat.com

بنو لیحان کی سرکوبی

چنانچہ ۶ ہجری جمادی الاول آپ بنی لیحان کی سرکوبی کے لیے نکلے۔ اس قبیلہ نے دھوکے سے الرجیع کے مقام پر حضرت جبیبؓ اور اُن کے ساتھیوں کو شہید کیا تھا۔ آپ نے ابن ام مکتومؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا اور خود مدینہ سے اس طرح نکلے کہ پتہ چلے کہ قصد ملکِ شام کے علاقوں کی طرف جانے کا ہے۔ تاکہ آپ کی مہم کی راز داری قائم رہے آپ پہلے غراب کے پہاڑ کے پاس سے گزرے پھر محیص اور آگے وادی بطراء میں اس کے بعد بائیں مڑ گئے اور بن کی وادی سے باہر نکلے اور سخرۃ الیمام پہنچے جہاں سے ایک راستہ مکہ جانے والی بڑی سڑک کے ساتھ ملتا ہے اب تیزی سے آگے بڑھے اور غران پہنچے یہ وادی اماج اور عسفان کے درمیان ہے اور یہی قبیلہ لیحان کا علاقہ تھا۔ لیکن ان لوگوں کو کچھ بروقت اطلاع ہو گئی اور وہ پہاڑوں میں چلے گئے۔ جب مقصد حاصل نہ ہو سکا تو آپ دو سو سواروں کے ساتھ عسفان تک گئے تاکہ اہل مکہ کو پتہ چلے کہ مسلمان اب مدینہ سے باہر زیادہ طاقت سے نکلتے ہیں بلکہ دو سواروں کو قرۃ الغمیم تک بھی بھیجا۔ اس کے بعد مدینہ واپسی ہوئی۔ ایک فوجی ذہن اس تمام کارروائی کو ایک جنگی مشق ہی کہے گا۔ اس زمانے میں مشق برائے مشق کرنے کا شاید دستور نہ ہو۔ لیکن افسوس اس بات کا ہے کہ کہیں یہ تفصیل نہیں ملتی کہ ——— ان مشقوں کے دوران دنیا کے سپہ سالار اعظمؐ نے آئندہ چند سالوں میں دنیا کو فتح کرنے والوں کو کیا کیا زبانی

ے نقشہ صد ۱۵۳

Marfat.com

اور عملی فوجی سبق دیئے۔ ہمارے محدثین حضرات نے اوّل تو حدیث مبارکہ کو موقع اور محل کے ساتھ کم بیان فرمایا ہے اور جہاں لکھا بھی تو یہ لکھ دیا کہ حضورؐ سفر میں تھے پس ان باتوں سے عسکری روح خود بخود آدھی نکل گئی۔ بہرحال پھر بھی اگر آدمی محنت کرے تو آپؐ کی حدیث مبارکہ فوجی رواجوں اور ضابطوں کی باتوں سے بھری پڑی ہیں اور آدمی ان باتوں کو ڈھونڈ سکتا ہے۔ البتہ اوپر والی کارروائی میں ایک اور مقصد بھی تھا کہ دُور دُور قبائل اور دشمنانِ اسلام پر اسلام کی طاقت اور قوت کا رعب بیٹھ جاوے تب ہی اتنا دور تک گئے۔

ذوقرد پر چڑھائی

مسلمانوں نے اوپر والی مہم سے واپسی پر مشکل سے چار دن اور رات گذارے ہوں گے کہ قبیلہ غطفان کے ایک سردار عُیینہ بن حصن نے اس چراگاہ پر حملہ کر دیا۔ جہاں مسلمانوں کے اُونٹ چرتے تھے۔ بنی غفار کا وہ جوان جو اونٹوں کی دیکھ بھال کرتا تھا اس کو دشمنوں نے شہید کر دیا اور اس کی بیوی اور بڑی تعداد میں اُونٹوں کو ہانک کر اپنے ساتھ لے گئے لیکن اسی دوران حضورؐ پاک کے ایک صحابی سلمہؓ بن عمر اور ایک غلام وہاں پہنچ گئے۔ سلمہؓ نے حملہ آوروں پر تیر برسانے شروع کر دیئے تاکہ ان کی رفتار سست ہو اور رُک رُک کر تیروں کا جواب دیں اور غلام نے مدینہ میں خبر دی یہاں الارم بج گیا اور سب سے پہلے حضورؐ پاک نے

Marfat.com

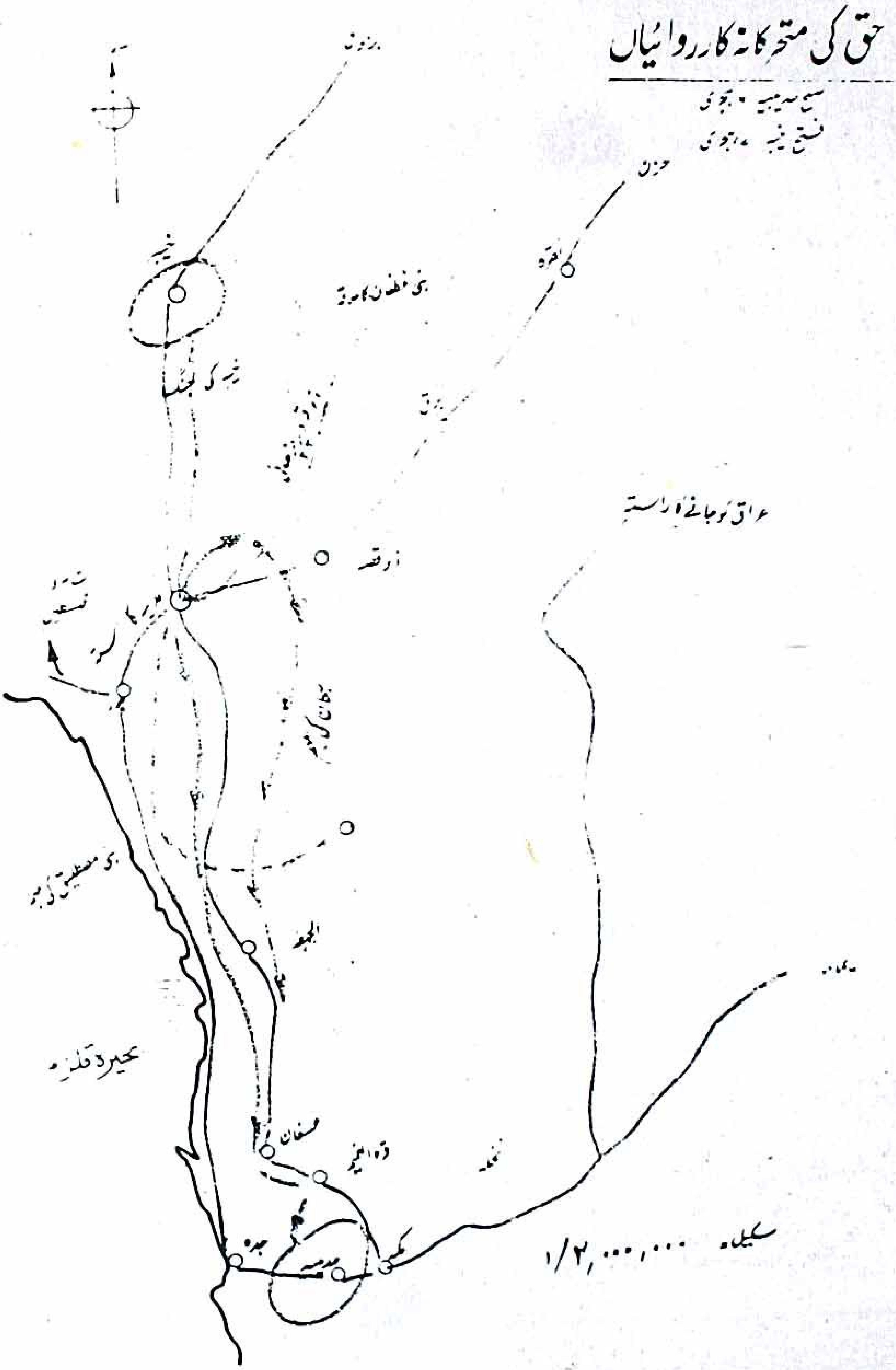
حق کی متحرکانہ کارروائیاں
خیبر
عراق کو جانے کا راستہ
بحیرۂ قلزم
عسفان
جدہ
حدیبیہ
مکہ
سکیل ۱/۲،۰۰۰،۰۰۰

Marfat.com

Marfat.com

سواروں کے ایک دستہ کو اُن کی سرکوبی کے لیئے بھیجا۔ اور پھر خود بھی پیچھے پیچھے چل پڑے جگہ جگہ جھڑپیں ہوئیں اور یہ متحرک لڑائی تھی۔ بہر حال حضورؐ پاک کے دستے کافی زیادہ اونٹ اور نگہبان کی بیوی کو تو حملہ آوروں سے چھڑا سکے لیکن عنیبہ چند اُونٹ لے کر اپنے قبیلہ کے مرکز تک پہنچ گیا گو اس کا بیٹا اور کئی ساتھی مارے گئے۔ حضورؐ پاک بھی ذوقرد پہاڑ تک پہنچ گئے اور وہاں ایک دن اور ایک رات ٹھہرے۔ کچھ صحابہ نے اور آگے بڑھنے کی عرض کی لیکن حضورؐ نے فرمایا کہ اب یہ ایک لاحاصل مشق ہو گی کہ دشمن ہماری تعداد اور ارادوں سے آگاہ ہے اور یہ اس کا اپنا علاقہ ہے جس کے چپہ چپہ سے وہ واقف ہے اور اس کے فوجی استعمال سے بھی۔ تو آپؐ واپس مدینہ تشریف لے آئے۔ اس واقعہ کو پرانے زمانے کے مورخین نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔ البتہ آجکل کی کتابوں میں کم ملتا ہے کہ ہمارے موجودہ مورخین کو اس سارے واقعہ میں الف لیلیٰ کی کہانی کا کوئی پلاٹ نظر نہ آیا۔ حالانکہ یہ متحرک لڑائی تھی جس میں آج بھی سبق ہیں کہ دشمن کا پیچھا کس طرح کرو اور دشمن کے علاقے میں پھونک پھونک کر قدم رکھو۔ کہیں مقصد سے زیادہ نقصان نہ کرا بیٹھو۔

بنی مصطلیق پر حملہ

حضورؐ پاک نے جمادی الثانی اور رجب کے مہینہ کے کچھ دن مدینہ شریف میں

ے روایت ہے کہ نگہبان جو شہید ہوتے وہ مشہور صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ کے صاحبزادے تھے

Marfat.com

گزارے اور شعبان ۶ھ ہجری میں آپ کو بنی مصطلیق کی سرکوبی کے لئے جانا پڑا
پرانے زمانے کے مورخین نے یہ واقعات بڑی تفصیل سے بیان کیے ہیں۔
لیکن آجکل کے مورخین نے تو اس واقعہ کا ذکر ہی نہیں کیا یا شعبان ۵ھ ہجری
میں بنو خزاعہ کے ساتھ جو پہلی جھڑپ ہوئی تھی اس کو اور اس واقعہ کو ایک ہی
واقعہ بنا دیا۔ معلوم ہوتا ہے کہ موسم کے لحاظ سے بنو خزاعہ پانی کی وجہ سے اس
زمانے میں یعنی شعبان کے دنوں میں ایک جگہ اکٹھے ہو جاتے تھے کہ پانی لینے اور
پینے کی ایک ہی جگہ المریاصی نام کے ارد گرد خیمہ زن ہو جاتے تھے، بنی مصطلیق
خزاعہ کا ہی ایک قبیلہ یا شاخ تھی۔ اس سال یعنی ۶ھ ہجری کو وہ اپنے لیڈر
حارث کی رہنمائی میں مدینہ پر حملہ یا شبخون مارنے کی تیاری کر رہے تھے۔ جب
حضورؐ کو اس کی خبر ملی تو آپؐ نے دشمن کو اُن کے پانی پینے والی جگہ پر جالیا جس
میں مرد تو کافی بھاگ گئے لیکن اُن کی عورتیں اور بچے مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے
اور کافی مال غنیمت بھی ہاتھ آیا۔ اسی دوران ایک مہاجر اور انصار میں کچھ جھگڑا
ہو گیا۔ عبداللہ بن ابی بھی موجود تھا۔ اُس نے مہاجرین کے خلاف بڑی گندی
زبان استعمال کی۔ حضورؐ پاک کے پاس جب خبر پہنچی تو حضرت عمرؓ بھی پاس ہی
موجود تھے۔ جن کو بہت غصہ آیا اور فرمایا کہ اس مردود کا سر کاٹ ڈالنا چاہیئے
لیکن حضورؐ پاک خاموش ہو گئے۔

اس بات کا بعد میں عبداللہ کے بیٹے کو پتہ چلا، تو وہ حضورؐ کی خدمت میں

حاضر ہوا اور عرض کی یا رسول اللہ! اگر میرے باپ کی کوئی حرکت ناپسند آئے تو مجھے حکم دیجئے کہ میں اس کا سر کاٹ لاؤں۔ لیکن اگر کسی اور نے اُس کا سر کاٹا تو شاید وہ برداشت نہ کر سکے وغیرہ۔ حضورؐ پاک کو یہ بات بڑی پسند آئی اور فرمایا کہ اُس کو سمجھاؤ کہ وہ اپنے حالات ٹھیک رکھے۔ بہرحال حضورؐ پاک کی اس مہربانی سے انصار میں خود بخود عبداللہ بن ابی کے خلاف نفرت پیدا ہو گئی۔ ابھی تک جذبات میں دونوں طرف شدت تھی اس لیے حضورؐ نے جو وہاں سے کوچ فرمایا تو سارا دن اور رات کا کافی حصہ چلتے رہے بلکہ صبح کے وقت پھر سفر جاری رکھا اور جب دھوپ بہت تیز ہوئی تو آرام کے لیے ٹھہرے۔ تمام اہل لشکر اتنے تھکے ہوتے تھے کہ زمین پر بیٹھتے ہی سب کو نیند آ گئی یہ اس لیے کیا گیا کہ عبداللہ بن ابی کی شرارت کی وجہ سے جو تلخی پیدا ہوئی تھی لوگ اس کو بھول جاویں۔ بہرحال آپ نے سفر جاری رکھا اور حجاز میں النقی کے مقام تک پہنچ گئے جس کو بکا بھی کہتے ہیں۔ راستہ کے سفر کے دوران اتنی سخت آندھی چلی کہ لوگوں کے دل دہل گئے۔ آپ نے سب کو تسلی دی کہ کسی جگہ کوئی بڑا کافر ہلاک ہوا ہے اور یہ اُس طرف نشاندہی کرتی ہے کچھ عرصے کے بعد پتہ چلا کہ اسلام دشمن یہودی رفا بن زید اس رات مرا تھا۔

اس مشکل سفر، آندھی اور خوشخبری وغیرہ نے مسلمانوں کو ایک دوسرے کے خلاف جذبات کو ٹھنڈا کر دیا۔

Marfat.com

ام المومنین حضرت جویریہؓ

اس سے بڑھ کر خوشخبری یہ تھی کہ بنی مصطلیق کا سردار حارثؓ مسلمان ہو گیا اور اس قبیلہ کے متعدد لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔ حارثؓ کی بیٹی جویریہؓ حضورؐ پاک کے نکاح میں آئیں اور امہات المسلمین میں شامل ہوئیں۔ اسی خوشی میں مسلمانوں کو جو کچھ مال غنیمت اس قبیلہ سے ملا تھا وہ واپس کر دیا گیا اور ان کے بیوی بچوں کو آزاد کر دیا۔ اسلام اب پھیل رہا تھا اور اس کی طاقت میں اضافہ ہو رہا تھا اس سفر کو جنگی مشق بھی کہہ سکتے ہیں۔ جہاں حضورؐ پاک نے مسلمانوں کو لمبا عرصہ پیدل چلا کر ان کی بدنی قوت میں اضافہ کیا اور مزاجوں کو ٹھنڈا کیا۔ یاد رکھیں کہ وہ لوگ جو ملک میں فتنہ و فساد پھیلاتے رہتے ہیں اور معمولی بات پر اپنی موٹروں اور عمارتوں کو آگ لگاتے رہتے ہیں اُن کو راہِ راست پر لانے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ ان میں فوجی ربط و ضبط پیدا کیا جائے اور بدنی طور پر ان لوگوں کو کام کی عادت ہو، اس لیے ہمارے سکولوں اور کالجوں میں تعلیم کے ساتھ ہمارے بچوں کو سخت جان اور ربط و ضبط کا پابند بنانا بہت ضروری ہے۔ بنی مصطلیق پر حملہ کی کارروائی فوجی لحاظ سے بہت کامیاب ثابت ہوئی۔ مسلمانوں کا کوئی جانی نقصان بھی نہ ہُوا۔ بنی مصطلیق کے تین آدمی حضرت علیؓ اور حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کے ہاتھوں ہلاک ہُوئے۔

حدیبیہ کے معاملات حدیبیہ کے معاملات بہت تجزیہ طلب ہیں۔

Marfat.com

مؤرخین نے اکثر یہ لکھا ہے کہ حضورؐ اور ان کے اصحاب ایک مذہبی فریضہ ادا کرنا چاہتے تھے لیکن اگر یہ کہا جائے کہ یہ ایک جنگی مہم تھی جس کے نتیجہ کو اللہ تعالیٰ نے خود قرآن پاک میں فتح مبین کے نام سے یاد کیا ہے تو لوگ تذبذب میں پڑ جائیں گے اور یہ سخت بول اٹھیں گے کہ باقی دنیا کیا کہے گی کہ مسلمان بڑے جارح تھے یہ ہماری زندگی کا ایک افسوسناک پہلو ہے کہ ہم حق کو حق کہنے سے گھبراتے ہیں۔ لوگ کیا کہیں گے اس کا اسلام کے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔ بات سیدھی ہے کہ اللہ اور اس کا حبیبؐ کیا فرماتے ہیں اور امام بخاریؒ نے بھی اس کو جنگ حدیبیہ لکھا اب پتہ نہیں لوگ جنگ کے نام سے کیوں گھبراتے ہیں۔

البتہ ایک پہلو کی وضاحت بہت ضروری ہے حضورؐ پاک کی شان اور ان کی عملی کارروائیوں کو سمجھنا یا ان کی گہرائیوں میں جانا بڑی مشکل بات ہے اس زمانے میں جب آپؐ نے حج کے ارادے کے لیے مسلمانوں کو اکٹھا کیا تو صحابہؓ امناً وصدقناً کے تحت اور حج کے شوق سے حضورؐ کے لشکر میں ضرور شریک ہو گئے لیکن سب لوگ مقصد تک نہ پہنچ سکے۔ کیونکہ جب معاہدہ کر کے بغیر حج کے آپ واپس مڑے تو کئی لوگوں کو بڑا عجیب لگا کہ حضورؐ ایسے واپس کیوں جا رہے ہیں یہی حالت ہماری ہے کہ ہم بھی ان معاملات کے سلسلہ میں گروہوں میں بٹے ہوئے ہیں گو چودہ سو سال بعد اب ہمارے اوپر یہ تو ضرور واضح ہو جانا چاہیے تھا کہ حدیبیہ ایک جنگی مہم تھی اور اسلام کے سب سے بڑے اصول وحدت فکر اور

Marfat.com

وحدتِ عمل ہیں۔

چلو مان لیتے ہیں کہ حج ایک مذہبی فریضہ ہے اور حضورؐ اور باقی مسلمان یہ فریضہ ادا کرنا چاہتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ایک سولین صاحب ڈاکٹر ارشد نے ۶ ستمبر ۱۹۸۱ء کے پاکستان ٹائمز میں یہ ثابت کر دیا ہے کہ مسلمانوں کی عبادات بھی دراصل جہاد کی تیاری ہی ہوتی ہیں۔ اگر ہم فوجیوں میں سے کوئی یہ بات کہتا تو لوگ کہتے کہ ان فوجیوں کو ساون کے اندھے کی طرح ہرا ہی ہرا سوجھتا ہے اور ان کو ہر چیز میں جہاد اور جنگ نظر آتے ہیں تو سولین صاحب سے گذارش ہے کہ یہ نکتہ وہ خود بھی سمجھیں اور قوم کو بھی سمجھائیں کہ ہماری سب عبادات دراصل ہمیں فوجی تیاری میں مدد دیتی ہیں علامہ اقبالؒ کے کلام سے بار بار استفادہ کیا جا رہا ہے اس کا بھی یہی مطلب ہے کہ ہمارے دانشور اس پہلو کو سمجھیں۔

لفظ نماز الصلوٰۃ کے صحیح مفہوم کی وضاحت نہیں کرتا۔ الصلوٰۃ قائم کرنے کا حکم ہے جو ہماری بدنی اور روحانی صلاحیتوں کو یکجا کرتی ہے صف بندی، اخوت، مساوات، باقاعدگی، اطاعت امیر اور قومی اجتماعی زندگی کے اسباق نماز میں عملی طور پر مشق کے طور پر اپنانے پڑتے ہیں اور یہی چیز جہاد کی تیاری اور اس کی اولین ضرورت ہے یعنی جہاد بالنفس کی بنیاد ہے فوجی ڈرل نماز کی ایک بھونڈی نقل ہے جو جرمنی کے مشہور شہنشاہ فریڈرک نے مسلمانوں کے فلسفہ نماز

کے مطالعہ کے بعد اپنائی۔ اس لیے نماز کے سارے فوجی پہلوؤں کی وضاحت کے لیے کئی مضمونوں کی ضرورت ہے اور باقی ارکان بھی اپنے مزاج میں فوجی ہیں۔ علامہ اقبالؒ نے اپنی ایک کتاب میں نماز کے اس پہلو کی وضاحت کی ہے۔

حج کو ایک لحاظ سے باقی ارکان پر فوقیت ہے کہ تمام ارکان کے اثرات اور عملی پہلوؤں کا سال میں اجتماعی طور پر اللہ کے گھر میں ایک مظاہرہ ہوتا ہے جو نظریاتی بھی ہے اور سیاسی بھی۔ پوری قوم کی وحدتِ فکر اور وحدتِ عمل کا یہ مظاہرہ اسلام کی حکمتِ عملی یا فوجی حکمتِ عملی میں ایک اہم حیثیت رکھتا ہے۔ اس لیے اگر قریش مکہ مسلمانوں کو حج کرنے کی اجازت دے دیتے تو ایک لحاظ سے وہ بغیر لڑے مسلمانوں کے سامنے اُسی سال ہتھیار ڈال چکے ہوتے۔ حضورِ پاک یہ سب کچھ جانتے تھے۔ اسی وجہ سے آپؐ نے قریش کی طرف کوئی نمائندہ نہ بھیجا کہ حج کے لیے اجازت چاہیے یا اطلاع کے طور پر ان کو خبر دے دیتے۔

اب مکہ پر قریش کا قبضہ ہے اور حضورؐ پچھلے چھ سالوں سے قریش کے ساتھ حالتِ جنگ میں ہیں بلکہ دوسرے کئی عرب قبائل کے ساتھ بھی حالتِ جنگ میں ہیں۔ مانا کہ عرب کے رواج کے مطابق کچھ مہینوں میں خاص کر حج کے مہینے میں جنگ نہیں ہوتی تھی۔ لیکن قریش یہ کیسے برداشت کرتے کہ جن لوگوں کو وہ مکہ میں اس لیے نہیں دیکھ سکتے تھے کہ اُن کے طریقۂ زندگی اور طریقۂ عبادات سے

Marfat.com

ان کو اختلاف تھا اور ان کے ساتھ وہ تین جنگیں بھی لڑ چکے تھے اور چھوٹی جھڑپیں تو بہت ہوئی تھیں۔ اس لیے ہم لاکھ کہیں کہ مسلمان ایک مذہبی فریضہ ادا کرنے کی غرض سے مکہ جا رہے تھے قریش کے لیے یہ ایک شکست تھی اور مسلمانوں کی یہ ایک جنگی مہم تھی۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر یہ ایک جنگی مہم تھی تو حضورؐ پاک نے اُس کو جنگی مہم کا نام کیوں نہ دیا تو جواب آسان ہے ان مہینوں میں مکہ میں جنگ تو ویسے بھی نہ ہوتی تھی اور آپؐ اتنی طاقت سے بھی نہیں جا رہے تھے کہ اگر قریش اجازت نہ دیں تو آپؐ زبردستی حج کرنے کی کوشش کریں گے تو آپ خواہ مخواہ کیوں اعلانِ جنگ کرتے جنگی مہم کی کارروائی کے معاملہ کو رازداری میں بھی رکھا جاتا ہے کیونکہ حضورؐ پاک کا فرمان ہے کہ لڑائی دھوکا ہے۔ آپ ہر قسم کی چالیں چلتے ہیں دشمن سے اپنے ارادہ کو چھپاتے ہیں۔ حیران کن کارروائیاں کرتے ہیں۔ یہ کوئی کبڈی کا میچ تو ہوتا نہیں کہ کسی قانون کے تحت کام کیا جائے اور کوئی ثالث یا ریفری وغیرہ بھی ہو اور پھر حضورؐ پاک کا مقصد کوئی حملہ کرنا تو تھا بھی نہیں حج کا ارادہ تھا اگر پورا ہو جاتا ہے تو بہت اچھا۔ چنانچہ آپؐ نے مسلمانوں اور مدینہ کے گرد و نواح کے قبائل کو اس سال ذی قعد میں حج پر اپنے ساتھ چلنے کی دعوت دے دی۔

مکہ کی طرف کوچ : عرب کے رواج کے مطابق ان چار ماہ میں جنگ

Marfat.com

نہیں کی جاتی تھی اور حضورؐ پاک بھی یہ تاثر نہیں دینا چاہتے تھے کہ وہ مکہ پر دھاوا کرنے والے ہیں۔ اس لیے انہوں نے عام حج کی تیاری کی، عمرہ کا احرام باندھا اور قربانی کے اُونٹ ساتھ لیے اور حکم دیا کہ کوئی آدمی ہتھیار باندھ کر نہ آئے صرف تلوار جو عرب میں سفر کا ضروری آلہ سمجھی جاتی تھی پاس رکھ لی جائے اور وہ بھی نیام میں بند ہو۔ کوئی چودہ سو اشخاص کو آپؐ کی ہمراہی کا شرف حاصل ہوا۔ آپؐ کے اس انوکھے طریق کار نے قریش کو ضرور تذبذب میں ڈال دیا ہوگا وہ اپنے تحادیوں میں سے یہودیوں کو تو کسی امداد کے لیے بلا نہیں سکتے تھے کہ حج کے معاملات میں وہ کسی غیر کی مداخلت کو پسند نہ کرتے۔ باقی عرب قبائل گو عقائد مختلف رکھتے تھے لیکن حج کے سب لوگ سنت ابراہیمی کے طور پر قائل تھے ان لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملانا مشکل تھا کہ قریش کو اگر یہ اختیار مل جاتا کہ وہ لوگوں کو حج سے روک سکتے ہیں تو کل کسی اور قبیلہ کو بھی روک سکتے تھے ہمارے تاریخ دان ان سب باتوں پر خاموش ہیں۔ ورنہ معلوم ہوتا ہے کہ قریش خود اس معاملہ میں ایک رائے نہ رکھتے ہوں گے کیونکہ حجاج کے مکہ آنے پر ہی لوگوں کو تجارت اور خرید و فروخت سے آنا مل جاتا تھا کہ وہ ایک سال گزارہ کریں۔ کچھ لوگوں کو حج سے روکنے سے ایک خراب رسم پڑ رہی تھی۔ اس کا ثبوت یہ بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ چودہ سو مسلمانوں کے مقابلے میں قریش کوئی بہت بڑی جمعیت اکٹھی نہ کر سکے اور حضورؐ ان سب حالات کا تجزیہ کئے ہوئے تھے۔

Marfat.com

ادھر مسلمانوں کا ایک گروہ کی صورت میں مکّہ کے گرد و نواح میں پہنچ جانا ہی ایک بہت بڑی فوجی کامیابی تھی کہ آج سے چھ سال پہلے مکہ میں ان کے لیے زندگی دو بھر کر دی گئی اور وہ چھپ کر ایک ایک کر کے مکہ سے نکلے اور ایک سال پہلے تک اہلِ مکہ ان کو مدینہ میں چین کی زندگی نہیں گزارنے دے رہے تھے اور بار بار ان کے دروازہ کو کھٹکھٹا چکے تھے۔ یہ سب پہلو اگر اچھی طرح ذہن نشین ہو جائیں تو پھر حضورؐ پاک کی اس متحرک کارروائی اور فوجی حکمت عملی کی سوجھ بوجھ لگنا شروع ہو جاتی ہے اور خدا کرے ہم ایسی کارروائیوں سے سبق بھی سیکھیں چنانچہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچ کر حضورؐ پاک اور ان کے لشکر نے قربانی کی ابتدائی رسمیں ادا کیں۔ یعنی قربانی کے جو اُونٹ ساتھ تھے ان کی گردنوں میں قربانی کی علامت کے طور پر لوہے کے نعل لگا دیئے گئے مکہ والوں کے ردّعمل کی خبر لانے کے لیے قبیلہ خزاعہ کے ایک آدمی کو مکہ بھیجا چونکہ اس صاحب کے اِسلام کا حال اہلِ قریش کو معلوم نہ تھا اِس لیے یہ صاحب اہلِ مکہ میں گھل مل سکتے تھے۔

اہلِ مکہ کا ردعمل

پتہ چلا کہ قریش کا ردعمل کافی سخت ہے اور وہ مسلمانوں کو حج کرنے کی اجازت نہ دیں گے اور وہ مکّہ سے باہر بلدح کے مقام پر فوجیں اکٹھی کر رہے ہے

Marfat.com

ہیں۔ کتنی فوجیں اکٹھی ہوئیں اور کتنا وقت لگا اس سلسلہ میں مورخ خاموش ہیں البتہ دو سو سواروں کا ایک دستہ آگے ضرور بھیجا کہ مسلمانوں کے حالات معلوم کرے کہتے ہیں اس دستہ کی کمانڈ خالد بن ولید کر رہے تھے اور وہ قرۃ الغمیم تک پہنچ گیا حضورؐ پاک نے ان حالات پر جو تبصرہ کیا وہ لفظ بہ لفظ لکھا جا رہا ہے تاکہ ہمیں حضورؐ کے مقصد کا پتہ چل جائے۔ حضورؐ نے فرمایا :-

" افسوس! جنگ نے اہل قریش کو اندھا کر دیا ہے۔ ان کو کیا تکلیف ہوتی کہ وہ مجھے اور باقی اہل عرب کو فریضہ حج ادا کرنے دیتے۔ ان پر ہر وقت یہ خواہش چھائی ہوتی ہے کہ وہ مجھے قتل کر دیں۔ لیکن انشاء اللہ جب میرا اللہ مجھ کو فتح نصیب کرے گا تو پھر یہ لوگ جوق در جوق اسلام میں داخل ہو جائیں گے اب آخر قریش کب تک لڑیں گے: بخدا میں تو اپنا وہ کام جاری رکھوں گا جو میرے اللہ نے مجھے سونپا ہے جب تک میری جان میں جان ہے اور میں فتحیاب نہ ہو جاؤں"

اس کے بعد حضورؐ نے راستہ تبدیل کر دیا کہ قریش کے رسالہ کے ساتھ مڈ بھیڑ نہ ہو جائے چنانچہ ایک نہایت مشکل پگڈنڈی پر چلنا شروع کر دیا جہاں ہر جگہ سخت پتھر تھے جب مشکل راستہ ختم ہوا تو حضورؐ نے اپنے لشکر کو فرمایا کہ اللہ کے دربار میں عاجزی کرو اور اس کا شکر کرو کہ اب آسانی آگئی ہے۔ سب اہل لشکر نے یہ کلمات دہرائے۔ حضورؐ پاک نے فرمایا اسی قسم کا ایک "امتحان" بنی اسرائیل پر بھی آیا۔ لیکن جب آسانی ہوئی تو انہوں نے اللہ کا شکر ادا نہ کیا۔ اس کے بعد آپ دائیں

Marfat.com

کو مڑے اور اس سڑک پر آگئے جو درۂ مرار اور نمکین زمین سے ہوتی ہوئی مکہ کی ڈھلوان میں حدیبیہ پہنچتی ہے قریش کے رسالہ نے جب یہ دیکھا تو وہ واپس مکہ چلے گئے اور اہل مکہ کو ان حالات سے آگاہ کیا۔ حضورؐ آگے بڑھتے رہے۔ پھر ایک جگہ اونٹ بیٹھ گیا تو شتربان نے کہا کہ یہ اب نہیں اٹھے گا۔ تو حضورؐ نے فرمایا کہ نہیں اس بے چارے کی کیا طاقت کہ ایسا کچھ خود کرے وہ عظیم طاقت جس نے ہاتھیوں کو مکہ سے روکا تھا اُس نے اُس اونٹ کو بھی آج کے دن آگے جانے سے منع فرما دیا ہے۔ بخدا قریش اب جو مناسب شرط میرے سامنے پیش کریں گے یا کہیں کہ میں کچھ مہربانی کرکے رعائتیں بھی دوں، تو میں سب کچھ مان لوں گا۔ اس کے بعد پڑاؤ کا حکم دے دیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسولؐ اللہ کنوئیں پانی سے خالی ہیں۔ آپؐ نے ایک آدمی کو اپنا تیر دیا کہ کنوئیں کے اندر اتر کر تیر کی نوک کو زمین میں گاڑ دو۔ ایسا کیا گیا تو کنواں پانی سے بھر گیا۔

یہ واقعات تفصیل سے لکھنے کی وجہ یہ ہے کہ اس زمانے کے ہمارے مؤرخین نے اِن باتوں کو سمجھا نہیں یا کوئی اور وجہ تھی کہ یہ باتیں ہماری تاریخوں سے نکلتی جا رہی ہیں اور ہماری تاریخ میں صلح و صفائی کی چند باتیں لکھ دی جاتی ہیں۔ حالانکہ یہ باتیں ہماری عسکری تاریخ کا عظیم حصہ ہیں کہ کس طرح پہلے بیان میں حضورؐ پاک نے مصمم ارادہ کا اظہار کیا اور اپنے مقصد کی وضاحت کی پھر دشمن کے ساتھ بے وجہ جھڑپ سے کنارہ کیا اور مشکل راستہ اختیار کیا اور مشیتِ ایزدی کے آگے

Marfat.com

تھے تسلیم خم کرنے کی تیاری میں حدیبیہ میں پڑاؤ کیا اور اپنے اس ارادے کا بھی اظہار کر دیا کہ کچھ معاملات صلاح و مشورے سے بھی طے کر لیے جاتے ہیں اور آپؐ کی شرائط بھی کڑی نہ ہوں گی اور در حقیقت آپؐ کی فوجی طاقت بھی اتنی زیادہ نہ تھی کہ آپؐ کوئی کڑی شرائط عائد کرتے۔ ان فوجی معاملات اور فوجی حکمتِ عملیوں کو سمجھنے کے لیے فن سپاہ گری کی شدھ بدھ اور فوجی ذہن کا ہونا ضروری ہے۔ لیکن پچھلے دو سو سالوں کی غلامی نے ہمارے اذہان کو ماؤف کر دیا ہے اور علامہ اقبالؒ اس سلسلہ میں ہمارے اوپر یوں طنز کرتے ہیں :۔

بہتر ہے کہ بے چارے ممولوں کی نظر سے
پوشیدہ رہیں باز کے احوال و مقامات

صلاح و مشورہ اور ثالثی

اسلام دین فطرت ہے مشہور کہاوت ہے کہ "اتنے خشک نہ ہو کہ کوئی توڑ دے اور اتنے نرم نہ ہو کہ کوئی نچوڑ دے" اس لیے پہلے ثالث رئیس اعظم قبیلہ خزاعہ بدیل بن ورقا کو حضورِ پاک نے جواب دیا "قریش سے جا کر کہہ دو۔ ہم عمرہ کی غرض سے آئے ہیں۔ لڑنا مقصود نہیں۔ جنگ نے پہلے ہی قریش کی حالت زار کر دی ہے اور ان کو سخت نقصان پہنچایا ہے اس لیے بہتر ہے کہ کچھ مدتِ معین کے لیے صلح کریں اور مجھ کو عرب کے ہاتھ میں چھوڑ دیں اگر وہ اس پر راضی نہ ہوں تو خدا کی قسم جس

Marfat.com

کے ہاتھ میں میری جان ہے میں تب تک لڑوں گا جب تک اللہ تعالیٰ ان کے اور میرے درمیان کوئی فیصلہ نہیں کر دیتا۔ بدیل نے قریش کو ان باتوں سے آگاہ کیا لیکن اہل مکہ کو قبیلہ خزاعہ پر شک تھا اس لیے قریش نے بھی جواباً سخت الفاظ استعمال کیے۔

اس کے بعد قریش نے مقراز بن حفظ کو حضورؐ کے پاس بھیجا جس کو دور سے دیکھتے ہوئے حضورؐ نے فرمایا " یہ دغاباز آدمی ہے" اور جب وہ وہاں پہنچا تو حضورؐ پاک نے جو کچھ بدیل کو بتایا تھا وہی دہرا دیا۔ اگلا آنے والا ایک بہتر انسان تھا جس کو دور سے دیکھتے ہوئے حضورؐ پاک نے فرمایا کہ وہ ایک مخلص آدمی ہے اپنے قربانی کے اونٹوں کو ذرا آگے کر دو تاکہ اس کی نظر پڑ جائے۔ یہ شخص حبشی قبیلہ کے الحلیاص بن القمہ تھا۔ جب اُس نے اونٹوں کی ڈیل ڈول دیکھی کہ وہ قربانی کے جانوروں کی طرح بڑے سجائے گئے تھے تو وہ حضورؐ کے پاس آنے کی بجائے سیدھا قریش کے پاس چلا گیا اور ان کے اپنے تاثرات بتلانے لگا کہ کس طرح وہ یہ سب مظاہرہ دیکھ کر مسلمانوں کی نیک نیتی سے متاثر ہوا تھا۔ قریش نے اُس کو بُرا بھلا کہا اور جاہل تک کہہ دیا وہ خاموش نہ رہ سکا اُس نے کہا۔

" اے قریش یہ کتنی خراب بات ہے کہ ایک آدمی اللہ تعالیٰ کی ایک عبادت کو پورا کرنے کے لیے آتا ہے اور تم اس کو روک دیتے ہو۔ بخدا محمدؐ جو کچھ کرنا چاہتے ہیں ان کو کرنے دو۔ ورنہ میں اپنی حبشی افواج کو آپ سے الگ کرتا ہوں قریش نے

Marfat.com

الحلیاص کی منت سماجت شروع کردی اور کہا کہ ان کی بہتر شرائط پر صلح کرنے تک وہ خاموش رہے۔

اس کے بعد قریش کی طرف سے عروہ بن مسعود ثقفی آیا جو بڑا اسلجھا ہوا آدمی تھا۔ وہ علم کلام یعنی گفتگو کا ماہر تھا ایک طرف حضورؐ پاک کو کہنے لگا کہ اے محمدؐ! آپ آخر اپنی قوم کو برباد کر کے کیا کریں گے اور پھر اگر یہ لوگ جس طرح جنگ کے لیے تیار ہیں انہوں نے آپ پر بھرپور حملہ کر دیا آپ کے ساتھ یہ "بھیڑ" یا گروہ جو ہے وہ خاک کی طرح اُڑ جائے گا۔ صدیق اکبرؓ وہاں ہی موجود تھے آپ نے فرمایا۔ تمہارے منہ میں خاک پھر عروہ کی طرز گفتگو جناب مغیرہؓ بن شعبہ کو جو حضورؐ پر سنتری کا کام کر رہے تھے ناپسند آئی اور انہوں نے بھی عروہ کو ڈانٹ دیا کہ بات کرنے کی تمیز سیکھو۔ عروہ دونوں عظیم صحابہؓ کو جانتا تھا اور کچھ خاموش ضرور ہو گیا۔ گو ظاہر طور پر آخری وقت تک دھمکیاں دیتا رہا۔

عروہ نے البتہ اللہ کے حبیبؐ اور ان کے صحابہ کی حیرت انگیز عقیدت کے جو منظر دیکھے تو واپس جا کر اس نے قریش کو صاف بتا دیا کہ اس کو کسریٰ ایران، قیصر روم اور نجاشی کے دربار میں بھی جانے کا اتفاق ہوا۔ لیکن یہ وفاداری۔ یہ عقیدت، یہ ربط و ضبط اس کو اور کہیں نظر نہ آیا۔ جب حضورؐ پاک بات کرتے ہیں تو سناٹا چھا جاتا ہے وہ وضو کرتے ہیں تو جو پانی گرتا ہے صحابہؓ اس پر ٹوٹ پڑتے ہیں۔ آپ کے تھوک کو عقیدتمند ہاتھوں پر لے کر اپنے چہرے پر مل لیتے ہیں۔

Marfat.com

سبحان اللہ کیا بات ہے ایک کافر کو بھی اللہ تعالےٰ نے یہ نظارہ دکھانا تھا۔

خوشا وہ قافلہ جس کے امیرؐ کی ہے متاع
تخیلِ ملکوتی و جذبہ ہائے بلند

بہر حال معاملہ بھی نا تمام رہا تو آپؐ نے حضرت خراش ؓ بن اُمیہ کو قریش کی طرف روانہ کیا جس کے سواری کے اونٹ ہی کو مار ڈالا گیا پھر قریش نے چالیس پچاس آدمیوں کا ایک دستہ بھیجا کہ کسی صحابی کو اٹھا لاؤ تاکہ اس کو یرغمال بنایا جائے یہ لوگ سب کے سب گرفتار ہو گئے لیکن اللہ کے حبیبؐ نے ان کو چھوڑ دیا جس کا ذکر قرآن پاک کی سورۃ فتح میں واضح الفاظ میں کیا گیا ہے تو اس سلسلے میں اب تک جو تفصیل لکھی گئی ہے اس میں مقصد یہ ہے کہ جنگ اور قوموں کی حکمت عملی میں ایک مقصد سامنے اور واضح ہوتا ہے یہاں پر حضورؐ پاک کی طرف سے ساری بات چیت ایک اور واضح مقصد کے گرد گھومتی تھی لیکن کفار کی طرف سے بھانت بھانت کی بولیاں تھیں ہر آنے والے نے مختلف طریقہ اختیار کیا اور مختلف اثرات لے کر واپس گیا۔ اگر اس نکتہ کو ہم آج بھی سمجھ جائیں کہ ہم ایک ہیں اور اس پر عمل پیرا ہوں تو دنیا کی کوئی طاقت ہمارے سامنے نہیں ٹھہر سکتی۔ ہماری تعداد ایک ارب ہے۔ ہماری زبان سے نکلا ہوا ایک پاکیزہ کلمہ پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے سکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ ہمارا امیر بھی ایک ہو اور ہماری اطاعت بھی مکمل ہو۔

بیعت رضوان معاملات آگے نہیں بڑھ رہے تھے۔ حضورؐ پاک ایک "جنگی مہم"

Marfat.com

پھر ضرور تشریف لاتے تھے لیکن جنگ سے کوئی خاطر خواہ فائدہ بھی نہ ہوتا. قریش بھی اپنی کمزوری کو بھانپ چکے تھے. ان میں تفرقہ تھا. حضورؐ پاک کے خلوص سے کہ وہ حملہ آوروں کو چھوڑ دیتے تھے اور اسلامی لشکر کے ربط وضبط اور وفاداری سے بھی لوگ متاثر ہو رہے تھے. قریش کچھ ڈھیلے پڑے ہوئے تھے. اس لیے حضورؐ پاک نے فیصلہ کیا کہ حضرت عمرؓ کو بھیج کر قریش کے ساتھ بات آگے بڑھائی جائے. کیونکہ اب تک وفد صرف قریش کی طرف سے آ رہے تھے. لیکن پھر فیصلہ یہ ہوا کہ حضرت عثمانؓ کو بھیجا جائے. جن کے متعدد رشتہ دار مکہ میں موجود تھے. حضرت عثمانؓ نرم وحیا کی وجہ سے ہر بات آہستہ آہستہ کرتے تھے اور ان کی ملاقاتوں کا سلسلہ لمبے سے لمبا ہوتا جا رہا تھا اور پھر یہ خبر مشہور ہو گئی کہ (نعوذ باللہ) حضرت عثمانؓ شہید ہو گئے ہیں. حضورؐ پاک نے یہ خبر سن کر فرمایا کہ عثمانؓ کے خون کا قصاص لینا فرض ہے تو آپؐ نے ایک درخت کے نیچے بیٹھ کر صحابہ کبارؓ سے جان نثاری کے عہد پر بیعت لی. یہ واقعہ اسلام کی تاریخ میں بیعت الرضوان کے نام سے مشہور ہوا اور قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ نے اس کا ذکر بڑے پیار سے کیا اور فرمایا اللہ نے جان لیا جو کچھ اُن کے دلوں میں تھا تو خدا نے ان کے دلوں پر تسلی نازل کی اور فتح کے لیے پیش رفت ہوئی. دراصل اسلام میں وعدہ اور عہد کی پابندی کو بڑی فضیلت حاصل ہے اسی وجہ سے

Marfat.com

اسلام کے تمام ارکان یعنی نماز، روزہ اور حج وغیرہ میں بھی نیت باندھی جاتی تھی۔ اسلام کے فلسفۂ حیات میں عہد کو ایک بنیادی حیثیت حاصل ہے اور عہد کو پورا کرنا ہی اسلام کا دوسرا نام ہے۔ اس لیے دنیاوی زندگی میں اس پہلو پر عمل پیرا ہونا اور عمل پیرا کرانے کے ذرائع پیدا کرنا اسلام کی اجتماعی زندگی کا ایک ستون ہے۔ چنانچہ اس عہد کی خبر جب مکہ تک پہنچ گئی تو اہلِ مکہ نے حضرت عثمانؓ کو جلد حضورؐ کے پاس واپس بھیجنے کے علاوہ سہیل بن عمر کو مختارِ کل اور سفیر بنا کر حضورؐ پاک کی خدمت میں بھیجا یہ بات بڑی اہم تھی اَب گفت و شنید کے لیے ادھر ادھر بھاگ دوڑ ختم ہو گئی اور جو معاہدہ طے پایا وہ صلح حدیبیہ کے نام سے مشہور ہوا۔ بظاہر شرطیں بڑی کڑی تھیں اور کئی مسلمانوں کو بھی ناگوار گزریں کچھ نے اعتراض بھی کر ڈالا لیکن جنہوں نے ایسا کیا وہ ساری عمر اس غلطی پر پچھتاتے رہے کیونکہ سرکار دو عالمؐ کا کیا ہوا معاہدہ کسی خامی پر کیسے منحصر ہو سکتا ہے؟

صلح حدیبیہ

صلح حدیبیہ کی موٹی موٹی شرطیں حسب ذیل تھیں

ا۔ مسلمان اس سال واپس چلے جائیں۔

ب۔ اگلے سال حج کے لیے آئیں اور تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔

Marfat.com

ج. ہتھیار لگا کر نہ آئیں۔ صرف تلوار لائیں وہ بھی نیام میں۔

د. مکہ میں جو مسلمان پہلے مقیم ہیں ان میں سے کسی کو اپنے ساتھ نہ لے جائیں۔ اور مسلمانوں میں سے کوئی مکہ میں رہ جانا چاہے تو اس کو نہ روکیں۔

ر. کافروں یا مسلمانوں میں سے کوئی شخص اگر مدینہ جائے تو وہ واپس کر دیا جائے گا۔

س. قبائل عرب کو اختیار ہو گا کہ فریقین میں سے جس کے ساتھ چاہیں معاہدہ میں شریک ہو جائیں اور یہ اسی دن تسلیم کر لیا گیا کہ بنو خزاعہ مسلمانوں کے حلیف ہیں اور بنو بکر قریش کے۔

ص. دس سال تک ایک دوسرے کے خلاف جنگی کارروائی نہ کی جائے گی اگر کوئی کرے گا تو دوسرے کو معاہدہ توڑنے کا اختیار ہو گا۔

صلح حدیبیہ کے نتائج اور ان پر تبصرہ

ابھی سہیل بن عمرو واپس نہ گیا تھا کہ اس کا لڑکا ابوجندلؓ مسلمان ہو کر مسلمانوں کے کیمپ میں پہنچ گیا۔ اب معاہدہ کی رو سے حضورؐ پاک نے ان کو جب واپس کر دیا تو جذبات کے ساتھ سارے اسلامی لشکر کا بُرا حال تھا۔ حضورؐ کا فرمان تھا صبر کرو اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور وعدہ کے ایفا کے بارے تلقین کسی بیان کی محتاج نہیں ہے۔ قریش کے اس معاہدہ سے

Marfat.com

بڑا فائدہ صرف ایک تھا کہ اب وہ شام کے ساتھ تجارت کو دوبارہ چھوٹے راستہ بحال کرلیں گے اور سفر پُرخطر نہ ہوگا۔ لیکن اُن کی اپنی سختی سے عائد کی ہوئی شرط نے اس فائدہ کی دھجیاں اُڑا دیں۔ چند دنوں بعد حضرت عتبہؓ بن اسید مسلمان ہو کر مدینہ آگئے۔ شرط کے مطابق حضورؐ نے آپ کو واپس کر دیا انہوں نے راستہ میں اپنے ایک محافظ کو قتل کر دیا اور مدینہ سے ہوتے ہوتے کہ اب مسلمانوں کی یہ ذمہ داری ختم ہے۔ آپ سمندر کے کنارے ذومرہ کے پاس مقیم ہو گئے اور مکہ وغیرہ میں باقی مسلمانوں کو دعوت دی کہ وہ ان کے پاس آکر ٹھہریں اور پھر یہ گروہ بڑھتا گیا حتیٰ کہ انہوں نے قریش کی ناک میں دم کر دی۔ حضورؐ تو قریش کے ساتھ حالت جنگ میں نہ تھے لیکن قریش کے نومسلم تو حضورؐ کی ذمہ داری میں نہ تھے۔ اس لیے ان مسلمانوں نے قریش کے ساتھ جو جنگ کی اس کو جہاد کہیں گے یا نہیں۔ فقہ اس کا جواب نہیں دے سکتا۔ بات سیدھی ہے کہ الاعمال بالنیات کہ عمل کے پیچھے نیت صحیح ہونی چاہیے علاوہ جنگ دھوکا ہے اس کو ناپنے کے پیمانے بھی اس وجہ سے بڑے وسیع ہونا چاہئیں۔ آج افغانستان میں جو جنگ جاری ہے کیا وہ جہاد ہے یا نہیں؟ حکومت تو روس کے ساتھ ہے کشمیر میں جہاد تھا یا نہیں کہ حکومت پاکستان نے تو اعلان جنگ نہیں کیا تھا؟ یہ ایسے مسئلے ہیں جن کو سمجھنے اور ان پر رائے دینے سے پہلے قرآن پاک

حضورؐ پاک کی زندگی اور فن جنگ سے گہری واقفیت ہونی چاہیے اور موٹا اصول یہ ہے کہ نیت کیا ہے اور کیا وہ نیت اللہ اور رسولؐ کے احکام کے مطابق ہے۔

چنانچہ کچھ عرصہ کے بعد قریش نے خود گذارش کی کہ معاہدہ کی اس شق کو ختم سمجھا جائے۔ ویسے تو معاہدہ کی ہر شق قریش کے خلاف ثابت ہوئی۔ اور مسلمانوں کو ہر طرح سے فائدہ ہی فائدہ ہوا۔ آخر ایسا کیوں نہ ہوتا۔ دوجہانوں کے سردار اور اللہ کے حبیبؐ کے سامنے دوسرے لوگوں کی ہستی کیا شئے ہے بہرحال اس معاہدہ سے مسلمانوں کو دیکھنے کے اور لوگوں کو موقع ملے تعلقات قائم ہوئے اور جوق در جوق لاتعداد لوگ اسلام کی صفوں میں شریک ہو گئے۔ جناب خالدؓ بن ولید اور حضرت عمرؓ بن عاص اسی معاہدہ کے جلد بعد حضورؐ پاک کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہو کر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

لیکن اس معاہدہ کا ایک بڑا فائدہ جس کے بارے میں ہمارے مورخ اکثر خاموش ہی رہے وہ یہ تھا کہ اس معاہدہ کے ذریعے حضورؐ پاک نے قریش کے گردونواح کے معاملات میں بالکل غیر جانبدار بنا دیا۔ حدیبیہ سے واپسی کے کچھ عرصہ بعد جب حضورؐ پاک خیبر کے یہودیوں پر حملہ آور ہوئے تو اہل قریش دور رہ کر صرف تماشائی تھے اسی وجہ سے صلح حدیبیہ اور خیبر کو ایک باب میں زیر بحث لایا جا رہا ہے اور مضمون کے شروع میں جو کہا گیا تھا کہ دونوں

Marfat.com

کا چولی دامن کا ساتھ ہے تو وہ یہ حکمتِ عملی تھی کہ ہمارے آقا کی حکمت عملی کے سامنے باطل کی متحدہ کمان والے الگ الگ بے بسی کی حالت میں سرنگوں ہو رہے تھے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالٰے نے قرآن پاک میں اس صلح کو فتح مبین کے پیارے نام سے بیان فرمایا ہے۔

خیبر کی مہم

حضور پاک نے صلح حدیبیہ کے بعد وہاں تین دن قیام فرمایا اور قربانی کی پھر مدینہ شریف واپس آ گئے یہاں ذوالحجہ اور نئے سال یعنی ساتویں ھجری کے محرم کے چند دن گزارے اور پھر خیبر کی مہم پر تیار ہو گئے اس دو ماہ کے عرصہ میں بھی گشتی دستوں کی کارروائیاں جاری تھیں. بنی غطفان اور یہودی مدینہ پر کسی حملے کے لیے اکثر صلاح مشورہ کرتے رہتے تھے. بہرحال ہمارے مؤرخین حضرات نے خیبر کی مہم کو اسلام کی پہلی بڑی جارحانہ کارروائی کا نام دیا ہے پھر لکھتے ہیں کہ مجبوراً یہ کارروائی کرنا پڑی کیونکہ یہودی اور غطفان مدینہ پر حملہ کی تیاریوں میں مصروف تھے. آگے لکھتے ہیں کہ حضورؐ پاک نے فرمایا کہ جو جہاد پر یقین رکھتا ہے صرف وہی اُن کے ساتھ چلے۔

یہ بات صحیح ہے کہ حضورؐ پاک نے کچھ ایسے الفاظ فرمائے ہوں گے لیکن معاملات کو سمجھنے کے لیے یہ ذہن نشین کرنا ضروری ہے کہ پہلے دشمن مدینہ پر

Marfat.com

حملہ آور ہو رہے تھے تو دفاع کے لیے جن کے گھر مدینہ میں تھے وہ بھی شریک ہو جاتے تھے۔ لیکن گشتی دستوں میں صرف مسلمان ہی جاتے تھے بلکہ شروع شروع میں صرف مہاجرین ہی جاتے تھے تو بات دراصل یہ ہے کہ اسلام کسی کرائے کے سپاہیوں یا قسمت آزما سپاہیوں یا ابن الوقت سپاہیوں کے طریق کار کی حوصلہ افزائی نہیں کرتا مسلمان اللہ کی فوج ہیں اور وہ حق کے لیے لڑتے ہیں جو لوگ اس فلسفہ پر یقین رکھتے ہیں وہی اسلام کے سپاہی ہیں اور پھر ان لوگوں کی حکومت تنخواہ مقرر کرے یا مال غنیمت سے حصہ دے یہ الگ بات ہے کہ اُن لوگوں کو اور ان کے بال بچوں کو پیٹ پالنا ہوتا ہے۔

اسلام میں مدینہ بھی اس لیے متبرک تھا کہ وہاں پر حق لانے والے رہتے تھے لیکن مکہ جو اللہ کا گھر تھا چونکہ وہاں کافر رہتے تھے اس لیے اہل مدینہ مکہ پر حملہ آور ہوئے اسلام نے یہ بات واضح کر دی ہے کہ مسلمان سب کچھ اللہ تعالیٰ کے لیے کرتا ہے۔ بلکہ حدیث شریف کے مطابق جو شخص جہاد میں شہرت یا نام کے لیے شرکت کرتا ہے وہ بھی اللہ کو پسند نہیں اور ایسے آدمی کے لیے بخشش نہیں ہے اس لیے ہمیں یہ نکتہ سمجھنا چاہیے کہ آجکل کے کئی دانشور جب غیروں کی نقل کرتے ہوئے یہ لکھ دیتے ہیں کہ اس نے سب کچھ ہمارے لیے کیا اور وہ ہمارے لیے قربان ہو گیا تو یہ ایک غلط اصطلاح ہے بلکہ وطن یا مادر وطن کے لیے قربانی کے الفاظ بھی ٹھیک نہیں ہیں۔ ستمبر ۶۵ء کی جنگ

Marfat.com

ہیں میرے سو سے زیادہ رفقا کو میری آنکھوں کے سامنے شہادت نصیب ہوئی.
کسی نے نہیں کہا کہ وہ پاکستان کے لیے لڑ رہا ہے. سب نعرۂ تکبیر ہی لگاتے تھے
جنگ کے ایک سال بعد ایک مشہور امریکی صحافی میکس ونزی نے سو لیسے افروں
اور جوانوں سے ملاقات کی جو میدان جنگ میں گولیوں کی بوچھاڑ کے نیچے رہے
اس امریکی صحافی نے دیانت داری سے کہا کہ صرف ایک آدمی نے کہا کہ وہ پاکستان کے
لیے لڑا. باقی سب نے کہا کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے لڑے.

افسوسناک پہلو یہ ہے کہ کسی سازش کے تحت یا لاعلمی کی وجہ سے ستمبر ۶۵ء کی
جنگ کے بعد اور جنگ کے دوران ریڈیو وغیرہ پر ہم نے وہ ڈینگیں ماریں
اور "ڈھول سپاہیا" کے ایسے گانے گائے کہ بہت ساری غیر اسلامی اصطلاحیں
ہماری تہذیب کا حصہ بن گئی ہیں اور وطن کو ہم نے اتنا زیادہ اللہ کا شریک
بنانا شروع کر دیا کہ ۱۹۷۱ء میں راقم جب مشرقی پاکستان گیا تو کئی سنجیدہ لوگوں نے
پوچھا کیا بنگال والے شہید ہیں کہ وہ اپنے وطن کے لیے لڑ رہے ہیں یا ہم لوگ.
تو ان کو سمجھایا گیا کہ پاکستان اللہ اور رسولؐ کے نام پر قائم کیا گیا ہے جو اس مرکز
کی وحدت کے لیے لڑتا ہے وہی اللہ اور رسولؐ کے لیے لڑتا ہے اس نکتہ کو
قوم پر واضح کرنا چاہیے. کیونکہ وطن کے لیے لڑنے والے کل طبقاتی جنگ
لڑنے والوں کو بھی شہید کہنا شروع کر دیں گے یہی نکتہ تھا کہ حضورؐ پاک نے خیبر
کی مہم پر جانے سے پہلے صاف صاف فرما دیا کہ اسلام میں لڑائی اللہ کے لیے

Marfat.com

اور حق کے لیے ہے اور جو اس میں یقین رکھتا ہے وہ ہمارے ساتھ شرکت کرے اور اس کارروائی کو آپ نے جہاد کا نام دیا۔

جنگ کے اسباب

خیبر کی جنگ کے اسباب کے سلسلہ میں، پچھلے باب میں یہ واضح کر دیا گیا ہے کہ بنو قریظہ کو تو ان کی غداری کی سزا مل گئی تھی لیکن خیبر کے یہودیوں کی باری بعد میں آئے گی۔ تو اب ان کی باری آ گئی اور حق نے باطل کو مٹانے کے لیے خیبر کا رُخ کیا مجبوری وغیرہ کوئی نہ تھی۔ کیونکہ صلح حدیبیہ نے اس کا موقع اور محل فراہم کر دیا تھا اور فلسفۂ جنگ کے اصولوں میں موقع اور محل کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے۔ البتہ ایک نکتہ کی وضاحت ضروری ہے۔ حضورؐ پاک جانتے تھے کہ قریش اور باقی عرب قبائل کی اسلام دشمنی نادانی اور لاعلمی کی وجہ سے ہے جب یہ لاعلمی دور ہو جائیگی تو اُنہی لوگوں کو اسلامی لشکر میں شامل ہو کر دنیا کو فتح کرنا ہے اس لیے انہوں نے وہاں پر زیادہ تبلیغ سے کام لیا لیکن یہود راندۂ درگاہ ہیں انہوں نے پیغمبروں کے ساتھ دھوکے کیئے۔ قرآن پاک ان کے فتنہ و فساد والی باتوں سے بھرا پڑا ہے ان کو مسلمانوں کے ساتھ بہت حسد تھا۔ وہ اس بات سے آگاہ تو تھے کہ نبی آخرالزمان مبعوث ہونے والے ہیں اور ان کی قوم کو بڑی بلندیاں نصیب ہوں گی لیکن وہ اس غلط فہمی میں تھے کہ وہ نبی بھی باقی نبیوں کی طرح حضرت اسحٰقؑ کی اولاد

Marfat.com

سے ہوں گے. اب حضرت اسماعیلؑ کی اولاد سے نبی کے مبعوث ہونے پر اُن کی حسد کی آگ بھڑک اٹھی اور وہ ہر طرح کے فساد میں شریک ہو گئے اور ہاں اب کونسا فساد ختم کیا ہے. ساری دنیا میں فساد برپا کئے ہوئے ہیں. کارل مارکس یعنی اشتراکیت کا باپ بھی یہودی تھا اور مغربی دنیا کی نکیل بھی ان کے ہاتھ میں ہے اور اسرائیل کا "ناجائز بچہ" مسلمانوں کی رگ میں ایک ناسور ہے تو حضورؐ پاک کی یہود کے خلاف کارروائی کے اسباب اور جواز ایک کھلی کتاب کی طرح ہیں جس کی وسعتیں ہر زمانہ میں بڑھتی ہی رہیں گی.

مہم پر روانگی اور طرفین

حضورؐ پاک کے لشکر میں دو سو۲۰۰ سواروں سمیت کل سولہ سو۱۶۰۰ مجاہدین شامل ہوئے. عورتیں تو ویسے ہر مہم میں ساتھ ہوتی تھیں اس دفعہ حضورؐ پاک کی پھوپھی حضرت صفیہؓ سمیت زیادہ عورتوں نے جہاد میں شرکت کی خواہش کی آپؐ نے پوچھا کہ وہ کیا کریں گی. انہوں نے عرض کی یارسول اللہ ہم مجاہدین کو تیر اٹھا کر دیں گی مجاہدوں کو پانی پلائیں گی اور زخمیوں کی مرہم پٹی کریں گی آپ مسکرا دیئے اور اجازت دے دی. عورتوں کی جہاد میں شرکت ایک بہت وسیع مضمون ہے کہ یہ شرکت کیسے ہوئی اور کس کام کے لیے ہو. بہر حال ہمارے لیے یہ یاد رکھنا ضروری ہے کہ عورت کو بھی فن سپاہ گری کی شدھ بدھ ہونا چاہیے اور چند خصوصی کاموں میں

Marfat.com

عورت، مرد سے بہتر ثابت ہو سکتی ہے۔ یہ الگ بات کہ حضرت صفیہؓ یا خولہؓ بن ازدر کی قسم کی عورتیں اگر اسلام کے پہلے دور میں موجود تھیں تو اس صدی میں بھی فاطمہ بن عبداللہ پیدا ہوئی اور کئی اور ہیں اور ہو سکتی ہیں بشرطیکہ ہم راہِ راست پر آئیں۔

"فاطمہ! تو آبروئے امتِ مرحوم ہے۔ ذرہ ذرہ تیری مشتِ خاک کا معصوم ہے
یہ سعادت حورِ صحرائی تیری قسمت میں تھی غازیانِ دیں کی سقائی تری قسمت میں تھی
یہ جہاد اللہ کے رستے میں بے تیغ و سپر ہے جسارت آفریں شوقِ شہادت کس قدر"

حضورؐ پاک کا لشکر جب مدینہ سے نکلا تو تین حصوں میں تھا اور تین علمبردار جناب علیؓ، جناب سعدؓ بن عبادہ، اور جنابِ حبابؓ بن منذر تھے۔ آگے آگے حضرت عامرؓ بن الاکوع جو رجز پڑھتے جاتے تھے وہ بھی مسلمانوں کے جنگی مقاصد کی نشاندہی کرتی ہے:۔

"اے اللہ! اگر تو ہدایت نہ کرتا تو ہم ہدایت نہ پاتے نہ خیرات کرتے نہ روزہ رکھتے۔ ہم تجھ پر فدا ہوں۔ ہم جو احکام نہیں بجالاتے تو اس سلسلہ میں ہمیں معاف کر دے اور ہمارے دلوں پر تسکین نازل فرما اور جب مڈبھیڑ ہو تو ہم کو ثابت قدم رکھ اور جو لوگ ہمارے اوپر دست درازی کریں یا کوئی فتنہ برپا کرنے کی سعی کریں تو ہم ان سے بالکل نہیں دبتے۔ اے خدا یہ سب اس لیے ہے کہ ہم ہر وقت تیرے فضلوں اور عنایتوں کی آس پر زندہ ہیں"۔

Marfat.com

یہ اندازہ تو پہلے ہی سے لگا لیا گیا تھا کہ بنی غطفان، یہودیوں کی مدد کو ضرور آئیں گے۔ چنانچہ حضور پاک کا پہلا پڑاؤ رجیع تھا جس کو آپؐ نے آجکل کی زبان کے مطابق اپنا بند وبستی علاقہ ADM AREA بنایا اور بھاری سامان کو یہاں چھوڑا اور اس کی حفاظت کے لئے ایک دستہ بھی جو بنی غطفان پر بھی نظر رکھے گا۔ صلح حدیبیہ سے پہلے آپ نے بنی غطفان کے علاقے میں ان کا کافی دور تک پیچھا کیا تھا جس کا ذکر اس مضمون کے شروع میں ہو چکا ہے۔ اب بنی غطفان کو ڈر ہوا کہ اس دفعہ پھر حضور پاک ان کی سرکوبی کے لیے آئے ہیں۔ ان پر رعب پہلے بیٹھ چکا تھا اس لیے وہ واپس پہاڑوں میں چلے گئے۔ جہاں وہ پہلے کی طرح منتشر ہو کر رہتے تھے۔ یہودیوں کے خیبر میں چھ قلعے تھے۔ نعیم، قموص، نطاۃ، قصارۃ، شق اور مربط مضبوط ترین قلعہ قموص کا تھا جس کا سردار عرب کا مشہور پہلوان مرحب تھا۔ یہودیوں کی اس علاقے میں کل آبادی بیس ہزار سے بھی تجاوز کرتی تھی۔ جس میں مردوں کی تعداد کم از کم دس ہزار تو ہوگی۔ آبپاشی کے ذرائع موجود تھے۔ پیداوار کافی تھی۔ البتہ لوگ دور دور تک پھیلے ہوتے تھے اور مختلف قلعوں میں کوئی دفاعی رابطہ نہ تھا۔ نہ ہی پوری قوم کسی وحدت میں بندھی ہوئی تھی۔ وقتی طور کسی فتنہ وفساد کے لیے ایک دوسرے کے ساتھ مل جاتے تھے لیکن خودغرضی کی انتہا تھی۔ ہر ایک اپنی تجارت اور پیداوار سے زیادہ سے زیادہ منافع کمانے کی فکر میں ہوتا تھا اس لیے ایک دوسرے کے ساتھ حسد بھی تھا اور رقابت بھی۔ دولت اکٹھا کرنے کا شوق اس قدر تھا کہ ہر قلعہ

Marfat.com

میں کوئی نہ کوئی مدفون خزانہ ہوتا تھا جس کی حفاظت ان کی پہلی ضرورت تھی اور ہر قلعہ میں شاید ہر گھر کی یہ بات تھی اور پھر اللہ تعالیٰ کا فرمان بھی تھا کہ یہ کبھی متحد نہ ہوں گے صرف دو بار عروج ہو گا ایک حضرت سلیمان ؑ کے زمانے میں گزر گیا ہے ایک شاید اب ہے۔ بہر حال یہی یہود کی کمزوری تھی۔ جس کا حضورؐ پاک فوجی تجزیہ کر چکے تھے۔ اور جنگی کارروائی کے عمل کو یہی باتیں مدنظر رکھتے ہوئے ڈھالا تھا۔

ورنہ اگر طرفین کی نفری کا مقابلہ کیا جائے تو حضورؐ پاک کا کل لشکر سولہ سو تھا تین ہزار کے لشکر کے ساتھ قریش احد کے موقع پر ناکام ہوئے اور اب یہ سولہ سو کا لشکر اتنی بڑی مہم پر نکلا تھا اگر ہونگے ایک سو تو غالب آئیں گے ایک ہزار پر، تو یہ سولہ سو مجاہد۔ سولہ ہزار دشمن پر غالب آسکتے تھے۔ پچھلے چھ سالوں میں ان مجاہدوں نے جو فوجی مشقیں کیں اور عملی جنگوں میں شرکت کی تو ہمارے آقا نے ان کو کہاں پہنچا دیا تھا

دے کے احساس زیاں تیرا لہو گرما دے

فقر کی سان چڑھا کر تجھے تلوار کر دے

جنگ کی کارروائی

خیبر کی جنگ کی کارروائی اس لیے اہم ہے کہ کارروائی مرحلہ در مرحلہ تھی جہاں بھی حضورؐ تشریف لے جاتے تھے پہلے زمین اور گرد و نواح کا خوب مطالعہ فرماتے تھے پھر لشکر کو ترتیب دیتے تھے اور جس کسی ایک قلعہ کو سر کرنے کے لیے جتنی طاقت کی ضرورت ہوتی تھی صرف اتنی طاقت خرچ کرتے تھے پھر اس قلعہ کے لوگوں

Marfat.com

کے ساتھ مکمل سمجھوتہ کرتے تھے لوگوں کو نہتا کرتے تھے تو تب آگے بڑھتے تھے پرانے موّرخین نے یہ واقعات تفصیل سے لکھے ہیں اور ان میں کئی فوجی سبق ہیں کہ فتح یا طاقت کے گھمنڈ میں دشمن کے ملک کو تاخت وتاراج کس طریقہ کے تحت کرنا چاہیے۔

چنانچہ آپؐ کا سب سے پہلا حملہ قلعہِ نعیم پر تھا۔ جس دستہ نے حملہ کیا اس کی کمانڈ حضرت محمودؓ بن مسلمہ کر رہے تھے۔ گو آپ عصر کی نماز سے پہلے اس علاقہ میں پہنچ گئے تھے لیکن اس دن کوئی کارروائی نہ کی اور وقت دیکھ بھال میں گزارا اور پھر اللہ تعالےٰ سے دُعا مانگی کہ اے اللہ ہمیں اس علاقے کے شر سے محفوظ فرما۔ ابن ہشام نے لکھا ہے کہ یہ آپکا معمول تھا کہ جس علاقے میں داخل ہوتے تو پہلے دُعا مانگ لیتے اور مسلمانوں نے بڑا عرصہ اس سنت پر عمل کیا بلکہ رات بھی ذکر وفکر میں گزرتی تھی۔ لیکن اب ہم یہ باتیں بھولتے جاتے ہیں۔

دوسرے روز قلعہ پر حملہ کیا اور نعیم یا ناعم کا قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ گو محمودؓ بن مسلمہ خود شہید ہو گئے۔ اس کے بعد ایک دو اور قلعے بھی آسانی سے فتح کر لیے لیکن قلعہ قموص جو مرحب کی تخت گاہ تھا ہر لحاظ سے بڑا مضبوط تھا۔ بعض روایات کے مطابق اس کے محاصرہ میں بیس۲۰ دن تک گزر گئے اور باری باری حضورؐ بڑے صحابہؓ کو اس قلعہ پر حملہ کے لیے لشکر کی سرداری عطا فرماتے تھے لیکن آخر کامیابی جناب علی المرتضیٰؓ کو ہوئی اور آپ ہی فاتح خیبر ہیں اور علامہ اقبالؒ اللہ تعالیٰ کے سامنے اس کارروائی اور باقی ایسی کارروائیوں کا اس طرح بیان کرتے ہیں:۔

Marfat.com

تو ہی کہدے کہ اُکھاڑا درِ خیبر کس نے شہر قیصر کا جو تھا اس کو کیا سر کس نے

خیبر کے باقی ماندہ قلعوں کی سرکوبی فوجی لحاظ سے کوئی زیادہ اہمیت نہیں رکھتی۔ سب قلعے تجویز کے مطابق سر کر لیئے گئے۔ تقریباً سو کے قریب یہودی مارے گئے اور پندرہ صحابہ شہادت کے رُتبہ سے سرفراز ہوئے یہ پہلو بڑا وضاحت طلب ہے کہ حملہ آور کا اتنا کم نقصان نہیں ہوتا گو مسلمان زخمیوں کی تعداد نہیں بتائی گئی لیکن پھر بھی انسان حیران ہو جاتا ہے کہ اتنے دفاعی قلعے سر کرنے میں اتنا کم نقصان، ہو ہم صرف یہ کہہ سکتے ہیں کہ حملہ کا طریق کار کوئی بہت بلند قسم کا ہوگا۔ جس میں موقع اور محل کا کوئی خاص فائدہ اٹھایا جاتا ہوگا اور طریقہ جنگ میں حضورؐ پاک نے کوئی ایسا سبق ضرور سکھایا ہوگا جس کو بعد میں مسلمانوں نے اپنایا ضرور، جس کی وجہ سے دنیا کے عظیم قلعے بہت تھوڑے نقصان کے ساتھ سر کر لیے۔ شاید صحابہؓ کرام کی جنگوں کے مطالعہ میں یہ نکتہ کھل سکے۔

ام المومنین حضرت صفیہؓ

یہاں یہ بات ضرور لکھی جاتی ہے کہ حضرت صفیہؓ ایک سردار کنانہ بن ابی کی بیوی تھیں اور جنگ خیبر سے پہلے آپ نے ایک خواب دیکھا کہ چودھویں کا چاند ان کی گود آگیا ہے۔ آپ نے اس بات کا ذکر اپنے خاوند کے سامنے کیا تو اُس نے آپ کو اس زور سے تھپڑ مارا کہ آپ کی آنکھ سیاہ ہوگئی اور جب آپ کو حضورؐ پاک کی خدمت میں پیش

Marfat.com

کیا گیا تو تب بھی آنکھ پر اس داغ کا نشان تھا بہر حال آپ کے خاوند نے اس وقت تھپڑ مارنے کے بعد یہ کہا معلوم ہوتا ہے تو یہ چاہتی ہے کہ حجاز کا بادشاہ (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارا خاوند بنے۔ یہ واقعہ لکھنے کا صرف ایک مقصد ہے کہ یہودی حضورؐ پاک کی شان کو ضرور سمجھتے تھے لیکن حسد نے اُن کی آنکھیں بند کر دی تھیں چودھویں کا چاند تو معمولی بات ہے اللہ تعالیٰ نے تو حضورؐ پاک کو سراج المنیر یعنی روشن سورج سے تشبیہ دی ہے۔ اُم المومنین حضرت صفیہؓ کو آپ چودھویں کے چاند اس لیے نظر آئے کہ چاند بڑی پیاری شے ہے اور خاوند سے بڑھ کر اور کیا پیاری چیز ہو سکتی ہے۔ یہ اللہ کی تقسیم ہے کہ راندہِ درگاہ یہود میں ایک صفیہؓ بھی تھیں جو آج تمام امت کی ماں ہے اور لوگ اپنی بچیوں کا نام ان کے نام پر رکھتے ہیں۔ یہ عشق۔ یہ محبت یہ تقدیریں۔ یہ حضورؐ کی شان کے قصوں کا سمجھنا تو دُور، ان کا تصور بھی کسی خوش قسمت کے دماغ میں آتا ہے:-

راز اس آتش نوائی کا میرے سینے میں دیکھ
جلوۂ تقدیر میرے دل کے آئینے میں دیکھ

متفرقات

جنگ خیبر کے سلسلہ میں بہت سارے اور واقعات ہیں کہ مال غنیمت اور زمین وغیرہ کی بانٹ کیسے ہوئی۔ ہمارے لیے اس میں ایک ہی سبق ہے کہ مسلمان حق کے لیے جہاد میں اتنے مصروف تھے کہ اور کوئی کام نہ کر سکتے تھے اللہ نے سبب پیدا کر دیا۔ کافی

Marfat.com

مالِ غنیمت ملا اور زمین کی پیداوار آنی شروع ہوئی تو گھر کا گزارہ چلنے لگا اور فاقے کچھ کم ہوئے۔ اسلام کی طاقت میں اضافہ ہوا کہ اس پیداوار اور دولت سے جنگی سامان زیادہ خرید سکے۔ جہاں تک یہود کا تعلق ہے وہ فتنہ سے نہ باز آئے اور نہ کبھی آئیں گے۔ اُس زمانے میں بھی حضورؐ پاک کو زہر دینے کی کوشش کی جو ناکام رہی۔ بعد میں بھی فتنہ و فساد کرتے رہے اور ان پر ہر زمانے میں کڑی نگاہ رکھنا پڑی اور آخر حضرت عمرؓ کے زمانے میں ان کو خیبر سے جلاوطن کرنا پڑا۔

خیبر و حدیبیہ کے نتائج و اسباق

صلح حدیبیہ کے نتائج بیان کر دیئے گئے ہیں کہ صلح حدیبیہ فتح خیبر کا پیش خیمہ تھا اور آگے فتح مکہ کا سبب بھی بنا۔ علاوہ تبصرہ ہر واقعہ پر کر دیا گیا ہے تا کہ سبق پر اُسی وقت نظر پڑ جائے مسلمانوں کو حدیبیہ سے پہلے کی زندگی جنگی کاروائیاں سخت جانی کی فوجی مشقیں جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے طریقے۔ زمین کا مطالعہ۔ ربط و ضبط۔ حکمت عملی اور مقصد کو ہمیشہ سامنے رکھنے والے تمام واقعات بیان کر دیئے گئے جن سے آج بھی ہم سبق سیکھ سکتے ہیں۔ حضورؐ پاک کی حکمت عملی اور فوجی تدبیرات میں تبدیلی اور طاقت میں روز بروز اضافہ کے وجوہات بھی بیان کر دیئے گئے ہیں۔ حدیبیہ میں اگر لڑائی نہیں ہوئی تو حضورؐ پاک کے طریق کار مقاصد کا بیان شرائط طے کرنے کی حکمت عملی۔ خلوص کا مظاہرہ۔ صحابہؓ کی جاں نثاری۔ وحدت۔ مرکزیت

Marfat.com

اور اہل مکہ میں تفرقہ یعنی ایک ایک بات اور آپؐ کے اور آپؐ کے صحابہ کے عمل میں ہمارے لیے ایسی مثالیں موجود ہیں کہ ان کو اپنانے سے آج بھی ہم دنیا میں دوبارہ کھوئی ہوئی عظمت حاصل کر سکتے ہیں۔

خیبر کی فیصلہ کن جنگ اس کے اسباب اور یہود کے ساتھ اب تک جنگ جاری ساری ہونے کے تاریخی پہلو بھی ہمارے لیے بہت سبق ہیں۔ خیبر کی جنگ کی کارروائی اور کم طاقت کو جذبہ، قوتِ ارادی سے بڑھانے اور متحرک رکھنے کے فوائد کا ذکر بھی کر دیا ہے۔ دشمن کے عادات کا مطالعہ اور ان کی کمزوریوں سے فائدہ اٹھانے کے بارے میں بھی تجزیہ پیش ہو چکا ہے۔ زمین کا مطالعہ، مرحلہ در مرحلہ کارروائی بضرورت کے مطابق طاقت کا استعمال یعنی لڑائی اور فلسفۂ جنگ کا ہر پہلو کھل کر سامنے آجاتا ہے۔

حضورؐ پاک کے ماتحت رہ کر صحابہؓ کرام نے عملی سبق حاصل کر کے دنیا کو فتح کر لیا یہ کتاب ہمارے سامنے آج بھی کھلی پڑی ہے اور مختصراً یہ لکھا ہے:۔

ہر لحظہ ہے مومن کی نئی شان نئی آن
گفتار میں کردار میں اللہ کی برہان

قہاری و غفاری و قدوسی و جبروت
یہ چار عناصر ہوں تو بنتا ہے مسلمان

اقبالؒ

Marfat.com

پانچواں باب

جنگِ موتہ

Marfat.com

Marfat.com

پانچواں باب

اہلِ حق کا امتحان

جنگِ موتہ

خیبر کی فتح کے بعد حضورؐ پاک نے وادی القری کا رُخ کیا۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں کبھی زمانے میں عاد و ثمود کی قومیں آباد تھیں اور جن کا ذکر قرآن پاک میں کثرت سے ہے۔ یہاں کی یہود آبادی نے مقابلہ کرنے کی کوشش کی لیکن جلدی ہتھیار ڈال دیئے اور خیبر کی شرائط پر صلح ہوگئی۔ اہل قریش کو شدت سے انتظار تھا کہ خیبر کی لڑائی کا کیا نتیجہ نکلتا ہے ان کو یہ وہم و گمان بھی نہ تھا کہ مسلمان، خیبر کے یہودی قلعوں کو اس طرح تہس نہس کر دیں گے بلکہ وہ اس خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ مسلمانوں کو شکست فاش ہوگی اس سلسلہ میں ایک شخص حجاج نے اپنا کام نکالنے کے لیے قریش کو غلط خبر دی۔ اس نے قریش کے کئی آدمیوں سے کچھ ادھار لینا تھا اور قریش کے سردار اتنے خوش ہوئے کہ اس کو سب پیسے بل گئے لیکن حضرت عباسؓ جنہوں نے اس وقت تک اپنا اسلام ظاہر کیا تھا وہ یہ خبر سن کر گھبرا گئے اور حجاج کو الگ جگہ لے کر صحیح کہانی

Marfat.com

معلوم کرنے کی کوشش کی۔ حجاج نے حضرت عباسؓ کو مسلمانوں کی فتوحات کی صحیح خبر بتادی اور عرض کی کہ تین دن تک اس کا پردہ رکھنا تاکہ قریش اس کا پیچھا کرنے کے قابل نہ ہوں۔

تین دن کے بعد حضرت عباسؓ نے اپنے تمام ہمدردوں کی دعوت کی اور ان کو سچی خبر سے آگاہ کیا۔ قریش پشیمان ہوئے کہ کس طرح ایک آدمی نے ان کو بے وقوف بنایا تھا۔ یہ کہانی لکھنے کا مطلب یہ ہے کہ جب کسی گروہ یا قوم پر زوال آنے والا ہو یا زوال آجائے تو وہ اکثر خوش فہمیوں میں مبتلا ہو جاتی ہے اور ہر ایسی خبر کی تلاش میں رہتی ہے جس میں اس کو کچھ فائدہ نظر آئے ہماری قوم پچھلے "تینتیس" "چونتیس" برس سے ایسی خبروں کا انتظار کر رہی ہے اور ایسے ایسے شگوفے چھوڑے جاتے ہیں کہ آدمی حیران ہو جاتا ہے چنانچہ قریش کی حالت بھی اتنی پتلی ہو چکی تھی کہ وہ بھی اب اچھی خبروں کے سہارے ہی جی رہے تھے اس میں ہمارے لیے سبق ہے کہ اچھی خبروں کے سہارے جینے کی بجائے اسلام کے عملی پہلوؤں پر توجہ دی جائے۔

ادائے عمرہ

صلح حدیبیہ میں قریش کے ساتھ معاہدہ کی ایک شرط یہ بھی تھی کہ اگلے سال

Marfat.com

حضورؐ پاک مکہ میں آ کر عمرہ ادا کر سکیں گے۔ تین دن وہاں قیام کی بھی اجازت ہو گی چنانچہ حضورؐ پاک نے مسلمانوں کو دعوت دی کہ جو لوگ صلح حدیبیہ کے وقت لشکر اسلام میں شریک تھے اب اس سال عمرہ کے لیے مکہ چلیں اور سب لوگ خوشی کے ساتھ شریک ہو گئے۔ ایک سال پہلے جب مکہ سے مسلمان واپس آئے تھے تو قریش بڑے خوش تھے کہ ان کی جیت ہو گئی۔ کئی مسلمان بھی مایوس تھے اب اگر سارے معاملہ کا تجزیہ کیا جائے تو اس میں بھی جیت مسلمانوں کی تھی پچھلے سال اللہ کے گھر کے دروازے تک گئے۔ خانہ کعبہ میں لڑائی اللہ کو پسند نہیں ہے تو وہاں لڑائی نہ ہوئی اور مسلمان قربانی بھی کر آئے اور نیت کا پھل ویسے بھی اللہ کے ہاں ہے اور فوجی مشق بھی ہو گئی۔ کفار کے دروازے بھی کھٹکھٹا آئے اگر قریش مکہ کے اندر جانے کی اجازت مسلمانوں کو دے دیتے تو معاملہ ادھر ہی ختم ہو جاتا لیکن اللہ کو مسلمانوں کی بہتری منظور تھی۔ دوسرے سال مسلمان زیادہ شان و شوکت سے آئے عبادت کا مقصد بھی پورا ہوا جو دراصل جہاد کی ہی تیاری ہے اور جنگی مشق بھی ہو گئی دشمن کے دروازے کے اندر داخلہ بھی ہو گیا۔ لوگوں کے ساتھ دو سال تعلقات پیدا کیے۔ تبلیغ کی، اور اس سال مسلمان خیبر کو فتح کر کے آئے تھے یعنی ایک دشمن کا خاتمہ کر کے آئے تھے یہودی فتنہ و فساد بھی ختم تھا۔ قریش مسلمانوں کی ان کامیابیوں پر حیران تھے۔ چنانچہ اس سال مسلمانوں کا رعب اور دبدبہ اور بڑھا اور یہ ہیں صلح حدیبیہ کے فوجی پہلو اور اس صلح سے حضورؐ پاک کی فوجی حکمت عملی کی کامیابی۔

Marfat.com

اس سارے سفر یا جنگی مشق کو مؤرخین نے نہایت مختصر الفاظ میں بیان کیا ہے۔ مسلمان جو بڑا اسلحہ یا ہتھیار اپنے ساتھ لائے تھے وہ کعبہ کے اندر نہیں لے جا سکتے تھے۔ اُس کو مکّہ سے آٹھ میل دور بطن یاجح کے مقام پر چھوڑ دیا اور گو حضورؐ پاک اہل قریش کے ساتھ اَب حالتِ جنگ میں نہ تھے اور صلح کی حالت تھی پھر بھی دو سو سواروں کا ایک دستہ اس جگہ کی حفاظت کے لیے چھوڑا، جو لگاتار مسلمانوں کے مرکز یعنی حضورؐ پاک سے ملاپ قائم رکھے ہوئے تھا تاکہ اچانک کسی شرارت کو ختم کرنے کے لیے مسلمان تیار رہیں۔

مقامی حفاظت جنگ کے اصولوں میں اہم حیثیت رکھتی ہے اور یہ اصول حضورؐ پاک نے ہمیشہ اپنایا۔ تلواریں البتہ ساتھ تھیں اور وہ میان میں تھیں۔ گو اللہ تعالیٰ فخر سے چلنے کی ممانعت کرتا ہے لیکن فوج اور مجاہدوں کو اس کی اجازت ہے اور حضورؐ پاک نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ ذرا فخر سے اور اکڑ کے ساتھ چلیں تاکہ دشمن پر اُن کا رعب بیٹھ جائے۔ جرمنوں نے فوجی ڈرل کی چال مسلمانوں کے اس طریقِ کار سے نقل کی ہے۔

چنانچہ حضورؐ پاک لبیک کہتے ہوئے حرم شریف کی طرف بڑھے۔ آپؐ کے اُونٹ کی مہار تھامنے کا اعزاز عظیم صحابی حضرت عبداللہؓ بن رواحہ کو نصیب ہوا۔ آپ بیتِ عقبہ ثانی میں موجود تھے اور انصار کے ان بارہ نقیبوں میں تھے جن کو حضورؐ پاک نے نامزد فرمایا تھا آپ شاعر بھی تھے اور یہ رجز پڑھتے جاتے تھے۔

Marfat.com

"اے کافرو! ہمارے راستے سے ہٹ جاؤ اور ہمیں راستہ دو۔ ہر اچھائی ہمارے آقا محمد مصطفیٰؐ کی تابعداری میں ہے۔ اے اللہ اور ہمارے مالک ہم حضورؐ پاک کے الفاظ پر مکمل یقین رکھتے ہیں کیونکہ وہ حق پر ہیں۔ اے کافرو! ہم ان الفاظ کے نفاذ کے لیے بھی اسی طرح لڑیں گے جس طرح تمہارے ساتھ وحی کے نازل ہونے پر لڑ چکے ہیں اور یاد رکھو کہ ہماری تلوار کا ایک وار سر کو کندھوں سے الگ کر دیتا ہے اور حق کے راستے میں دوستی کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتی"

اہل مکہ کو صلح حدیبیہ کے تحت عمرہ کی اجازت تو دینا پڑی۔ لیکن ان کی آنکھیں مسلمانوں کی شان و شوکت کیسے دیکھ سکتی تھیں۔ اس لیے قریش میں سے اکثر نے شہر خالی کر دیا اور مکہ کے گرد و نواح میں چلے گئے البتہ جو لوگ دل سے مسلمانوں کے ہمدرد تھے وہ مکہ ہی میں رہ گئے خاص کر حضرت عباسؓ اور ان کا خاندان اور ابن عباسؓ نے ایک تماشائی کی حیثیت سے یہ بیان ہماری تاریخوں کا حصہ بنایا کہ حضورؐ کس طرح حرم شریف میں داخل ہوئے۔ حجر اسود کو بوسہ دیا طواف کیا اور تین دن مکہ میں قیام کیا۔ لیکن حضورؐ پاک کی اس شان نے جس ہستی کو بہت متاثر کیا وہ جناب حمزہؓ شہید کی کم سن بچی امامہ تھیں۔ وہ مکہ ہی میں تھیں حضرت حمزہؓ چچا ہونے کے علاوہ حضورؐ پاک کے رضاعی بھائی بھی تھے اور عمر کے تقاضے کی وجہ سے امامہ نے جب حضورؐ پاک کو حرم سے باہر نکلتے دیکھا تو فرط محبت سے "چچا چچا" کرتی حضورؐ پاک کے ساتھ آ کر

Marfat.com

لپٹ گئی۔ حضورؐ پاک پر رقت طاری ہو گئی۔ یہی حالت کئی صحابہؓ کی تھی خاص کر حضرت جعفر طیارؓ۔ حضرت علیؓ، حضرت زیدؓ بن حارث (جو حضرت حمزہؓ کے منہ بولے بھائی تھے) تو بچی کو پیار کرتے نہ تھکتے تھے اور ہر ایک دعویدار تھا کہ وہ بچی کی پرورش کرے گا۔ حضورؐ پاک نے فرمایا تینوں کا حق برابر ہے لیکن حضرت جعفرؓ کی بیوی اُسماؓ امامہ کی خالہ بھی ہے اور خالہ ماں کے برابر ہوتی ہے اس لیے امامہ کی پرورش حضرت جعفرؓ کریں گے۔

اب یہ فیصلہ قارئین پر چھوڑتے ہیں کہ صلح حدیبیہ یا حدیبیہ کی مہم ایک جنگی کاروائی تھی یا نہیں۔ عبداللہؓ بن رواحہ کے الفاظ اور قریش کا مکہ سے نکل جانا اس سلسلے کے بہت بڑے ثبوت ہیں۔ آخری واقعہ اگر ایک طرف اسلام کے ایک شہید اعظم کی یاد کو تازہ کرتا ہے تو ساتھ ہی انسانی رشتوں خاص کر بچیوں اور عورتوں کے اُس مقام کی بھی نشاندہی کرتا ہے جو اسلام نے ان کو عطا کی ہے۔ اسلام میں عورتوں نے خاموشی کے ساتھ جو کردار ادا کیا ہے افسوس کہ آج تک اس پر صحیح طریقہ سے قلم نہیں اُٹھایا گیا۔ دینِ فطرت نے چادر اور چاردیواری کے اصول کے ساتھ عورت کو جو مقام عطا فرمایا ہے اور مسلمان عورت نے جس طرح قرون اولیٰ میں مجاہدوں کا جذبہ بڑھایا ہے یا لوری دے کر مسلمان کے بچے کو پنگھوڑے میں ایک جنگجو سپاہی بنایا ہے یا اللہ اور رسولؐ پر قربان ہونے کے جو سبق سکھائے ہیں یا مجاہدوں اور غازیوں کو فتح کے بعد جس طرح خوش آمدید کہا ہے اور جس خوشی کا اظہار کیا ہے

Marfat.com

امامہؓ کا نام اس سلسلہ میں ایک مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے ورنہ عورتوں کے صحیح کارناموں سے ہماری تاریخ بھری پڑی ہے۔ عورت کا کام ہر وقت یہ ہے کہ وہ غیرتمند مرد پیدا کرے جو اس کی حفاظت کریں اور وہ ان پر فخر کر سکے اس کی ہر کارروائی جو اس سلسلہ میں ہو گی وہ صحیح ہے۔

اِک زندہ حقیقت مرے سینے میں ہے مستور کیا سمجھے گا وہ جس کی رگوں میں ہو لہو سرد
نے پردہ نہ تعلیم نئی ہو کہ پرانی نسوانیتِ زن کا نگہباں ہے فقط مرد

جنگ موتہ کی تیاری (آٹھ ہجری)

حضورؐ پاک ذوالحجہ میں ہی مدینہ شریف واپس تشریف لے آئے اور اگلے سال کے تین مہینوں میں مدینہ شریف سے معمول کے مطابق گشتی کارروائیاں یا چھوٹی موٹی فوجی مہمیں جاری رکھیں جن کی تفصیل ضمیمہ میں آئے گی۔ اب مسلمان ایک لحاظ سے کافی مطمئن تھے کہ عرب میں باطل کی متحدہ قوتوں کا گٹھ جوڑ بھی ختم ہو چکا تھا اور وہ کافی کمزور ہو گئے تھے لیکن باطل اب عرب کی سرحدوں کے باہر اور سرحدوں کے نزدیک اپنے کام میں لگا ہوا تھا اور اس کو موقع بھی مل گیا تھا۔ جنگ خیبر سے کافی پہلے حضورؐ پاک نے مختلف ممالک کے سربراہوں کو اسلام کی دعوت بھیجی تھی اور اس وقت کی جانی پہچانی دنیا کے تمام سربراہوں یعنی کسریٰ ایران، قیصر روم شاہ نجاشی وغیرہ کے علاوہ عرب کی سرحد کے نزدیک کے چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کو بھی یہ دعوت نامے بھیجے گئے ایسا ہی

Marfat.com

ایک دعوت نامہ عرب اور شام کی سرحد پر علاقہ بلقا کے رئیس شرجیل بن عمرو کو بھی بھیجا گیا۔ یہ عیسائی تھا اور قیصر روم یعنی ہرقل شہنشاہ قسطنطنیہ کے ماتحت تھا یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ اس زمانے میں اہل عرب تمام یورپ کو روم ہی کہتے تھے۔ ویسے بھی قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) کا بادشاہ اپنے آپ کو سلطنت روم کا ہی ایک جانشین سمجھتا تھا اور قیصر بھی دراصل روم کے بادشاہ سیزر کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ جرمنی کے بادشاہ بھی قیصر کہلاتے تھے اور روس کے زار کا لفظ بھی سیزر کی ایک بگڑی ہوئی شکل ہے۔ انگریزی ہجوں کی چھان بین کے بعد یہ بات اور واضح ہو جاتی ہے۔ بہرحال تو مسلمان مورخ نے بھی یہی لائن اختیار کی البتہ اہل یورپ شہنشاہ قسطنطنیہ کو چھوٹے روم کا بادشاہ یا بزنطینی بادشاہ کہتے تھے۔

اس بازنطینی یا قیصر کی سلطنت ایشیا میں بھی تھی اور ایران کے ساتھ اس کی سرحدیں ملتی تھیں۔ ایران کے ساتھ ان کی لڑائیوں کا بھی قرآن پاک میں ذکر ہے اور وہاں چونکہ ان لوگوں کو اہل روم کے نام سے پکارا گیا ہے اور پوری سورۃ کا نام بھی سورۃ روم ہے۔ ہم اس لیے لفظ روم ہی لکھیں گے تو قیصر روم کے اس باجگذار شرجیل بن عمر کے پاس حضورؐ پاک کا پیغام لے کر حضرت حارثؓ بن عمیر پہنچے تو اس مردود نے ان کو شہید کرا دیا۔ حضورؐ پاک کا ایک ایسا ہی پیغام قیصر کے پاس بھی پہنچ چکا تھا۔ یہ پیغام قسطنطنیہ بھی بھیجا گیا یا قیصر کے کسی ایشائی دارالخلافہ میں بھیجا گیا یہ بات کچھ واضح نہیں ہے۔ البتہ یہ واضح ہے کہ قیصر کا کوئی ایشائی دارالخلافہ[1]

---

[1] موجودہ ترکی میں ANTIOCH

بھی تھا۔ جس کو وہ مسلمانوں سے شکست کھانے کے بعد حضرت عمرؓ کے زمانے میں
مکمل طور پر چھوڑ گیا اور اس کے الوداعی الفاظ یورپ کی تاریخوں میں بڑی دردمندی
کے ساتھ دہرائے جاتے ہیں۔ ابوسفیان کے ساتھ شاہ قیصر کی ملاقات اور مکالمہ کو
ہماری تاریخ کا حصہ ہے لیکن یہ واضح نہیں کہ یہ ملاقات قسطنطنیہ میں ہوئی یا شامؔ
کے کسی شہر میں قیصر اسلام سے متاثر معلوم ہوتا تھا اور ابوسفیان اس وقت اسلام
نہ لاتے تھے لیکن ان کے جوابات کافی حد تک سچائی پر مبنی تھے۔ لیکن درباریوں کے
ڈر سے قیصر اسلام نہ لایا کیونکہ پادری اُس کے دربار پر چھائے ہوئے تھے۔

اس تھوڑے سے بیان اور تجزیہ کا مقصد یہ ہے کہ یہ بات واضح ہو جائے
کہ اسلام نے اب بین الاقوامی دنیا میں قدم رکھ دیا تھا اور اسلام کی روشنی آئندہ
چند سالوں میں باہر کی دنیا میں بھی پھیلنے والی تھی جنگ موتہ اس سلسلے کی پہلی کڑی
تھی اور یہاں عظیم قربانی دینا پڑی لیکن اس کی ضرورت تھی اسی وجہ سے اس باب کا
نام "اہل حق کا امتحان" رکھا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے اہل حق کو اس امتحان میں پاس کر دیا۔

اب ایک طرف شرجیل کو فکر تھی کہ وہ مسلمانوں کے قاصد کو شہید کر چکا ہے اور
وہ بدلہ لیں گے اس کے لیے وہ تیاری میں مصروف تھا۔ دوسری طرف وہ مسلمانوں
کی خیبر کی فتح کی خبر سن چکا تھا اور اہل مکہ کی بے بسی کی خبر بھی اس کو پہنچ گئی تھی۔ اس
لیے اُس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا بلکہ قیصر روم کو بھی اطلاع دی کہ وہ بھی مدد کو آئیں
اور قیصر کی لاتعداد فوج بھی شام میں اکٹھی ہو چکی تھی۔ مسلمان اگر خاموشی کے ساتھ مدینہ

ؔ یہ ملاقات شاید بیت المقدس میں ہوئی۔

Marfat.com

میں بیٹھ جاتے تو اس کے بھیانک نتائج نکلتے۔ عیسائیوں کی یہ بڑی فوج جس کی ملاکر تعداد لاکھ سے بھی اوپر بتائی جاتی ہے وہ سارے عرب کو اپنے پاؤں تلے روندنے کے قابل تھی۔

موتہ کی طرف روانگی

حضورؐ پاک کی تدبیرات کی بنیاد متحرک جنگ پر تھی۔ اتنی بڑی فوج سے مقابلہ کے لیے کم از کم دس سے پندرہ ہزار بڑی فوج کی ضرورت تھی لیکن مسلمان بڑی مشکل سے کوئی تین ہزار فوج اکٹھی کر سکے اتنی بڑی فوج اور بڑی کارروائی کے لیے اس سے پہلے جب بھی کوئی لشکر گیا تو حضورؐ پاک خود کمانڈ فرماتے تھے۔ لیکن اب وقت آگیا تھا کہ حضورؐ کے تربیت شدہ جرنیل کمانڈ کرتے۔ ساتھ ہی اگر حضورؐ پاک خود جاتے تو دشمن کو معلوم ہو جاتا کہ مسلمانوں کے پاس نفری بہت کم ہے اور وہ لڑائی کو آگے بڑھاتا۔ یہاں پر امتحان کے علاوہ یہ بھی ضرورت تھی کہ دشمن کو دو دو ہاتھ دکھلائے جائیں۔ اور اس پر اپنی قوتِ ارادی، جذبۂ جاں نثاری، ایمان و عقیدہ وغیرہ کا رعب بٹھایا جائے۔ حضورؐ پاک کو پتہ تھا کہ بڑی قربانی دینی ہو گی اس لیے کمانڈ کے لیے جن صاحبان کو منتخب کیا گیا بلکہ آئندہ کون کمانڈ کرے گا اس کو منتخب کرتے وقت بھی قربانی والی بات کو ذہن میں اہم طور پر رکھا گیا یہاں یہ پہلو اچھی طرح واضح ہے حضورؐ پاک نے کمانڈ کے لیے زیدؓ بن حارث کو منتخب کیا اور فرمایا ان کی شہادت

Marfat.com

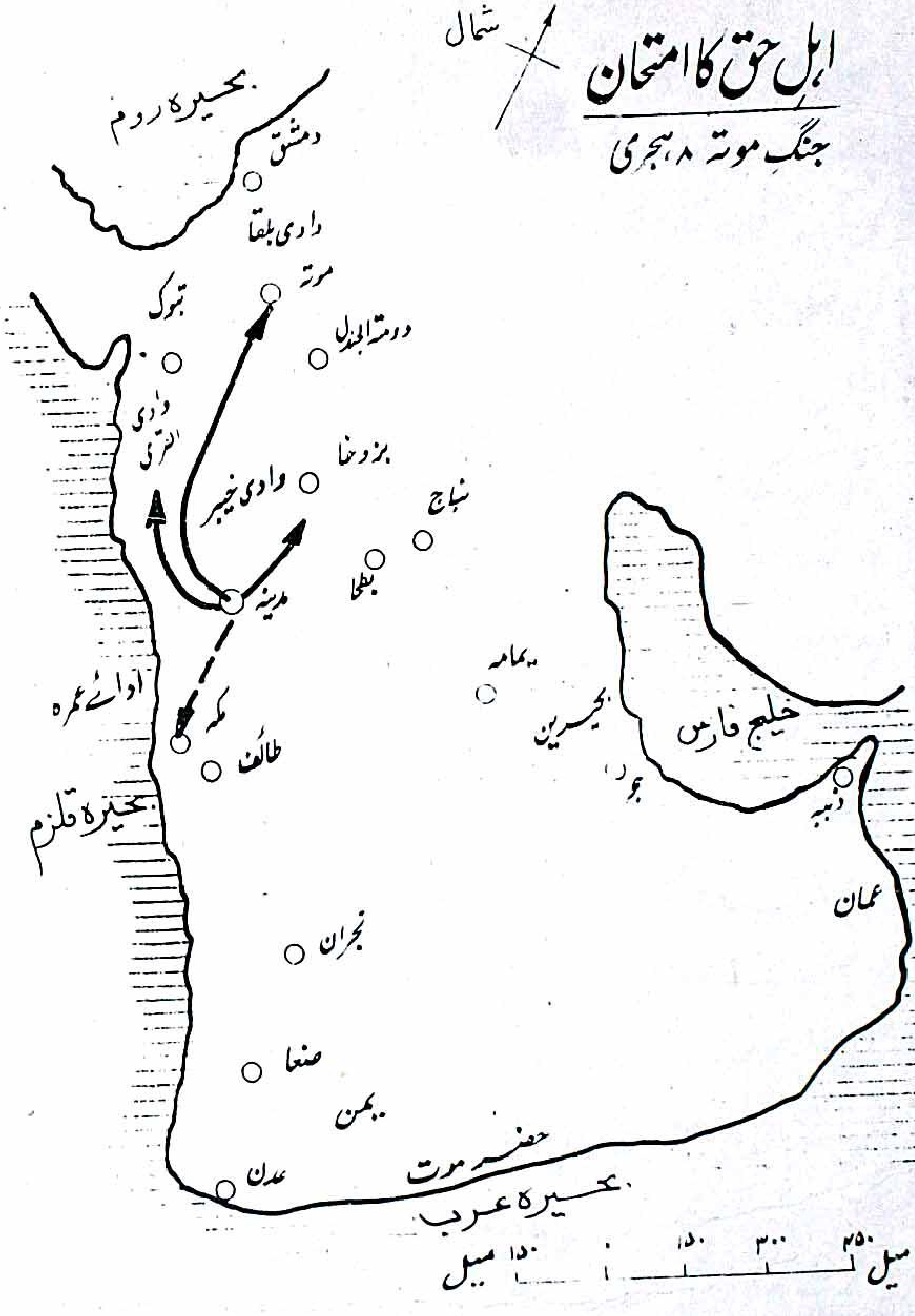
اہلِ حق کا امتحان
جنگِ موتہ ۸ ہجری
شمال
بحیرہ روم
دمشق
وادی بلقا
موتہ
تبوک
دومۃ الجندل
وادی القریٰ
بزوخا
وادی خیبر
بناج
بطحا
مدینہ
یمامہ
ادائے عمرہ
مکہ
طائف
بحرین
خلیج فارس
جو
دببہ
بحیرہ قلزم
عمان
نجران
صنعا
یمن
حضر موت
عدن
بحیرہ عرب
میل ٤٥٠ ٣٠٠ ١٥٠ ٠ ١٥٠ میل

Marfat.com

Marfat.com

کے بعد جعفرؓ طیار اور ان کی شہادت کے بعد عبداللہؓ بن رواحہ اور پھر ان کی شہادت کے بعد جس کو بہتر سمجھو یا جیسے واقعات اجازت دیں۔ جنگ موتہ کی تیاری اور روانگی سے پہلے کے یہ واقعات ہماری تاریخ کا ایک سنہری باب ہیں۔ اِسلام کے نظریۂ حیات کا یہ ایک امتحان تھا۔ جنگ موتہ کے اِس پہلو کی سمجھ ضروری ہے کہ ایک اعلیٰ ترین فوجی حکمت عملی ضرور تھی کہ دشمن کی تقریباً ایک لاکھ فوج پہ تین ہزار مجاہد جھپٹ پڑے اور اس پر رعب ڈالا کہ خبردار ادھر کا رُخ نہ کرنا اور آیندہ اُس نے رُخ بھی نہ کیا۔ تو ایسے مجاہدوں کے سردار جنہوں نے عظیم قربانی دے کر اسلام کے نظریۂ حیات کے عملی پہلو کا امتحان دیا آج بھی ملت کے دلوں پر حکومت کرتے ہیں۔ ان میں اولین کمانڈر زیدؓ بن حارثؓ تھے ان کی زندگی اور موت اُمت کے لیے باعث رشک ہے۔ یہ حضورؐ پاک کے غلام تھے اور حضورؐ پاک پر فدا اور قربان تھے۔ آج ان کی نقل میں قوم بیٹوں کے نام غلام محمدؐ اور غلام رسولؐ، وغیرہ رکھتی ہے۔ آپ نے اللہ کے حبیبؐ کی جھلک بہت قریب سے دیکھی۔ ماں باپ آئے تو ان کے قدم پر گرے کہ ہمیں دنیا اور دو جہانوں کے شہنشاہؐ کے قدموں میں رہنے دو۔ حضورؐ پاک نے ان کو بیٹا کہہ کر بھی پُکارا۔ جو متعامات آپ کو حاصل ہیں ان کو کوئی قلم بیان نہیں کر سکتا۔ جو زندگی آپ نے پائی اور جو موت کا دروازہ آپ کے سامنے آیا اس کو کون بیان کرسکتا ہے ممکن ہے آپ نے اپنے لیے اس قسم کی دُعا کی ہو۔

کرپہلے مجھ کو زندگیٔ جاوداں عطا   پھر ذوق و شوق دیکھ دلِ بے قرار کا

Marfat.com

دوسرے نامزد کمانڈر حضرت جعفر طیارؓ نے زیادہ وقت حبشہ میں بسر کیا آپ حضرت علیؓ کے بھائی تھے۔ خاندان ہاشم کو یہ شرف بھی حاصل تھا کہ ہر معاملہ اور مقام پر اہلِ حق کی صفِ اول میں ہوں آپنے یہ فرض حبشہ میں جاکر ادا کیا کہ وہاں بھی بنو ہاشم کی نمائندگی ہو اور عمرو بن عاص کے مقابلہ میں شاہ نجاشی کے دربار میں آپ کی تقریر اور اعلانِ حق ہماری تاریخ میں سنہرے لفظوں میں لکھے ہوئے ہیں۔ پھر جنگ بدر آئی تو جانبازی کے علاوہ جہاں قربانی کی ضرورت تھی تو بنو ہاشم میں جناب عبیدہؓ بن حارث شہید ہوئے۔ احد میں جناب شیر خدا حمزہؓ کو شہادت حاصل ہوئی جنگ موتہ میں اہلِ حق کے امتحان میں بنو ہاشم کی نمائندگی آپ کو ملی۔

عالم ہے فقط مومنِ جانباز کی میراث

مومن نہیں جو صاحبِ لولاک نہیں ہے

تیسرے کمانڈر جناب عبداللہؓ بن رواحہ کا مختصر ذکر اسی باب میں ہو چکا ہے کہ مکہ میں حرم شریف میں داخل ہوتے وقت آپ کو حضورِ پاک کے اونٹ کی مہار پکڑنے کی سعادت حاصل ہوئی تھی۔ آپ شاعر بھی تھے اور رجز پڑھنے میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے اسلام کی سب جنگوں میں شرکت کی لیکن اس جنگ پہ جاتے وقت عجیب حالت تھی رقت طاری تھی اور آنسو نہ تھمتے تھے سب صحابہ کرامؓ حیران تھے وہ اپنی طرف سے تسلی دینے لگے کہ جنگ سے جلدی واپس آؤ گے اور پھر ملاقات ہوگی آپنے اس وقت جو فی البدیہہ شعر پڑھے انکا مطلب کچھ یہ نکلتا ہے :-

Marfat.com

"خدا کی قسم۔ میں تو ہر وقت اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگتا ہوں اور شہادت کا طالب ہوں۔ لیکن ایسی شہادت کہ لڑتے لڑتے دشمن کی صفوں کو چیر دوں اور پھر مجھے جو زخم آئے وہ اتنا گہرا ہو کہ اس سے خون کے فوارے بہہ نکلیں یا کسی بہادر جنگجو کا نیزہ ہو جو میرے جگر سے پار ہو جائے تاکہ جب آپ لوگوں کا گذر میری قبر کے پاس سے ہو تو آپ پکار اُٹھیں کہ کتنا عمدہ سوار تھا۔ جس نے اللہ کی راہ میں جان دی اے اللہ اس پر رحمت فرما۔"

پھر آپ حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جو نظم پڑھی اس کو ہم اس طرح بیان کریں گے:

"اے میرے آقا آپؐ کو جو کچھ ربّ نے عطا فرمایا ہے وہ قائم دائم رہے۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰؑ کو فتح دے کر سرخرو کیا اے اللہ کے حبیبؐ! مجھ پر اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مہربانی ہوئی کہ میں اس سلسلہ میں بہت کچھ اور بڑی گہرائی کی باتیں جانتا ہوں۔"

اس سے آگے عبداللہؓ بن رواحہ نے جو الفاظ استعمال کئے ان کو ہم علامہ اقبالؒ کی زبان سے بیان فرماتے ہیں:

بمصطفےؐ برساں خویش را کہ دیں ہمہ اوست   اگر بہ او نہ رسیدی تمام بولہبی است

Marfat.com

جب لشکر مدینہ سے روانہ ہوا تو حضورؐ پاک اور چند صحابہؓ کرام بھی لشکر کے ساتھ تھوڑے فاصلہ تک چلتے رہتے تو جناب عبداللہؓ نے ایک الوداعی شعر پڑھا جس کے الفاظ کچھ اس قسم کے تھے :

الوداع ۔ الوداع ۔ حضورؐ پاک کے عظیم ساتھیو ۔ آپ پر سلامتی ہو ۔ جن کو میں کھجوروں کے جھنڈ کے نیچے الوداع کہہ رہا ہوں ۔

اسلام کے ان عظیم شہدا اور عبداللہؓ بن رواحہ کے الوداعی اشعار کا مختصر ذکر ہماری فوجی زندگی کے لیے اپنے اندر کئی سبق پنہاں کئے ہوئے ہے ۔ اللہ تعالیٰ قربانی بھی مانگتا ہے اور اس سلسلہ میں علامہ اقبالؒ یہ فرماتے ہیں :-

خریدیں نہ ہم جس کو اپنے لہو سے
مسلماں کو ہے ننگ وہ پادشاہی

حضورؐ پاک نے لشکر اسلام کو ضروری ہدایات دیں اور یہ بھی فرمایا کہ وہاں ضرور جانا جہاں حارثؓ بن عمیر نے ادائے فرض یعنی اسلام کے سفیر کی حیثیت سے اپنی جان اللہ کے سپرد کر دی تھی ۔ اس کے بعد لشکر سرزمین شام کی طرف روانہ ہو گیا ۔ سفر کتنے دن میں طے کیا اور کہاں کہاں پڑاؤ کیے اس سلسلے میں مورخین خاموش ہیں ۔ بہر حال یہ لشکر ایک مقام معان جو شام میں ہے وہاں تک خیر خیریت سے پہنچ گیا اس جگہ کے نزدیک ہی وادی بلقا میں مواب کے مقام پر شاہ ہرقل ایک لاکھ کے قریب فوج کے ساتھ ٹھہرا ہوا تھا ۔ اور شاید اتنی ہی تعداد میں نصرانی عرب بھی اس کی مدد کے لیے موجود تھے

ؔ گو موتہ موجودہ اردن میں ہے لیکن فلسطین اردن اور شام کو ملا کر ملک شام ہی کہا جاتا تھا ۔

Marfat.com

جن میں قبیلہ لخم، جذام، قضاعہ، بہردیلی اور قیس وغیرہ شامل تھے ممکن ہے فوج اتنی زیادہ نہ ہو اور کل فوج ایک لاکھ کے قریب ہو اور وہ ساری بھی ایک مقام پر تو نہیں ہو سکتی۔ بہرحال یہ ضرور ہے کہ فوجوں کے جمگھٹ کا کوئی اندازہ نہ تھا۔

جنگ

مسلمانوں کو جب یہ پتہ چلا کہ عیسائی اتنی بڑی تعداد میں اکٹھے ہیں تو انہوں نے ارادہ کیا کہ حضورؐ پاک کو اس کی خبر دیں لیکن عبداللہؓ بن رواحہ نے صلاح دی کہ یہ مناسب نہیں ہے۔ اس جنگ کا مقصد، عیسائیوں کو ہماری سرحدوں کی طرف بڑھنے سے روکنا ہے۔ اگر ہم نے کچھ سستی دکھائی تو اتنی بڑی فوج ہمیں ہڑپ کر جائے گی اس لیے اللہ کا نام لے کر ان پر پل پڑو اور انکو دو دو ہاتھ دکھاؤ۔ اگر ہم سب بھی شہید ہو جائیں تو ہم نے مقصد حاصل کر لیا۔ یہ سن کر لشکر تیار ہو گیا اور گو مسلمان افواج کے آگے والے دستے ایک مقام مشارف تک پہنچ چکے تھے لیکن فیصلہ ہوا کہ موتہ کے مقام پر صف آرائی کی جائے۔ جہاں سے بڑھ کر دشمن کے ساتھ دو دو ہاتھ ہو جائیں چنانچہ میمنہ پر قطبہؓ بن قتادہ اور میسرہ پر عبایہؓ بن مالک انصاری مقرر ہوئے۔ قلب میں لشکر سالار جناب زیدؓ بن حارث علم اٹھائے ہوئے تھے۔ پہلے حملے میں ہی مسلمانوں نے کفار کی صفوں کو چیر دیا اور اس بے جگری سے لڑے کہ دشمن کو کچھ سمجھ ہی نہیں آ رہی تھی حضرت زیدؓ خود بہت آگے بڑھ گئے تھے جہاں پر وہ بہادری سے لڑتے ہوئے

Marfat.com

شہید ہوئے۔

اس کے بعد حضرت جعفرؓ طیار نے جو اپنی بھرپور جوانی میں تھے یعنی کل تینتیس ۳۳ سال عمر تھی آگے بڑھ کر اسلام کا علم اُٹھا لیا اور وہ فی البدیہہ شعر پڑھ رہے تھے جن کا مطلب یہ تھا۔

"خوش آمدید اے جنت! تو اتنی نزدیک ہے۔ کتنے میٹھے اور ٹھنڈے شربت! جو دل کو باغ باغ کر دیتے ہیں۔ اے یونانیو[1] آپ کو جلد پتہ لگ جائے گا کہ آپ کا کس کے ساتھ واسطہ ہے۔ کفار اور ازل سے ناپاک لوگوں کی گردنیں اڑ جانے کا وقت آگیا!"

حضرت جعفرؓ گھوڑے پر سوار تھے۔ جلد آپ کا گھوڑا زخمی ہو گیا تو آپ نے پیدل لڑنا شروع کر دیا۔ پھر لڑتے لڑتے دایاں بازو کٹ گیا تو علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ پھر وہ بھی کٹ گیا تو علم کو چھاتی میں ہاتھوں کے کٹے حصوں سے تھامنے کی کوشش کی اور آپ زخموں کی تاب نہ لا کر گرنے والے ہی تھے کہ عبداللہؓ بن رواحہ نے آگے بڑھ کر اسلام کا علم تھام لیا۔ حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ جو اس جنگ میں شریک تھے بقول اُن کے جنگ کے بعد انہوں نے حضرت جعفرؓ کے جسم پر تلواروں اور برچھیوں کے نوّے ۹۰ زخم گنے۔ عبداللہؓ بن رواحہ جب آگے بڑھ رہے تھے تو آج کے دن وہ اپنے آپ سے مخاطب ہوئے:-

"اے نفس تو جنگ میں آگیا ہے۔ اب تم چاہو یا نہ چاہو تم کو جنگ میں

---

[1] حضرت جعفرؓ نے اپنے شعر میں اہلِ روم کو اہلِ یونان کا نام دیا۔

Marfat.com

لڑنا ہوگا۔ اب بہشت سے دور ہونے کا وقت نہیں ہے تم نے بڑے مزے کر لیے ہیں۔ او رائے میری جان تو کیا چیز ہے اس چمڑے کی کھال میں ایک قطرہ"

پھر فرمایا:۔

"اے میری جان تو اگر آج بچ گئی تو کل تم پر یہ وقت آنے والا ہے یہ سب کچھ ازل سے لکھا گیا ہے۔ تمہیں وہ سب کچھ مل گیا جس کی تم کو خواہش تھی۔ اب تم بھی وہی کر د۔ جو تمہارے دو پیش رو کر گئے ہیں تو تب ہی تم صراط مستقیم پر ہو گے۔"

اس کے بعد آپ کا ایک رشتہ دار آگے بڑھا اور عرض کی کہ آپ صبح سے لڑائی میں مشغول تھے اور کچھ نہیں کھایا۔ یہ گوشت کا ایک بھنا ہوا ٹکڑا کھا لو تا کہ آپ کے بدن میں کچھ طاقت آجائے۔ آپ نے فرمایا کہ میں تمہیں مایوس نہیں کرتا اور اس سے تھوڑا سا گوشت چکھا باقی اس کو واپس کیا اور فرمایا مجھے اب تلوار کے دو ہاتھ کرنے دو اور اس طرح بہادری سے لڑتے ہوئے آپ بھی شہید ہو گئے۔ اب ثابت بن اقرم رضہ نے آگے بڑھ کر اسلام کا علم اٹھا لیا اور فرمایا آؤ ایک آدمی کے گرد اکٹھے ہو جائیں پہلے لوگوں نے سمجھا کہ وہ خود کمانڈ سنبھال رہے ہیں لیکن آپ نے آگے بڑھ کر اسلام کا علم حضرت خالدؓ بن ولید کے ہاتھ دے دیا اور بلند آواز سے پکار اٹھے کہ اب یہ ہمارے لیڈر ہیں۔ فضا نعرۂ تکبیر سے گونج اٹھی اور دشمن

Marfat.com

یہ نظارہ دیکھ کر خود بخود پیچھے ہٹ رہا تھا۔ خالدؓ نے بڑھ کر ایک اور حملہ کیا تو دشمن کے اس حصے کے قدم اکھڑ گئے جو مسلمانوں کے سامنے تھا۔ خالدؓ نے اس کو غنیمت سمجھا اور جو وقت ملا اس میں مسلمانوں کی نئے سرے سے صف بندی کر دی۔ اور ایسی زمین پر دفاعی پوزیشن اختیار کرنے کا حکم دیا۔ جہاں پر کفار کو حملہ کرنے کی ہمت نہ ہوتی۔ دوسرے دن دونوں لشکر ایک دوسرے سے الگ ہو چکے تھے۔ مسلمانوں کو کفار کی صحیح تعداد کا اندازہ بھی ہو گیا۔ کیونکہ پہلے تو سنی سنائی باتوں پر بھروسہ تھا اور اہل کفر نے مسلمانوں کے ہاتھ دیکھ لئے کو روایات کے مطابق مسلمانوں کے صرف دس مجاہد شہید ہوئے۔ لیکن زخموں سے خالی شاید کوئی ہی ہو۔ اس لیے تھوڑا استانے کے بعد مسلمانوں نے بہتری اسی میں سمجھی کہ مدینہ واپس چلے جاویں۔

روایت ہے کہ جنگ والے روز حضورؐ پاک مسجد نبویؐ میں تشریف فرما تھے اور جنگ کا سارا حال بیان فرماتے رہے۔ پھر فرمایا کہ زیدؓ نے شہادت پائی اب جعفرؓ نے علم کو سنبھال لیا۔ اب جعفرؓ کے دونوں بازو کٹ چکے ہیں اب جعفر بھی شہید ہوئے اور ان کو دو ہاتھوں کی جگہ دو بہشتی پر مل گئے ہیں (اسی وجہ سے آپ کو طیارؓ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے) اب عبداللہؓ نے علم سنبھال لیا۔ پھر فرمایا اب عبداللہ نے بھی شہادت کا رتبہ حاصل کر لیا۔ پھر حضورؐ رکے اور تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اب اللہ کی تلوار (سیف اللہ خالدؓ) نے مسلمانوں کے علم کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا اور

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اپنے دشمن پر غلبہ دیا۔ روایت ہے کہ اس دن حضرت خالدؓ کے ہاتھ سے آٹھ تلواریں ٹوٹیں اب ایک تلوار کے ٹوٹنے کے بعد دوسری تلوار دینے میں بھی کچھ وقت لگتا ہے اور یہ سب تلواریں کہاں سے آرہی تھیں۔

تجزیہ۔ نتائج و اسباق

جنگِ موتہ ہماری تاریخ کا ایک عظیم الشان واقعہ ہے جہاں اہلِ حق اپنے امتحان میں کامیاب رہے۔ حضورؐ پاک کا مسجد نبویؐ میں یہ فرمان کہ مسلمانوں نے دشمن پر غلبہ پایا ہمارے لیے اس جنگ کا ایک اہم نتیجہ ہے ہمارے مورخین حضرات البتہ جنگ احد کی طرح اس جنگ کو بھی مکمل طور پر نہیں سمجھ پائے اور مختلف صاحبان نے بڑے مختلف اور عجیب و غریب تبصرے کیے ہیں دشمن کی تعداد کا صحیح اندازہ میدانِ جنگ کے بیچ بھی لگانا مشکل ہوتا ہے۔ ستمبر ۶۵ء کی جنگ میں ہمارا بایاں بازو خالی تھا۔ جنگ کے آخری دن ہمارے پیچھے بھی معاملہ کچھ پتلا ہو گیا اور دشمن جو سامنے سے ہمارے ساتھ پھر پھر ٹکروں پر ٹکریں مار رہا تھا اس کو کچھ موقع مل گیا اور ہمارے بائیں بازو سے آگے بڑھ گیا اور پھر ہمارے پیچھے جا کر پوزیشن لے لی۔ میں اس حالت سے باخبر تھا اور اندازہ لگانا چاہتا تھا کہ دشمن کتنا پیچھے جا چکا ہے۔ رات کا وقت تھا۔ ہر سپاہی کا اندازہ الگ الگ تھا لیکن جن لوگوں کا اندازہ کم سے کم تھا وہ بھی کہتے تھے کہ دشمن کے بریگیڈوں

Marfat.com

کے بر گیڈ گزر گئے۔ میرا اندازہ دو کمپنیاں تھا اور اصلی بات جب پتہ چلی تو دشمن کی ایک بٹالین تھی۔

اوّل تو یہ ممکن نہیں کہ تین ہزار فوج نے جنگ موتہ میں ایک لاکھ آدمی کے ساتھ ایک وقت میں مقابلہ کیا ہو گا۔ اس سارے علاقے میں دشمن کی فوج ایک لاکھ ہو گی جس میں سے وہ زیادہ سے زیادہ پندرہ بیس ہزار کو میدان جنگ میں لایا ہو گا یا کچھ زیادہ ہو۔ پھر وہ زمانہ فتح کا تھا اور سارے مسلمان اپنی متحرک کارروائیوں کی وجہ سے اس بات کے قائل ہو چکے تھے کہ وہ جدھر جائیں گے فتح کے پھریرے اڑاتے رہیں گے۔ جنگ موتہ کے بارے میں یہ بات کسی نے کم سوچی کہ شام کی سرحد تک ان کا پہنچ جانا بھی فتح کے پھریرے ہی اڑانا تھا۔ پھر پہلی دفعہ مسلمانوں کا مقابلہ ایک باقاعدہ فوج کے ساتھ ہوا۔ اس سے پہلے مسلمان ہمیشہ قبیلوں یا گروہوں کی فوج سے لڑتے رہے۔ جنگ موتہ میں مقابلہ دنیا کی اس وقت کی ایک عظیم سلطنت کی باقاعدہ فوج کے ساتھ تھا۔ یہ فوج کسی باقاعدہ جنگی تدبیر کے تحت لڑی ہو گی اور میدان جنگ سے تب ہی پیچھے ہٹی ہو گی کہ ان کو سمجھ آ گئی ہو گی کہ کس قوم کے ساتھ واسطہ پڑ گیا"۔

اس مہم کے بھیجتے وقت حضورؐ پاک کے دل میں جو مقاصد تھے وہ جنگ کے نتائج نے پورے کر دیئے۔ واضح مقصد یہ تھا کہ عیسائی جو عرب کی سرحد پر اکٹھے ہو رہے تھے ان پر اپنی طاقت کا رعب بٹھایا جائے کہ مسلمان ان کے ملک میں بھی

Marfat.com

پہنچ کر اس طرح کی کارروائی کر سکتے ہیں اور اگر وہ ریگستان کے لمبے چوڑے علاقے میں آگے بڑھیں گے تو ہر مقام پر ہلکے پھلکے مسلمان ان کی یہی گت بنائیں گے چنانچہ اس کے نتیجے میں عیسائی لشکر کو کبھی ہمت نہ ہوئی کہ وہ عرب کی سرزمین میں داخل ہو۔ دوسرا مقصد شرجیل اور عیسائی عرب لوگوں پر رُعب ڈالنا تھا کہ ان لوگوں نے جو مسلمانوں کے سفیر کو شہید کیا تو اس کا بدلہ ضرور لیں گے۔

جنگ موقع اور محل کے لحاظ سے بڑے مناسب وقت پر ہوئی۔ حضور پاک یہودیوں اور قریش کی طرف سے کچھ تسلی میں تھے اور اتنا بڑا لشکر باہر بھیج سکے خود ایسی حالت میں مرکز کو نہیں چھوڑ سکتے تھے۔ اور مرکز کی ذمہ داری والے علاقوں میں پھیلاؤ ہو رہا تھا اس لیے مدینہ کے مستقر کی حفاظت اب زیادہ اہم ہو گئی تھی۔

جنگ موتہ سے ایک مقصد یہ بھی حاصل کرنا تھا کہ آئندہ دو سالوں میں حضور پاک نے مکہ، طائف اور حنین کی طرف توجہ دینی تھی، بلکہ یمن اور یمامہ تک پھیلاؤ کو بڑھانا تھا۔ اگر شمال کی طرف سے خطرہ موجود رہتا تو حضور پاک عرب کے باقی علاقو کی طرف اس طرح پیش قدمی نہ کر سکتے جس طرح بعد میں کی۔ حضور پاک کی ہر جنگ میں ایک گہری حکمت عملی پنہاں ہوتی تھی جس کے سمجھنے کے لیے بعد کے واقعات سے مدد مل سکتی ہے۔

جنگ موتہ کا ایک اہم نتیجہ مسلمانوں کا اپنے نظریہ حیات میں پاس ہونا ہے

Marfat.com

اس بات کو واضح کرنے کے لیے جنگ میں شریک ہونے والا کمانڈروں اور ان کے ساتھیوں کے زبانی تاثرات کو ان ہی کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے تاکہ شک کی کوئی گنجائش نہ رہ جائے۔

اس جنگ میں ہمارے لیے متعدد اسباق ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:۔

ا متحرک طرز جنگ بڑی فائدہ مند ہے اور اس کا جتنا مطالعہ ہو سکے بہتر ہے۔ ایسی جنگ اور ایسا طریقہ کار دشمن کو عجب قسم کے تذبذب میں ڈال دیتا ہے اور وہ پھونک پھونک کر قدم رکھتا ہے اس میں کامیابی کی بہت امیدیں ہوتی ہیں۔ لیکن سخت سکھلائی اور ایمان و یقین کی ضرورت ہوتی ہے۔ ایسی فوج سے کنٹرول اُٹھ جائے تو یہ بالکل تتر بتر بھی ہو سکتی ہے جو بڑی خطرناک صورت ہے۔

ب نظریہ حیات کی تربیت، جنگ میں ایک اہم حیثیت رکھتی ہے اور اگر ایسی تربیت صحیح طور پر ہو جائے تو فوجی تدبیرات کے بنیادی پہلوؤں میں اس خاصیت کو ایک اہم مقام حاصل ہے اور اس خاصیت کی مدد سے مقصد حاصل کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔

ج۔ ہر جنگ یا فوجی مہم کسی بڑے مقصد کو حاصل کرنے کی ایک سعی ہونا چاہیے یعنی جنگ برائے جنگ یا بے وقت لڑنے کی اجازت اسلام بالکل نہیں دیتا لیکن مقصد حاصل کرنے کے لیے قربانی کی جب ضرورت ہو تو ایسی قربانی کے

Marfat.com

لیے پہلے سے بڑی تیاری کی ضرورت ہوتی ہے۔ جنگ پر جانے سے پہلے سپہ سالاروں کے تاثرات خاص کر عبداللہؓ بن رواحہ کی باتوں کو تفصیل سے لکھنے میں ایک مقصد یہ تھا کہ یہ پہلو سمجھ آجائے۔

د۔ جنگ موتہ کا ایک خاص پہلو یہ ہے کہ پہلی دفعہ حضورؐ پاک نے ایک لشکر کو باہر بھیجتے وقت اور کمانڈروں کو نامزد کرتے وقت فرمایا کہ پہلے زیدؓ، پھر جعفرؓ اور پھر عبداللہؓ کمانڈر ہوں گے۔ اس سے ظاہر ہے کہ حضورؐ پاک کو تو نبی ہونے کی وجہ سے نظر آرہا تھا کہ کیا ہوگا اور ایسے لوگوں کو منتخب فرمایا جو ثابت قدمی جاں نثاری اور جذبہ وغیرہ میں بہت بلند تھے۔ پھر چوتھے کا نام نہ لیا۔ کیونکہ اگر آپ نام لیتے اور ان صاحب کو شہادت نصیب نہ ہوتی تو عجیب وغریب چہ میگوئیاں ہوتیں۔ البتہ چوتھے کے بارے میں مسجد نبویؐ میں فرما دیا کہ دیکھو اللہ کی تلوار (سیف اللہ خالدؓ) نے کمانڈ سنبھال لی ہے۔ اب اللہ کی تلوار کا کون کوئی کچھ بگاڑ سکتا ہے۔ اس پہلو کو سب مسلمان سمجھتے ہیں۔

ر۔ اب حضورؐ پاک تو نبی تھے اور ان کو تو ان باتوں کی آگاہی تھی۔ ہمارے لیے اس میں یہ سبق ہے کہ جب کوئی مشکل کام ہو تو اس کے لیے منتخب ہی ایسے لوگوں کو کریں جو قربانی دینے کو تیار ہوں اور در اصل پوری فوج اور قوم کو تربیت ہی اس قسم کی دینا چاہیے کہ وہ ہر قربانی کے لیے تیار ہوں۔ مسلمان ہر کام اللہ اور رسولؐ کے لیے کرتا ہے اور ہر مسلمان کو اللہ کی تلوار بنتے

Marfat.com

کی کوشش کرنا چاہیئے۔

کوہ شگاف تیری ضرب تجھ سے کشادِ شرق و غرب
تیغِ ہلال کی طرح عیش نیام سے گزر (اقبالؒ)

Marfat.com

چھٹا باب

فتح مکہ

Marfat.com

Marfat.com

چھٹا باب

حق کی فتح

فتح مکّہ ۸ھ ہجری

دینِ فطرت کا بیان

جنگ موتہ سے واپسی کے بعد مسلمان لشکریوں نے تقریباً دو ماہ مدینہ شریف میں قیام کیا ہوگا کہ اُن کو حضورؐ پاک کی کمانڈ میں حق کی فتح کی شرکت میں شامل ہونے کی سعادت حاصل ہوئی یہ فتح مکہ ہے جو ماہ رمضان آٹھ ہجری میں حق و باطل کے پہلے معرکہ بدر کے چھ سال بعد واقع ہوئی۔ دینِ فطرت کی ہر بات نرالی ہے اور فتح مکہ کو معجزہ کہیں یا روحانی فتح کہیں۔ بہرحال ایک بات واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ کے گھر یعنی خانہ کعبہ میں اہلِ حق نے بغیر جنگ و جدل کے داخل ہونا تھا۔ کیونکہ حق کی ٹکر حق سے نہیں ہوتی۔ لیکن دینِ فطرت کے کچھ اور تقاضے بھی تھے۔ یہی مکہ، یہی خانہ کعبہ جہاں پر داعی حقؐ پیدا ہوئے ان کو پہلے دن ہی سے مل جاتا۔ لیکن نہیں ربِ کعبہ کو یہ بھی معلوم تھا کہ حق والوں نے باطل کے ساتھ پتہ نہیں کتنی ٹکریں لینی ہوں گی۔

Marfat.com

اس لیے ان کو تیار کرنے کی بھی ضرورت تھی اور ہجرت میں یہی راز پنہاں تھا اور یہی وجہ ہے کہ مسلمانوں کا سال بھی ہجرت سے شروع ہوتا ہے کہ حق کی شان وشوکت اور عسکری پہلو کی بنیاد ہجرت کے روز ہی رکھی گئی اور یہی پہلو اس کتاب کے شروع مضمونوں میں وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

مانا کہ دینِ اسلام امن اور سلامتی کا دین ہے۔ لیکن امن وسلامتی کو قائم ودائم رکھنے کے لیے کسی عسکری قوت کی بھی ضرورت ہوتی ہے اور ہماری قوم کو یہ بات اچھی طرح سے سمجھ لینی چاہیے کہ جنگ یا جنگ کی تیاری کے بغیر حق کو نہ لایا جاسکتا ہے اور نہ قائم ودائم رکھا جاسکتا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے یہ پہلو سنت نبویؐ کے ذریعے ہمارے اوپر واردا اور عیاں کیا ہے وہ خود مسبب الاسباب ضرور ہے سبب اور وجوہات بھی خود بناتا ہے لیکن اس سب کے بیچ ہمارے لیے نشانِ راہ ہے اور صراطِ مستقیم ہے بشرطیکہ ہم اس کو سمجھنے کی کوشش کریں اب لطف کی بات یہ ہے کہ باطل والوں نے بھی حق پر یعنی مدینہ یا مسلمانوں پر تین بڑے حملے کیئے اور حق والوں نے بھی اہلِ کفر کی بیخ کنی کے لیے تین دفعہ مکہ کا رخ کیا تینوں واقعات کا اب ذرا موازنہ کریں۔ کفار کی زیادہ تعداد کے باوجود بدر میں بُری طرح شکست ہوئی۔ پھر زیادہ تعداد کے ساتھ بڑھے، تو احد کے میدان سے بے مقصد واپس آئے اور آخری بار پورے عرب کے باطل کی متحدہ کمان کو لے کر جنگِ احزاب میں بھی گئے تو بے نیل و مرام واپس آئے۔ اَب حق والے پہلی

Marfat.com

دفعہ آئے تو مکہ کے دروازہ کو کھٹکھٹا کر بغیر کسی خون خرابہ کے صلح حدیبیہ کے ذریعے واپس چلے گئے۔ دوسری دفعہ مکہ کے اندر داخل ہو کر عمرہ کر کے واپس چلے گئے آج تیسری بار مکہ میں فتح یاب ہو کر داخل ہو رہے ہیں لیکن فتح کفار پر ہوئی۔ باطل کو مٹانے اور بتوں کو توڑنے کے لیے ہوئی لیکن اللہ کا گھر تھا۔ تیر برساتے ہوئے اور تلواریں لہراتے ہوئے کیسے داخل ہوتے تو اللہ تعالیٰ نے دین فطرت کے لیے سبب ضرور بنا دیا کہ عسکری شان و شوکت سے داخل ضرور ہوں لیکن ساتھ ہی عاجزی کا مقام بھی ہے کیونکہ ادب کی جگہ ہے اور حضورؐ پاک نے خود مکہ میں داخل ہوتے وقت سر کو اس قدر جھکایا کہ سواری سے ماتھا مبارک چھو گیا۔

ظاہری اسباب

یہ کچھ بیان کرنے کا مقصد صرف یہ تھا کہ ہم دین فطرت اور اس کے عسکری پہلو کو سمجھیں کہ اپنے گھر میں بھی اللہ تعالیٰ یہ مظاہرہ دیکھنا چاہتا تھا کیونکہ اہل حق، حق کے ہی مہمان ہو کر حق کے گھر میں داخل ہو رہے تھے اور حق کو یہ نظارہ بہت پسند تھا کہ اس کے بعد مسلمان چند سال میں ساری دنیا پر چھا جائیں گے۔ البتہ اس داخلے کا ظاہری سبب پھر بھی صلح حدیبیہ کو بنا دیا کہ اس کی ایک شرط یہ تھی کہ بنو بکر اہل قریش کے حلیف مانے گئے اور بنو خزاعہ مسلمانوں کے۔ ان دونوں قبائل میں پرانی دشمنی تھی اور بنو بکر جب قریش کے حلیف بن گئے تھے وہ اپنے آپ سے باہر ہو گئے تھے اور کسی

Marfat.com

کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ چنانچہ انہوں نے جب دیکھا کہ مسلمان فوجیں شام کے علاقے میں گئی ہوئی ہیں تو وہ بنو خزاعہ پر پل پڑے اور اتنا خون خرابہ کیا کہ بنو خزاعہ کو حرم شریف میں پناہ لینا پڑی پہلے تو بنو بکر رُک گئے کہ حرم شریف کا احترام ضروری ہے لیکن ان کے رئیس نوفل نے کہا کہ ایسا وقت پھر نہیں آئے گا۔ غرض وہاں بھی بنو خزاعہ کا خون بہایا گیا۔ یہ سب کچھ انہوں نے نہ صرف قریش کی شہہ پر کیا بلکہ عکرمہ صفوان اور سہیل وغیرہ بنو بکر کے ساتھ اس خون خرابہ میں شامل تھے۔

اس واقعہ کے چند دن بعد حضورؐ پاک مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے کہ مسجد کے باہر سے یہ آواز بلند ہوئی:۔

"اے رب! میں محمدؐ کو وہ معاہدہ یاد دلانے کے لیے حاضر ہوا ہوں جو ہمارے اور ان کے مابین ہو چکا ہے۔ اے اللہ کے نبیؐ۔ ہماری اعانت کرو۔۔۔۔۔

پتہ کرنے پر معلوم ہوا کہ بنی خزاعہ کا ایک رئیس عمرو بن سالم سواروں کے ایک دستہ کی ہمراہی میں حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ انہوں نے حضورؐ پاک کو ظلم کی پوری داستان سنائی تو حضورؐ کو بہت رنج ہوا۔ آپ نے اسی دن ایک قاصد کو مکہ روانہ کیا اور قریش کو تین شرطیں پیش کیں۔

ا۔ بنو خزاعہ کے مقتولوں کا خون بہا دیا جائے۔ یا

ب۔ قریش بنو بکر کی حمایت سے الگ ہو جائیں۔ یا

ج۔ اعلان کر دیا جائے کہ حدیبیہ کا معاہدہ ٹوٹ گیا ہے۔

Marfat.com

تینوں شرطیں بڑی معقول تھیں۔ حضور پاک کی فوجی قوت اتنی بڑھ چکی تھی کہ وہ ظلم کی داستان سن کر مکہ کی طرف کوچ کر کے بنو بکر یا قریش دونوں کو سزا دے سکتے تھے اور اس میں حق بجانب تھے لیکن اسلام بے مقصد خون خرابہ کی بھی اجازت نہیں دیتا۔ ہمارے کچھ لوگ عسکریت کے نام سے اس لیے بھی ڈرتے ہیں کہ یہ فوجی شتر بے مہار کی طرح سب کچھ اپنے پاؤں تلے روند ڈالیں گے۔ اسلام میں کسی ایسی عسکریت کا تصوّر خارج از بیان ہے۔ اسلام ایک ربط وضبط کی پابند اور بڑے کے حکموں کی اطاعت بردار عسکریت کا دعویدار ہے اور فتح مکہ کے حالات اس سلسلہ میں ہمارے لیے چند رہنما اصول وضع کرتے ہیں۔

بہرحال قریش ابھی تک کئی غلط فہمیوں کا شکار تھے۔ نہ اُن کو مسلمانوں کی قوّت کا اندازہ تھا اور نہ ہی وہ اپنی کمزوریوں سے پوری طرح آگاہ تھے وہ اب بھی اپنے آپ کو عرب کا ایک اعلیٰ اور ارفع گروہ سمجھتے تھے کہ ضرورت پڑنے پر شاید سارے عرب قبائل ان کی مدد کو آجائیں گے اس لیے اُنہوں نے حضور پاک کے قاصد کو کہلا بھیجا کہ ہم اعلان کرتے ہیں کہ حدیبیہ کا معاہدہ ختم ہے۔ لیکن قاصد کے چلے جانے کے بعد جب اُنہوں نے سوچا کہ اس کے نتائج کیا ہوں گے اور پھر ہوا کا رُخ بھی تبدیل ہو چکا تھا تو بہت گھبرائے۔ چنانچہ چند دن بعد ابوسفیان کو سفیر بنا کر مدینہ روانہ کیا کہ حدیبیہ کے معاہدہ کی تجدید کرا لائیں۔ حضور پاک معاہدے کے ٹوٹنے کا اعلان فرما چکے تھے اور ابوسفیان کو یہ اختیار نہ تھا کہ پہلی دو شرطوں میں سے کسی ایک

Marfat.com

شرط پر صلح کرا سکے ۔ اس لیے ابوسفیان کس امید پہ مدینہ گئے ۔ خاص کر کہ حق و باطل کی پہلی جنگ کی ذمہ داری بھی ابوسفیان پہ تھی اور دوسری دو جنگوں میں وہ کفار کے سپہ سالار تھے ۔ مورخ حضرات اِس سلسلہ میں خاموش ہیں لیکن واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ کیونکہ آپ کی بیٹی اُم المومنین اُم حبیبہ رضؓ انہی دنوں حضورؐ پاک کے عقد میں آئی تھیں اس لیے کچھ رشتہ داری کی بھی اُمید تھی کہ شاید کام نکل جائے ۔ اللہ تعالےٰ کے عجب رنگ ہیں ۔ وہی ابوسفیان جو مدینہ پہ حملہ کر رہا تھا آج صلح کی بھیک مانگنے آیا بیٹی کے پاس گیا تو انہوں نے بڑی عزت کی لیکن بیٹھنے کے لیے حضورؐ پاک کے بستر یا چارپائی کی بجائے کسی اور چارپائی پہ بٹھایا ۔ ابوسفیان حیران تھا ۔ وہاں سے مایوس ہو کر جناب صدیق اکبرؓ ۔ جناب عمرؓ ۔ جناب علیؓ ۔ حتی کہ جناب فاطمۃ الزہرہؓ کی خدمت میں بھی حاضر ہوا ۔ لیکن ہر جگہ سے نا اُمید واپس مڑا ۔ آخر کوئی کیسے مدد کر سکتا تھا ۔ حق کی فتح کا وقت آچکا تھا ۔

مکہ کی طرف روانگی اور کارروائی

مکہ کی طرف حضورؐ پاک اور اسلامی لشکر کی روانگی اور وہاں کی کارروائی میں فوجی ربط و ضبط کے علاوہ باقی فوجی معاملات بہت کم ہیں ۔ البتہ روحانی طور پہ اس سارے منظر کا بیان گو پُر لطف ہے ۔ لیکن یہاں اختصار بہتر رہے گا ۔ البتہ ایک اہم بات یہ ہے کہ مکہ کی فتح یا مکہ کی طرف یہ کوچ دراصل اس فوجی حکمتِ عملی اور ان جنگی تدبیرات

Marfat.com

کا ماحصل ہے جو حضورؐ پاک نے مدینہ آکر اپنائیں۔ ہر شتی کارروائی۔ ہر جنگ اور ہر جنگی مہم جو پچھلے چند سالوں میں واقع ہوئی۔ دراصل وہ اسی مقصد کے لیے تھی جو آج حاصل ہو رہا تھا اور شاید اصلی مقصد کا بھی یہ ایک مرحلہ تھا۔ کیونکہ اُس کے بعد حق نے پھیلاؤ اختیار کرنا تھا۔ اس لیے فتح کے لیے اہل حق آج تیار کھڑے تھے۔

اس سیل دسبک سیر وزمین گیر کے آگے

عقل و نظر علم و ہنر ہیں خس و خاشاک

حضورؐ پاک عام طور پر سب مہموں کو راز میں رکھتے تھے آپ نے تیاری کا حکم دے دیا لیکن یہ نہ بتایا کہ کہاں کا ارادہ ہے۔ لیکن آخر اللہ کے گھر حاضری دینی تھی۔ کچھ عورتیں بھی تیار ہو رہی تھیں۔ اس لیے آپؐ نے کوچ سے ایک آدھ دن پہلے خبر دے دی کہ مکہ کی تیاری ہے۔ چنانچہ ایک صحابی جن کو بعد میں معاف کر دیا گیا پھر بھی اس غلطی کا ارتکاب کر بیٹھے کہ ایک عورت کے ذریعے اہل مکہ کو خبردار کرنا چاہا۔ حضورؐ پاک کو جب وحی کے ذریعے اس کی آگاہی ہوئی تو وہ عورت پکڑی گئی جس نے اہل مکہ کی طرف خط اپنے بالوں میں چھپایا ہوا تھا۔ رحمۃ للعالمینؐ نے حضرت حاطبؓ کو جو صاحب بدر تھے اور یہ خطا کر چکے تھے معاف کر دیا۔ بہر حال اس میں سبق ضرور ہے کہ حضورؐ پاک کو تو وحی کے ذریعے حالات کا پتہ چل گیا۔ ہمیں ہر جنگی معاملہ کو راز سمجھنا چاہیے اور رازداری جنگ کا ایک اہم اصول ہے۔

چنانچہ ۱۰ رمضان ۸ ہجری کو حضورؐ پاک تقریباً دس ہزار سرفروشان

Marfat.com

اسلام کے ساتھ مکہ کی طرف پیش قدمی فرما رہے تھے اور راستہ میں کئی قبائل جو مسلمان ہو چکے تھے وہ لشکر اسلام میں آ کر شامل ہو رہے تھے اور آخر میں مکہ شریف سے تقریباً ایک منزل یا اس سے کچھ کم فاصلہ پر ایک مقام مَرّا لظہران پر پڑاؤ کیا۔ اب رازداری والا معاملہ ختم تھا۔ کیونکہ حضورؐ پاک مکہ شریف میں جنگ وجدل کے بغیر ہی داخل ہونا چاہتے تھے اس لیے آپ نے حکم دیا کہ خیمے دُور دُور لگائیں اور ہر خیمہ کے آگے آگ روشن رکھیں۔ اہلِ مکہ کو جب اس روشنی کی اطلاع ملی تو اُنہوں نے چھان بین کرنا چاہی جس کے لیے ابوسفیان خود دو اور ساتھیوں کے ساتھ مکہ سے نکلا کہ حالات کا مطالعہ کرے۔ حضورؐ پاک کے چچا حضرت عباسؓ جو اب لشکر اسلام میں شریک ہو چکے تھے وہ خود چاہتے تھے کہ اہلِ مکہ کو کسی طرح سے اطلاع دی جائے کہ مقابلہ کی کوشش نہ کریں وہ ذرا لشکر سے الگ ہوئے تو ان کی ملاقات ابوسفیان کے ساتھ ہو گئی جس کو پناہ دے کر وہ حضورؐ پاک کی خدمت میں لے آئے جہاں ابوسفیان اسلام لے آئے یا اطاعت منظور کی یا مخالفت سے باز آئے مورخین نے الگ الگ رائے دی ہے لیکن چونکہ یہ بات واضح ہے کہ ابوسفیانؓ نے فتح مکہ کے وقت اسلام قبول کیا اور مکہ داخل ہوتے وقت حضورؐ پاک نے فرمایا کہ جو ابوسفیانؓ کے گھر داخل ہُوا وہ بھی امان میں ہے تو بحث یہاں ختم ہو جاتی ہے۔ ہمارے فوجی تجزیہ کے معاملہ میں اہلِ مکہ اب اس قابل نہ تھے کہ حضورؐ پاک کے لشکر کی مخالفت کر سکیں ان کا سردار امان کا طالب تھا۔ البتہ حضورؐ پاک نے ابوسفیانؓ کو حضرت عباسؓ کی ہمراہی

Marfat.com

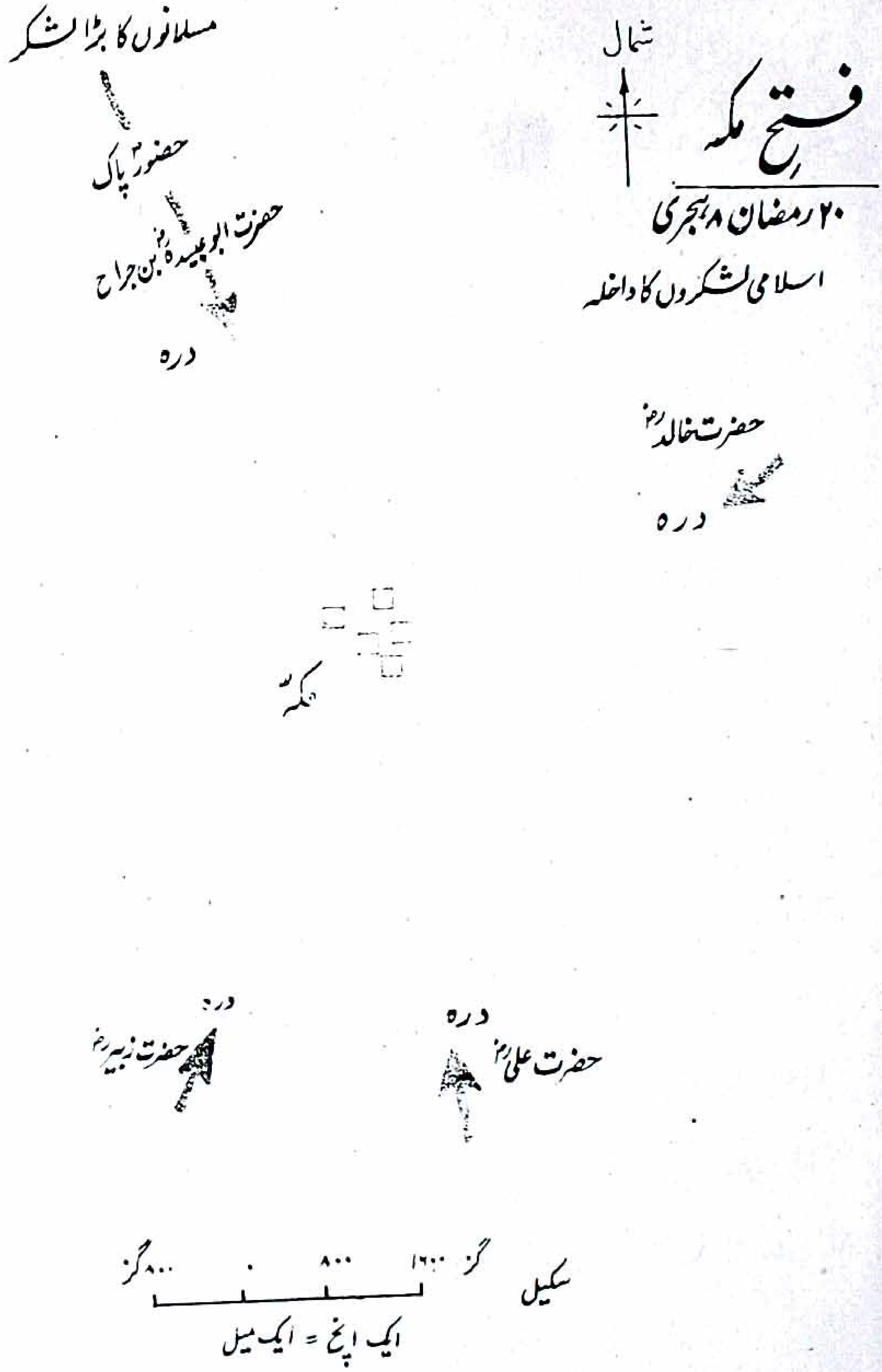
فتح مکہ
٢٠ رمضان ٨ ہجری
اسلامی لشکروں کا داخلہ
شمال
مسلمانوں کا بڑا لشکر
حضور پاک
حضرت ابوعبیدہ رض بن جراح
درہ
حضرت خالد رض
درہ
مکہ
درہ
حضرت زبیر رض
درہ
حضرت علی رض
سکیل
گز ١٦٠٠ ٨٠٠ ٠ ٨٠٠ گز
ایک انچ = ایک میل

Marfat.com

Marfat.com

ہیں مکہ ضرور بھیجا کہ لوگوں کو آگاہ کر دیں کہ حضورؐ پاک کا لشکر خانہ کعبہ میں کل داخل ہو گا بلکہ ابو سفیانؓ کو کسی ایسے مقام پر کھڑا کرنے کی ہدایت دی جہاں سے وہ اسلامی لشکر کی طاقت کا اندازہ کر سکیں

قرون اولیٰ کے مؤرخین اور راویوں نے لشکر اسلام کے مکہ میں داخلے کو بڑے پیارے الفاظ میں بیان فرمایا ہے اور یہ سب کچھ پڑھ کر روحانی تسکین ضرور ہوتی ہے پھر اہل عرب کا اپنا ایک حسن بیان ہے جس کو پڑھ کر ویسے بھی آدمی لطف اندوز ہوتا ہے اس کے علاوہ آج کا دن اسلام کی تاریخ میں ایک سنہری دن تھا: بچھڑے ہوئے خاندان مل رہے تھے. اہل قریش نے آج کے بعد پھر شیر و شکر ہو جانا تھا اور سب نے مل کر دنیا کو فتح کرنا تھا. اس لیے تمام منظر بے شک ہماری تاریخ کا حصہ ہیں لیکن ہم اپنے آپ کو صرف فوجی معاملات تک محدود رکھیں گے. داخلہ کے وقت نہایت اعلیٰ پائے کا ربط و ضبط تھا اور لشکر اسلام حصوں میں بٹا ہوا تھا. ہر حصے یا گروہ کا اپنا علم تھا. اللہ کا ذکر جاری تھا اور وقفے کے بعد نعرۂ تکبیر کی صدا لگائی جاتی تھی یہ افواجِ الٰہی کا جلال تھا جو دیکھنے والوں کو مرعوب کر رہا تھا. کیونکہ ہمارے آقا حضرت محمدؐ مصطفےٰؐ نے اپنے غلاموں کو ربط و ضبط کی ایسی تربیت دی تھی کہ آج جلال ہی جلال تھا اور اہل عرب کو اس مقام پر لے آئے تھے.

وہ دانائے سبلؐ ختم الرسلؐ مولائے کلؐ جس نے
غبارِ راہ کو بخشا فروغِ وادیِ سینا (اقبالؒ)

Marfat.com

حضورؐ پاک نے اعلان کروا دیا تھا کہ جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر دے گا یا حرم شریف میں داخل ہوگا ان سب کو امن ہے۔ چنانچہ عام طور پر کوئی مخالفت نہ ہوئی۔

روایت ہے کہ حضورؐ پاک نے لشکر اسلام کو چار حصوں میں تقسیم فرمایا ایک بڑا حصہ تھا جس میں آپ خود تھے اور اس کے علمبردار حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح تھے مدینہ کی طرف سے جو راستہ آتا ہے اس راستے سے لشکر کا یہ بڑا حصہ داخل ہوا۔ باقی تین چھوٹے لشکروں کی کمانڈ حضرت علیؓ۔ حضرت زبیرؓ اور حضرت خالدؓ کر رہے تھے اور یہ لشکر باقی تین راستوں یا دروں سے داخل ہوئے مکہ نیچی سطح پر واقع ہے اور چاروں طرف پہاڑ ہیں جو مکہ کی سطح سے تقریباً ہزار فٹ کے قریب اونچے ہوں گے۔

فوجی لحاظ سے یہ طریق کار ضروری تھا کہ دشمن اگر ایک جگہ پر مقابلہ کرے تو دوسرا لشکر دشمن کے پیچھے پہنچ جائے گا اور پھر دشمن کی اتنی تعداد بھی نہ تھی کہ چاروں لشکروں کا مقابلہ کرتا اس طریق کار کا یہ مقصد بھی تھا کہ کوئی قریش بھاگ نہ سکے لیکن چونکہ زیادہ مقابلہ نہ ہوا اور زیادہ سختی بھی نہ ہوئی۔ اس لیے اکا دکا لوگ بھاگ ضرور گئے۔ مقابلہ صرف چند لوگوں نے حضرت خالدؓ کے لشکر کا کیا اور مقابلے والے بھی خالدؓ کے اپنے رشتہ دار عکرمہ اور دوست صفوان وغیرہ تھے اور وہ بھی جلدی بھاگ گئے۔ کیونکہ بارہ کے قریب کفار ہلاک ہوئے اور دو مسلمان بھی شہید ہوئے۔ حضورؐ پاک یہ بھی نہ چاہتے تھے اور سختی سے منع فرمایا تھا کہ تلوار نہ اٹھانا لیکن کفار کی غلطی تھی مسلمان کیسے خاموش رہتے۔

لہ نقشہ فتح مکہ

Marfat.com

حضورؐ پاک جب مکہ کی حدود میں داخل ہوئے تو آپ نے سر جھکا کر اللہ تعالیٰ کا شکریہ ادا فرمایا کہ اہلِ حق کو یہ دن دیکھنا نصیب ہوا اس کے بعد آگے بڑھ کر کعبہ شریف سے تمام بت نکلوا دیئے اور مسلمانوں کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے۔

"حق آگیا، باطل مٹ گیا بے شک باطل مٹنے ہی کی شے ہے" اس کے بعد حضورؐ پاک نے کعبہ کی کنجی طلب کی اور دروازہ کھلوایا اور نماز پڑھی۔ بعض راویوں کا خیال ہے کہ صرف تکبیریں کہیں۔ بہرحال اس کے بعد شہنشاہِ دو عالمؐ نے اہلِ مکہ کو خطاب کیا۔ جس میں قرآن پاک کی آیات بھی پڑھیں۔ اس خطبہ میں اسلام کے اصول اور حق کی آمد کی وضاحت کی اور پھر اہلِ قریش سے پوچھا کہ آج آپ لوگ کیا اُمید کر رہے ہیں۔ اہلِ قریش نے آپ کی مخالفت ضرور کی۔ لیکن مزاج شناس تھے۔ عرض کی:۔

"آپؐ شریف بھائی ہیں اور شریف بھائی کے بیٹے ہیں"۔

آپؐ نے فرمایا میں نے معاف کیا۔ پھر نماز کا وقت آیا حضرت بلالؓ نے بامِ کعبہ پر چڑھ کر اذان دی اور ادھر ہی نماز ادا کی۔ اس کے بعد مقامِ صفا پر آپ ایک بلند مقام پر بیٹھ گئے اور جو لوگ اسلام قبول کرنے آتے تھے آپ ادھر ہی بیعت لیتے رہے انہی میں ہندؓ زوجہ ابو سفیانؓ بھی تھی جس نے حضرت حمزہؓ شہید کا کلیجہ چبایا تھا لیکن اسلام میں آنے کے بعد سب دشمنیاں ختم ہو جاتی ہیں یہی نہیں بلکہ بعد میں آپ نے عکرمہؓ بن ابوجہل اور صفوانؓ بن امیہ جیسے لوگوں کو بھی

Marfat.com

معاف فرما دیا کیونکہ یہ لوگ بھی اسلام لے آئے اور پھر انہوں نے اسلام کی خدمت کی

حضور پاک نے مکہ میں پندرہ دن تک قیام فرمایا اور مکہ کی اطراف میں جو بت تھے اور وہاں لوگ طواف کرتے تھے یا قربانیاں چڑھاتے تھے ان سب کو ختم کر دیا۔ اور پھر حضرت معاذؓ بن جبل کو مامور فرمایا کہ لوگوں کو اسلام سکھلائیں اور آپ نے حق کے مزید پھیلاؤ کے لیے یہاں سے کوچ فرمایا۔

نتائج و اسباق

فتح مکہ از خود ان مہموں کا نتیجہ ہے جو اہل حق لڑ چکے تھے اور اس طرح سے ایک مقصد حاصل ہو گیا۔ اب اسلام کی روشنی کو پورے عرب میں پھیلانا آسان ہو گیا تھا جہاں تک سبقوں کا تعلق ہے حضور پاک کی زندگی کے ہر قدم میں ہمارے لیے سبق ہے اور اس فتح میں بڑا سبق یہ ہے کہ حق کو فتح ضرور ہو گی لیکن اہل حق کو عسکریت کے ذریعے اس کا اہل بننا پڑے گا۔

وہ چنگاری خس و خاشاک سے کس طرح دب جائے
جسے حق نے کیا ہو نیستاں کے واسطے پیدا — اقبالؒ

Marfat.com

ساتواں باب

جنگِ حنین

Marfat.com

Marfat.com

ساتواں باب

حق کا پھیلاؤ
حصّہ اوّل
جنگِ حنین
و اوطاس و طائف وغیرہ

جنگ کی وجوہات

فتح مکہ کے بعد اکثر عرب قبائل نے خود بخود اسلام قبول کر لیا۔ ان میں سے بعض آپ کے ساتھ جنگ بھی کر چکے تھے اور بعض اس انتظار میں تھے کہ آخر مکہ کس کے پاس رہتا یا جاتا ہے۔ لیکن جب حضورؐ پاک نے مکہ فتح کر لیا تو پھر اُن لوگوں نے سوچا کہ آپؐ سچے پیغمبر ہیں تو تب ہی یہ فتح حاصل ہوئی ہے۔ اس لیے قبائل دھڑا دھڑ اسلام کی آغوش میں آ رہے تھے لیکن عرب کے دو جنگجو قبائل ہوازن اور ثقیف پر اثر ٹھیک نہ ہوا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو فن جنگ کا ماہر سمجھتے تھے اور بڑے غیرت مند قبیلے تھے۔ مسلمانوں کی فتوحات نے ان کو دل برداشتہ کر دیا کہ

Marfat.com

اب ان کی ریاست یا نسلی تفاخر وغیرہ کا خاتمہ ہو جائے گا۔ قبیلہ ہوازن اس وادی میں آباد تھا جو مکہ اور طائف کے درمیان ہے اور یہ وادی حنین کے نام سے مشہور رہے۔ بنو ثقیف زیادہ تر طائف میں آباد تھے۔ البتہ دونوں قبیلوں کے آگے بھی چھوٹے چھوٹے قبیلے تھے۔ اور جب کوئی فیصلہ کرنا ہوتا تھا تو ان چھوٹے چھوٹے قبائل کے سرداروں کو بھی مشورہ کے لیے بلایا جاتا۔

چنانچہ تمام قبائل کو مشاورت کے لیے طلب کیا گیا اور ہوازن سے بنو نضیر بنو جشم، بنو ہلال اور بنو مالک نے شرکت کی لیکن بنو کعب اور بنو کلاب نہ شریک ہوئے بنو ثقیف کی نمائندگی ان کے ایک سردار قارب بن الاسود نے کی تمام قبائل نے مل کر فیصلہ کیا کہ مسلمان جو اُس وقت مکہ شریف میں تھے ان پر اُدھر ہی حملہ کر دیا جائے فوج کی سرداری کے لیے مالک بن عوف کو چنا گیا جو قبیلہ ہوازن کے چھوٹے قبیلہ بنو نضیر سے تھے۔ لیکن مشورہ کے لیے بنو جشم کے درید بن الصمۃ کو بھی ساتھ رکھا گیا۔ اس کی عمر کوئی ننو سال کے قریب تھی اور گو آنکھوں کی بینائی جاتی رہی تھی۔ لیکن یہ شخص بڑا مدبر تھا اور پختہ ذہن رکھتا تھا۔ لیکن ہڈیوں کا ڈھانچہ تھا اس لیے اس کو لوگوں نے چارپائی پر اُٹھا رکھا تھا۔ تمام قبائل نے وادی کے دامن میں ایک مقام اوطاس میں اکٹھا ہونا تھا۔ چنانچہ درید کو جب وہاں پہنچایا گیا تو اس نے پوچھا کہ کونسی جگہ ہے۔ لوگوں نے کہا "اوطاس" کہنے لگا ہاں لڑائی کے لیے موزوں ہے۔ زمین بہت سخت بھی نہیں اور زیادہ نرم

Marfat.com

بھی نہیں کہ پاؤں پیچ دھنس جائیں پھر اس نے بچوں کے رونے کی آواز سنی تو پوچھنے لگا کہ یہ آواز کیسی ہے لوگوں نے کہا کہ سردار لشکر کا حکم ہے کہ بال بچے ساتھ ہوں تو لوگ بے جگری سے لڑیں گے کہنے لگا جب پاؤں اکھڑ جاتے ہیں تو کوئی چیز رد نہیں سکتی۔ میدانِ جنگ میں صرف تلوار کام دیتی ہے بد قسمتی سے اگر شکست ہوئی تو عورتوں کی وجہ سے اور بھی ذلت ہو گی۔

پھر جب پوچھا کہ کون کونسے قبیلے جنگ میں شریک ہوئے ہیں تو اس کو پتہ چلا کہ بنو کعب اور بنو کلاب نے شرکت نہیں کی تو کہنے لگا یہ شگون اچھا نہیں ہے۔ وہ عزت مند لوگ ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آج کا دن عزت و شرف کا دن نہیں ہے اور ان کی غیر حاضری پُر معنی ہے پھر اس نے لشکر کے سردار کو رائے دی کہ عورتوں اور بچوں کو کسی محفوظ مقام پر بھیج دو اور کسی اور اچھی جگہ پر پوزیشن لے کر اعلانِ جنگ کرو۔ لیکن نوجوان سردار لشکر نے جوانی کے جوش میں آکر اس کی رائے کو ٹھکرا دیا۔

مسلمانوں کی تیاری

حضورؐ پاک کافی عرصہ سے ان قبائل کی جنگ کی تیاری کی خبریں سن رہے تھے۔ اس لیے آپ نے عبداللہ بن حدرؓ د کو علاقہ حنین میں بھیج دیا تھا جو لحظہ لحظہ کی خبریں پہنچا رہے تھے۔ بلکہ لشکر کفار میں گھل مل کر رہتے بھی رہے اور تمام حالات سے حضورؐ پاک کو آگاہ کیا حضورؐ کے دس ہزار لشکر میں دو ہزار نو مسلم

Marfat.com

بھی شریک ہو چکے تھے اور حضورؐ پاک قرض اور ادھار لے کر ان نئے لشکریوں کو مسلح بھی کر چکے تھے اور اتنی بڑی تعداد کی فوجیں آٹھ شوال کو حنین کی طرف بڑھیں البتہ یہ پتہ نہیں ہے کہ فوجیں مکہ سے آٹھ شوال کو نکلیں یا اوطاس کے میدان میں آٹھ شوال کو پہنچیں۔ روایت کے مطابق بیچ میں تین دن کی مسافت ہے بہرحال یہ جنگ شوال کے مہینے میں ہوئی اور آج پہلی دفعہ مسلمان اپنی طاقت پہ کچھ نازاں بھی تھے۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند نہیں ہے اس لیے قرآن پاک میں اس سلسلہ میں تنبیہ بھی ہے:۔

"اور یاد کرو حنین کا دن جب تم اپنی کثرت پر نازاں تھے لیکن وہ کچھ کام نہ آئی زمین بجائے وسعت کے تم پر تنگی کرنے لگی اور تم پیٹھ پھیر کر بھاگ نکلے۔ پھر اللہ تعالےٰ نے اپنے رسولؐ پر اور مسلمانوں پر تسلی نازل کی ...."

جنگ کی کارروائی کا پہلا مرحلہ

جنگ کی کارروائی کے بارے میں مختلف مؤرخین نے مختلف طرز اختیار کی ہے کچھ کا خیال ہے کہ پہلے مسلمانوں نے حملہ کیا اور اس میں کامیابی ہوئی۔ لیکن پھر کسی وجہ سے اُن کے قدم اکھڑ گئے۔ بعض کا خیال ہے کہ مسلمان پہلے حملے میں کامیاب ہوئے اور پھر مالِ غنیمت اکٹھا کرنا شروع کر دیا اور دشمن سے بے خبر ہو گئے تو دشمن نے سخت حملہ کر دیا جس سے مسلمان اپنی جگہ پہ نہ رہ سکے۔ یہ دونوں باتیں ایک فوجی

Marfat.com

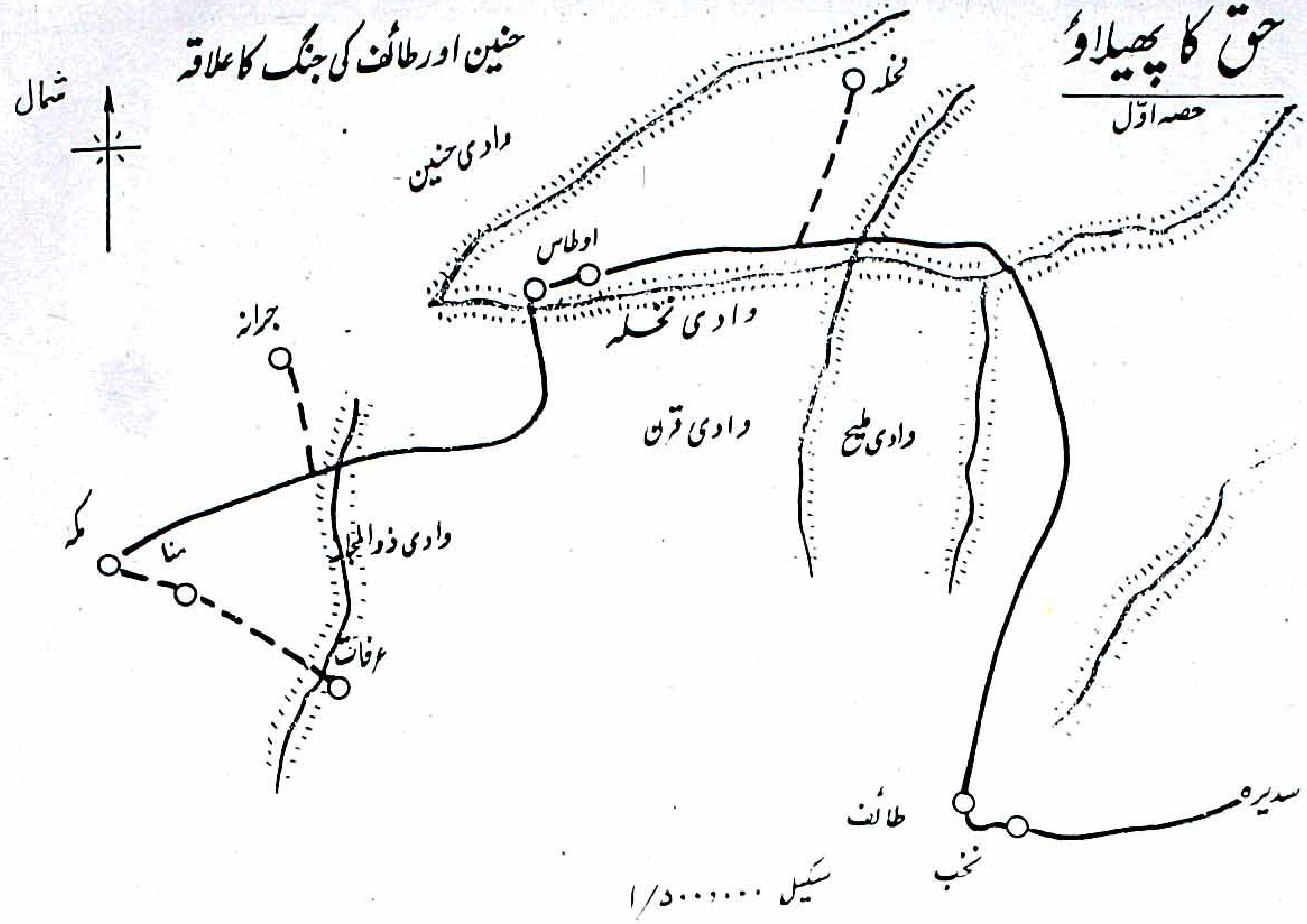
حق کا پھیلاؤ
حصہ اوّل
حنین اور طائف کی جنگ کا علاقہ
شمال
وادی حنین
نخلہ
اوطاس
وادی نخلہ
جرانہ
وادی قرن
وادی لیح
مکہ
منا
وادی ذوالمجاز
عرفات
طائف
نخب
سدیرہ
سکیل ۵۰۰۰۰۰/۱

Marfat.com

Marfat.com

ذہن کو اپیل نہیں کرتیں کیونکہ یہ واقعات بیان کرنے والے فوجوں کی صف بندی کا ذکر نہیں کرتے جو رائے زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے یہ وہ بیان ہے کہ مسلمانوں کا شکر وادی تہامہ سے وادی حنین کی طرف بڑھ رہا تھا۔ صبح کا وقت تھا۔ وادی لمبی چوڑی ضرور تھی لیکن اس وقت شکر نیچے کی طرف اتر رہا تھا کہ ڈھلوان سے گزر ہو رہی تھی۔ دشمن جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے اس علاقے میں پہلے سے پہنچ چکا تھا اور سردار شکر مالک پر بوڑھے درید ہ کی باتوں کا کچھ اثر ہو چکا تھا۔ اس نے اپنے شکر کے لوگوں کو وادی کی کمین گاہوں میں چھپا دیا تھا اور پھر ایک ہی اشارے میں وہ سب کے سب مسلمانوں پر پل پڑے۔ مسلمان جو اپنی طاقت کے گھمنڈ میں تھے آج خود حیران کن کارروائی کی زد میں آگئے اور ان کے قدم اکھڑ گئے۔ لطف کی بات یہ ہے کہ جو لوگ جیش مقدم میں یعنی شکر کے آگے آگے تھے اور ان کی سرداری خالدؓ بن ولید کے ہاتھ میں تھی وہ بھی کوئی خیر خواہ کام نہ کر سکے۔ معلوم یہ ہوتا ہے کہ دشمن نے اُن کو نکلنے دیا اور وہ بہت آگے نکل گئے اور دشمن نے حملہ مسلمانوں کے قلب پر کیا۔

واقعات بالکل اسی طرف اشارہ کرتے ہیں اور فوجی لحاظ سے بھی دشمن کی یہ کارروائی صحیح تھی کہ حضورؐ پاک ضرور شکر کے قلب یا اس سے تھوڑا آگے ہوں گے وہ خود اس مقام پر موجود تھے جہاں کفار نے حملہ کیا اور مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے کیونکہ حضورؐ پاک ایک طرف ہو گئے آپ اس سفید خچر پر سوار تھے جس کا نام دلدل

Marfat.com

تھا۔ آپ بار بار پکار رہے تھے کہ مسلمانو! کدھر جاتے ہو اور کیوں بھاگتے ہو یہاں بھی مورخین نے اختلاف کیا ہے کہ حضورؐ پاک کے ساتھ کتنے آدمی رہ گئے تھے ایک صاحب تو یہاں تک کہہ گئے کہ رفقاء خاص میں سے ایک بھی پہلو میں نہ تھا، ایک صاحب نے چار آدمی بتلائے لیکن حضرت عبداللہ بن عمرؓ کی روایت یہ تھی کہ ایک وقت ایسا آیا کہ سو آدمی بھی حضورؐ کے پاس نہ رہ گئے۔ عربوں کا اپنا طرز بیان ہے اور اگلی کہانی میں کوئی خاص بات کہنے کے لیے پہلے فقرہ کو نفی میں بیان کرنا ایک حسن بیان سمجھا جاتا ہے اس لیے تمام روایات کو پڑھنے کے بعد ایک فوجی ذہن اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ پچاس ساٹھ کے قریب صحابہؓ نے تو حضورؐ پاک کا ساتھ بالکل ہی نہ چھوڑا اور پکارنے کے بعد باقی صاحبان بھی جلدی اکٹھے ہو گئے کیونکہ اس کے جلدی بعد دشمن کو شکست سے بھی دوچار ہونا پڑا۔ جب کسی فوج کے قدم میدانِ جنگ سے اس طرح اکھڑ جائیں تو پھر اسی جگہ اکٹھا ہو کر دشمن کو شکست دے دینا ایک عظیم کارروائی ہے جو اللہ تعالےٰ مسلمانوں کو ہی نصیب کرتا رہا۔

واقعات کچھ اس طرح نظر آتے ہیں آپؐ کے چچیرے بھائی ابو سفیانؓ بن حارث جو فتح مکہ سے چند دن پہلے ہی اسلام لائے تھے بالکل آپؐ کے ساتھ رہے اور آپؐ کی رکاب پکڑے ہوئے تھے۔ کیونکہ حضورؐ دیکھ رہے تھے اور جب مسلمانوں کو پکار رہے تھے تو ابو سفیانؓ نے آگے بڑھ کر اپنا بدن حضورؐ پاک کے پاؤں مبارک کے ساتھ لگا دیا۔ آپؐ نے پوچھا کون ہے تو ابو سفیانؓ نے خچر کا لگام تھامتے عرض کی

Marfat.com

یارسول اللہؐ" میں ہوں آپؐ کی ماں کا بیٹا۔ عرب میں رواج ہے کہ چچیرا بھائی اپنے چچیرے بھائی کے سامنے یا ایک دوسرے کے لیے یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں اور ہمارے ملک میں بھی علوی یا ہاشمی خاندانوں کے لوگ اب بھی یہ الفاظ استعمال کرتے ہیں۔

جنگی کارروائی کا دوسرا مرحلہ

روایات سے یہ ثابت ہے کہ حضرت عباسؓ اور ان کے بیٹے فضلؓ بھی حضورؐ کے پاس موجود تھے کیونکہ حضورؐ پاک نے حضرت عباسؓ کو بھی فرمایا کہ آپ کی آواز بھی بلند ہے آپ لوگوں کو پکاریں تاکہ لوگ واپس آئیں۔ حضورؐ پاک فرما رہے تھے "میں پیغمبر ہوں یہ جھوٹ نہیں ہے" "میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں"۔ پھر پکارے "او گروہ انصار، اور بیعت رضوان والو۔ واپس آؤ"۔ بلکہ یہ بھی روایت ہے کہ انصار کے قبیلوں کو بھی نام سے پکارا۔ ویسے بھی روایات کے مطابق حضرت ابوبکرؓ، حضرت عمرؓ، حضرت علیؓ، حضرت اسامہؓ بن زید، حضرت ایمنؓ۔ آپ کے چچا عباسؓ، اُن کی اولاد اور باقی متعدد چچیرے بھائی اور انصار کی ایک جماعت آپ کے ارد گرد موجود تھی۔ لیکن جنگ میں جب قدم اکھڑ جائیں یا ایک آدمی بھی بھاگ نکلے تو حالات بڑے عجیب ہو جاتے ہیں۔ متعدد اصحابؓ نے بعد میں فرمایا کہ اگر وہ رکنا بھی چاہتے تھے تو اُن کی سواری کے جانور نہ رُکتے تھے بلکہ بعض نے مار مار کر اور بعض نے ان کی کانچیں کاٹ کر ان کو بٹھایا۔ اس پہلو سے یہ بات پھر واضح ہو جاتی ہے کہ

Marfat.com

مسلمان لشکر ابھی آگے ہی بڑھ رہا تھا یعنی ایڈوانس ٹو کنٹیکٹ کر رہا تھا کہ دشمن نے حیران کن کارروائی کی اور مسلمانوں کے قدم اکھڑ گئے۔ جنگ کا یہ نازک ترین لمحہ ہوتا ہے اور ایسے آدمیوں کو روکنا بھی بڑا خطرناک ہوتا ہے کہ اس طرح وہ روکنے والے کو بھی مار کر آگے بھاگ جائیں گے۔ دوسری جنگ عظیم میں اراکان برہما کے محاذ سے بھاگتے ہوئے کئی لوگ وزیر آباد تک پہنچ گئے تھے۔ کیونکہ اُن میں سے چند نے ان افسروں کو بھی مار دیا تھا جنہوں نے اُن کو روکا تھا۔ یہ ضروری نہیں کہ ایسی بھاگ دوڑ کسی حیران کن کارروائی کی وجہ سے ہو۔ لڑائی میں کچھ "ان ہونی" باتیں بھی ہوتی ہیں اور اچانک بھاگڑ مچ جاتی ہے یہ سب اللہ کے راز ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے فرمایا ہے کہ اکثر وہ تھوڑے لوگوں کو زیادہ لوگوں پر فتح دے دیتے ہیں اور تقدیر کا پہلو تو ہر جگہ موجود ہے۔ ابن خلدون جب کسی اچانک "ان ہونی" بات کا ذکر کرتا ہے تو وجوہات میں نہیں جاتا صرف یہ کہہ دیتا ہے کہ میرے مولا کو ایسے ہی منظور تھا۔

شاید کوئی منطق ہو نہاں اس کے عمل میں
تقدیر نہیں تابعِ منطق نظر آتی (اقبالؒ)

جنگ کی کارروائی کا تیسرا مرحلہ

چنانچہ حضورؐ پاک کی آواز نے کانوں پر ایسا اثر کیا کہ تمام اہل لشکر واپس آگئے اور نئے سرے سے صف بندی شروع ہوگئی۔ مسلمانوں کو زیادہ نقصان پہنچانے

Marfat.com

والا ہوازن کا ایک سردار تھا جو ایک سرخ اُونٹ پر سوار تھا اور نیزے پر سیاہ جھنڈا لگائے ہوئے تھا۔ اس کی سرکوبی کے لیے حضرت علیؓ اور ایک انصار آگے بڑھے حضرت علیؓ نے اچانک اُس کی پیٹھ کی طرف چھلانگ لگا کر اُس کے اُونٹ کی پچھلی ٹانگوں پر ایسا وار کیا کہ اُونٹ بیٹھ گیا اور انصاری مجاہد نے اس کافر کا کام تمام کر دیا۔ حضورِ پاک کے لشکر میں اُم سلیمؓ زوجہ ابو طلحہؓ بھی تھیں آپ اُونٹ پر سوار تھیں اور اُونٹ کے سر کو اس کی مہار کے ساتھ کھینچ کر ایسا قابو کیا ہوا تھا کہ ہاتھ بھی اونٹ کے نتھنوں میں ڈالا جا سکتا تھا آپ حضورِ پاک کے نزدیک ہوئیں اور عرض کی یا رسول اللہ جو جنگ سے بھاگے ہیں ان کا بھی وہی حشر کرنا چاہیے جو دشمن کا ہو رہا ہے۔ حضورِ پاک نے فرمایا خدا ایسی بات سے بچائے۔ بہر حال ایک عورت صحابیہ کی اس دلیری کا اور لوگوں پر بھی اثر ہوا اور اب مسلمانوں نے آگے بڑھ کر زوردار حملہ کیا۔ دشمن کی طرف سے مالک بن عوف اپنے لشکر کی ڈھارس بندھا رہا تھا وہ خود بھی آگے بڑھتا تھا اور اپنے گھوڑے جس کا نام مہاج تھا کا نام لے کر شعر پر شعر کہے جا رہا تھا۔ صرف بنو ثقیف کے ایک قبیلہ نے ذرا ہمت دکھائی لیکن مسلمانوں کے نعرۂ تکبیر کے سامنے ان کے ستر آدمی کھیت رہے اُن کا علمبردار ذوالخمار اور اُس کا بھائی عثمان بھی مارا گیا جس سے اس قبیلہ کے لوگوں کا دل ٹوٹ گیا ایک اور قبیلہ احلاف کا سردار قارب نے جب جنگ کا پانسہ پلٹتے دیکھا تو اپنا علم ایک درخت کے ساتھ باندھ کر بھاگ گیا اور یہ دیکھ کر اس کا چچا زاد بھائی اور قبیلہ کے باقی لوگ بھی بھاگ گئے پھر

Marfat.com

سردارِ لشکر مالک بن عوف بھی اپنے قبیلہ کو لے کر طائف کی طرف بھاگ گیا۔ کچھ لوگ اوطاس کے دروں کی طرف بھاگ رہے تھے۔ مسلمانوں کے آگے والے دستے بھی اب پیچھے مڑے تو بچا ہُوا دشمن مسلمانوں کے گھیرے میں تھا۔ متعدد لوگ خاص کر عورتیں اور بچے قیدی ہوئے اور کافی سامانِ غنیمت ہاتھ لگا۔

البتہ حضوؐر پاک نے حکم دیا کہ کفار کا دور دور تک تعاقب کیا جائے اس تعاقب میں بھی مسلمانوں کے ایک امیر ابو عامر اشعریؓ شہید ہوئے جس کا بدلہ ابو موسیٰ اشعریؓ نے متعدد کفار کو تہ تیغ کرنے سے لیا۔ یہ کفار ایک باغ میں چھپ گئے تھے۔ لیکن مسلمانوں نے حملہ کر کے بوڑھے دریدؔ سمیت ان لوگوں کو واصل جہنم کیا، گو اس جھڑپ میں بعد میں تین اور صحابہؓ کرام بھی شہید ہوئے مسلمانوں نے کفار کا دُور دُور تک تعاقب کیا لیکن حکم تھا کہ یہ تعاقب کھلے میدان تک محدود رکھا جائے اور جو لوگ دروں میں گھس جائیں ادھر جانا خطرے سے خالی نہیں ہوتا پھر اسیرانِ جنگ کو اکٹھا کیا جن کی کل تعداد تقریباً چھ ہزار تھی جن میں زیادہ تر بچے اور عورتیں تھیں۔ انہی میں آپؐ کی رضاعی بہن شیماؓ بھی تھیں انہوں نے جب حضوؐر پاک سے اپنا تعارف کرایا تو آپؐ نے عزت افزائی کے طور پر ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی اور پھر ان کی مرضی کے مطابق ان کو آزاد کر دیا۔ شاید اسی کا اثر تھا کہ ان کا سارا قبیلہ بہت جلد اسلام لے آیا۔

طائف کی طرف کوچ اور طائف کا محاصرہ :- حضوؐر پاک اب وادیٔ

حنین سے تقریباً فارغ ہو چکے تھے۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ تتر بتر ہو چکے تھے
اور کچھ نے جا کر بنی ثقیف کے ساتھ طائف میں پناہ لے لی۔ چنانچہ آپ نے حکم دیا
کہ اسیرانِ جنگ کو جعرانہ کے مقام پر بھیج دو جہاں پر ان کو حفاظت سے رکھا جائے
مالِ غنیمت بھی یعنی اونٹ بکریاں وغیرہ بھی ادھر ہی بھیج دیں اور فوراً طائف کا عزم
کیا۔ خالدؓ بن ولید کو پھر مقدمۃ الجیش یعنی لشکر کی ایڈوانس گارڈ کا کام سونپا۔ حضور
پاک نے نخلۃ الیمانیہ والا راستہ اختیار کیا۔ وہاں سے قرن گئے اور الملاحیا اور بحرۃ
الرغا ہوتے ہوئے طائف کے گردو نواح میں لیا کے مقام پر پہنچے وہاں پر آپ نے
ایک مسجد کی بنیاد بھی رکھی اور اس میں نماز بھی پڑھی۔

اس کے بعد آپ آگے بڑھے اور طائف کے قلعہ کے نزدیک خیمہ زن ہوئے دشمن
اندر جا چکا تھا اور تمام دروازے بند کر چکا تھا۔ اس نے قلعہ کے اندر سے تیر برسائے
جس سے کچھ صحابہؓ شہید ہوئے۔ اس لیے حضورؐ پاک نے قلعہ سے ذرا دور کیمپ لگایا جہاں
پر پھر ایک اور مسجد تعمیر کی۔ حضورؐ پاک نے طائف کا محاصرہ کوئی بیس دن تک جاری
رکھا اور اس قلعہ کو سر کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

یہاں پر ثقیف کا قبیلہ آباد تھا جو بڑے بہادر اور فنِ جنگ کے ماہر تھے۔ شہر
کی چاروں طرف بہت اونچی دیوار تھی۔ ان لوگوں نے ایک سال کی رسد بھی قلعہ
کے اندر اکٹھی کر رکھی تھی۔ بلکہ یہ لوگ منجنیق۔ دبابہ اور ضبور قسم کے ہتھیاروں کے
استعمال سے خوب واقف تھے یہ ہتھیار پتھر یا آگ کے گولے یا پگھلا ہوا لوہا پھینکتے

Marfat.com

تھے۔ اس زمانے میں بھی حضرت ابوسفیانؓ کا داماد عروہ بن مسعود جو اس شہر کا رئیس تھا اپنے کسی ساتھی کے ساتھ یمن میں کسی ہتھیار کی سکھلائی کے لیے گیا ہوا تھا۔ تو یہ لوگ فنِ جنگ کے ماہر تھے اور انہوں نے قلعے کی چاروں طرف یہ ہتھیار اس طرح لگائے ہوئے تھے کہ مسلمانوں کے لیے دیوار کے نزدیک پہنچنا مشکل ہو جاتا تھا ایک دن مسلمانوں نے جوش میں آکر آگے بڑھنے کی کوشش کی اور تیروں کی بارش کی پروا نہ کرتے ہوئے وہ قلعہ کی دیوار تک پہنچ گئے اگلا مرحلہ اس دیوار کو ڈھانے کا تھا۔ لیکن مسلمانوں نے مشکل سے کام شروع کیا ہو گا کہ قلعہ بند لوگوں نے اوپر سے پگھلا ہوا لوہا اور آگ کے ایسے گولے پھینکے کہ متعدد صحابہؓ شہید ہوئے۔ پھر مسلمانوں نے ایک خندق کھود کر قلعہ کی دیواروں تک پہنچنے کی کوشش کی۔ لیکن قلعہ سر نہ ہو سکا۔ حضرت ابوسفیانؓ نے کئی اور ذرائع بھی استعمال کیئے بلکہ اپنی لڑکی کو وہاں سے نکلوانے کی کوشش کی لیکن اس نے بھی اپنے خاوند کی غیر حاضری میں قلعہ سے باہر آنے سے انکار کر دیا۔ ابوسفیانؓ کی اپنی ایک آنکھ اس جنگ میں ختم ہو گئی اور متعدد صحابہؓ زخمی ہوئے۔ بارہ صحابہ کرامؓ شہید ہوئے۔ اس لیے حضورؐ پاک نے محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دیا۔

اسیرانِ ہوازن

یہاں سے فارغ ہونے کے بعد آپ نے جعزانہ کا رُخ کیا جہاں قیدی حفاظت میں موجود تھے۔ البتہ طائف میں بیس۲۰ دن کے قیام اور الگلے پڑاؤ تک جانے سے متعدد

قبائل کے ساتھ تعلقات پیدا ہوئے اور طائف کے گرد و نواح کے کافی لوگ اسلام لے آئے۔ اس کے بعد آپ جب جعرانہ پہنچے تو اسیران سمیت مال غنیمت سارے لشکر میں تقسیم کر دیا۔ اسی روز یا ایک دن بعد قبیلہ ہوازن کا ایک وفد آیا جس نے اسلام لانے اور امن کی خواہش کا اظہار کیا اور ساتھ ہی اپنے بیوی بچوں کی واپسی کے لیے گذارش کی۔ حضورؐ پاک نے لشکر کو اس سلسلہ میں حکم دینے کی بجائے جو اسیر آپ کے حصے میں آئے تھے ان کو فوراً آزاد کر دیا۔ اس کے بعد آپؐ کی دیکھا دیکھی اور مسلمانوں نے بھی اس سنت کی پیروی کی۔ چند نو مسلم صاحبان نے شاید کچھ دیر لگائی ہو۔ لیکن اخوۃ اسلام یہ کیسے اجازت دے سکتی ہے کہ آپ اپنے مسلمان بھائی کے بیوی بچوں کو غلام بنا کر رکھیں۔ مسلمانوں کی یہ فراخدلی سن کر قبیلہ ہوازن کا سردار بھی چھپ چھپا کر قلعہ طائف سے باہر نکل آیا۔ یہ سردار مالکؓ بن عوف نہ صرف اسلام لے آیا بلکہ آئندہ اسلامی جنگوں میں اس نے ایک بہادر سپاہی کی طرح حصہ لیا۔

مال غنیمت اور انصار

مال غنیمت کی تقسیم اور اس سلسلہ کی اور باتوں کو جان بوجھ کر زیر بحث نہیں لایا گیا۔ موجودہ زمانے کی جنگوں میں کچھ بین الاقوامی قانون اور جنگ کے طریق کار کچھ ایسے ہیں کہ مال غنیمت کی تقسیم یا اکٹھا کرنا ایک عجیب و غریب معاملہ ہے۔ پھر فوجیں بھی تنخواہ دار ہوتی ہیں۔ عوام کی شرکت اور اس سلسلہ کے کوئی قانون ہم نے وضع نہیں کیے۔ بہرحال اگر

Marfat.com

کریں بھی تو وہی ہونگے جو باقی فوج پر لاگو ہیں۔ لیکن وہ زمانہ مختلف تھا۔ اس زمانے میں جنگ کا خرچ ہی ایسے مال سے نکالا جاتا تھا اور جنگ خیبر کے تحت اس مسئلہ کو زیرِ بحث لایا جا چکا ہے۔ لیکن اسلامی فلسفہ حیات میں یہ مال غنیمت بالکل بے معنی چیز ہے اس لیے ایک واقعہ کا ذکر ضروری ہے جو انہی دنوں میں ہوا۔

مال غنیمت تقسیم کرتے وقت حضورؐ پاک نے زیادہ حصہ ان لوگوں کو دے دیا جو نئے نئے اسلام کے دائرے میں داخل ہوئے تھے۔ ویسے بھی مال غنیمت کی تقسیم میں جو طریقہ اختیار کیا گیا اس سے انصار مدینہ کچھ خوش نہ تھے۔ چنانچہ سعدؓ بن عبادہ نے حضورؐ پاک کو اس معاملہ سے آگاہ کیا۔ آپؐ نے سوال کیا تم بھی یہی سمجھتے ہو کہ بے انصافی ہوئی ہے تو سعدؓ نے ہاں کہہ دی۔ آپؐ نے فرمایا کہ اچھا تمام انصار کو اکٹھا کرو۔ چند چیدہ مہاجرین بھی حضورؐ پاک کے پاس بیٹھے تھے ان کو بھی آپؐ نے ساتھ لے لیا اور پھر انصار کو اس طرح خطاب فرمایا :۔

"سب تعریف اللہ پاک کی ہے۔ اے جماعت انصار میں یہ کیا سن رہا ہوں؟ کیا آپ لوگوں کے دلوں میں میرے لیے نفرت پیدا ہو گئی ہے؟ کیا میں آپ کے پاس اُس وقت نہیں آیا جب آپ گمراہ تھے اور اللہ نے آپ کو صراطِ مستقیم پر لگایا؟ آپ غریب تھے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کو تونگر کر دیا۔ آپ ایک دوسرے کے دشمن تھے اور اللہ تعالےٰ نے آپ کے دلوں کو ایک کر دیا۔"

انصار نے عرض کی :۔

بے شک اللہ اور اللہ کا رسولؐ بہت مہربان اور سخی و فیاض ہیں"۔

پھر آپ یوں گویا ہوئے :۔ اے جماعت انصار آپ جواب کیوں نہیں دیتے ۔ انصار نے عرض کی ہم کیسے کچھ جواب دیں ۔ مہربانی، سخاوت اور فیاضی اللہ اور اللہ کے حبیبؐ کی ہی ملکیت ہے"۔

آپ نے فرمایا :۔

"نہیں ۔ نہیں اگر آپ چاہتے تو آپ کچھ اور بھی کہہ سکتے تھے اور یہ سچ بھی ہوتا اور یقین کے قابل بھی اور وہ یہ تھا کہ آپ کہتے" کہ آپؐ جب ہمارے پاس آئے تو تمام دنیا آپؐ کو ٹھکرا چکی تھی اور ہم نے آپؐ پر یقین کیا ۔ تمام لوگ آپؐ کو چھوڑ گئے اور ہم نے مدد کی ۔ ایک بے سہارا تھے اور ہم نے آپؐ کو سہارا دیا ۔ آپؐ غریب تھے اور ہم نے ہر طرح سے آپؐ کی اعتنائی کی"۔

پھر فرمایا :۔

اے جماعت انصار ۔ کیا آپ اس لیے پریشان ہیں کہ دنیا کا مال و متاع جو ہیں نے ان لوگوں کو دے دیا جو نئے نئے مسلمان ہوئے تاکہ وہ خوش ہو جائیں اور آپ لوگوں کو صرف اسلام دیا ؟ کیا آپ کی اس سے تسلی یا خوشی نہیں ہوئی ؟ کہ لوگ دنیا کا مال و متاع یعنی بھیڑ بکریاں اپنے ساتھ لے جاویں اور آپ اللہ کے حبیبؐ کو اپنے ساتھ لے جاویں ۔ خدا کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے میں ہجرت کرنے کی وجہ سے مہاجر ہوں اور دل سے انصار ہوں ۔ اگر تمام دنیا ایک طرف ہو جائے اور انصار

Marfat.com

دوسری طرف جائیں. تو اللہ کی قسم میں انصار کے ساتھ جاؤں گا اے اللہ! تو انصار پر اور اُن کے بچوں اور اُن کے بچوں کے بچوں پر تا قیامت اپنی رحمت برسا تے رہنا آمین" یہ سب کچھ سن کر تمام انصار اس قدر روئے کہ ان کی داڑھیاں تر ہو گئیں اور یہ ندامت اور خوشی کے ملے جلے آنسو تھے۔ اسلام میں انصار کو جو مقام حاصل ہوا ہے وہ اور کسی کو نہیں ملا۔ یثرب، مدینۃ النبیؐ ہو گیا اور وہ آپؐ کی آخری قیام گاہ ہے یہی نہیں بلکہ عظیم صحابہؓ میں متعدد صاحبان وہیں کے ہو گئے انصار کی شان کو بیان کرنے کے لیے الفاظ ملنا مشکل ہے۔ انہوں نے اس دنیا میں سے کچھ بھی نہ لیا۔ ان کو حکومت یا اس دنیا میں حرص کی اور باتوں سے بھی دور رکھا گیا کیونکہ ہمارے آقاؐ نے فرما دیا تھا کہ انصار کے لیے وہ اکیلے کافی ہیں. یہ ہے اسلام کا فلسفۂ حیات جس پر نظام جہاد اور اسلامی عسکریت کی بنیاد رکھی جاتی ہے.

ادائے عمرہ

مال غنیمت کی بانٹ سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ مکہ تشریف لے گئے جہاں پہ عمرہ ادا کیا اور چند روز قیام کے بعد ذیقعد کے آخری ہفتہ مدینہ شریف پہنچے اس دفعہ آپ تقریباً اڑھائی ماہ باہر رہنے کے بعد مدینہ پہنچے تھے.

نتائج و اسباق

مکہ کی فتح کے بعد جنگ حنین اور طائف کے محاصرہ کو اسلام کی تاریخ میں خاص حیثیت

Marfat.com

حاصل ہے۔ اس دوران متعدد قبائل نے اسلام قبول کیا۔ مکہ کی فتح کے بعد اگر اس کے گرد و نواح کے علاقے کفار کے ہاتھوں میں رہتے تو حضورؐ پاک کو ہر وقت مسلمانوں کی حفاظت کی فکر رہتی اور مکہ کی حفاظت کے لیے کسی معتبر فوج کو رکھنا پڑتا جلدی جنگ کا یہ نتیجہ نکلا کہ اہل مکہ اور اس کے نزدیک کے قبائل کو اسلام کے جھنڈے تلے بنو ہوازن اور بنو ثقیف وغیرہ کے خلاف لڑنے کا موقع ملا تو خود بخود وہ اسلام کے سپاہی بن گئے بنو ہوازن اور بنو ثقیف ایک غلط فہمی میں بھی مبتلا تھے کہ وہ فن جنگ کے ماہر ہیں اور عرب کا کوئی قبیلہ اُن کو شکست نہیں دے سکتا۔ لیکن اس شکست کے بعد ان کے دلوں پر مسلمانوں کا رعب بیٹھ گیا۔ ویسے بھی اب سب عرب قبائل حضورؐ پاک کے پیغمبر برحق ہونے کے قائل ہو چکے تھے اور اس علاقے کے لوگوں نے بھی اسلام لانے کے بعد اسلام کی بڑی خدمت کی۔ صرف بنو ثقیف کے چند لوگ اسلام سے باہر رہ گئے تھے جن کا ذکر اگلے باب میں آئے گا۔ حضورؐ پاک کی فوجی حکمت عملی رنگ لا رہی تھی۔ مقصد میں کامیابی ہو رہی تھی اور سارا عرب اسلام کے نور سے منور ہونے والا تھا۔ اس علاقے سے بے فکر ہو کر اگلے سال آپؐ ایک عظیم لشکر کے ساتھ تبوک تک جا سکے تاکہ اسلام کی روشنی کو عرب کی حدود سے باہر نکلنے کے طریق کار وضع کیے جا سکیں۔

اس جنگ میں ہمارے لیے متعدد سبق بھی ہیں جن کا خلاصہ یہ ہے:

۱ حضورؐ پاک ہر وقت چوکنا رہتے تھے اور بجائے اس کے کہ بنو ہوازن اور بنو ثقیف مکہ پر حملہ آور ہوتے۔ آپ نے پہل کاری ان سے چھین لی اور خود ان کے علاقے

Marfat.com

میں پہنچ کر ان کو شکست دی۔

ب بنو ہوازن کے نوجوان سردار شکر نے بوڑھے جنگجو درید کی سفارشات کو ٹھکرا دیا اور اس سے بہت نقصان میں رہا۔ لڑائی کا علم صرف جنگوں میں شرکت سے حاصل ہوتا ہے۔ جنگ میں ایک دن کی شرکت جنگ کئی سالوں کی سکھلائی سے ہزار درجہ بہتر ہوتی ہے۔ البتہ جنگ میں شرکت کوئی پیمانہ نہیں ہے کہ ایک آدھ دن کی شرکت سے ایک آدمی آیندہ کے تمام فیصلے اسی ایک دن کے تجربہ سے کرے جنگ کا مضمون بہت وسیع ہے ہر آدمی جنگ میں شرکت کے بعد جنگ کے پہلوؤں کا ماہر نہیں بن سکتا۔ یہ بھی خداداد چیز ہے۔ لیکن یہ ضروری ہے کہ قوم میں ایسے آدمیوں کو تلاش کرنا چاہیے اور ان پر نظر ہونا چاہیے اور ایسے شخصوں کا ایک ادارہ بنایا جائے جو ہمیں ہماری آیندہ کی تدبیرات اور فوجی حکمت عملیوں سمیت فنِ جنگ اور فلسفۂ جنگ کے بارے میں مشورہ دے سکیں۔

ج۔ جنگ میں حیران کن کارروائی کو ایک اہم حیثیت حاصل ہے مسلمان جو دوسروں کو حیران کرتے رہے اس جنگ میں وہ خود "حیران" کر دیئے گئے۔ وہ چوکنے نہ تھے یا طاقت کا گھمنڈ تھا۔ بہرحال سبق بڑا اہم ہے۔ دشمن کو حقیر مت سمجھو اور پھونک پھونک کر قدم رکھو۔ لیکن اتنی سستی بھی اختیار نہ کرو کہ موقع اور محل کو بھی کھو دو اور مقصد بھی حاصل نہ کر سکو۔

د۔ جنگ میں ایک دفعہ بے ترتیبی آجائے یا کسی "ان ہونے" واقعہ کی وجہ سے

Marfat.com

بھاگڑ مچ جائے تو یہ بڑا نازک وقت ہوتا ہے۔ اپنے حواس کو قابو رکھنا بڑا مشکل ہو جاتا ہے۔ بھاگتے ہوئے لوگوں کو کنٹرول کرنا مشکل ہو جاتا ہے۔

ایک سادہ سا طریقہ ہے کہ تھوڑی دیر کے لیے ان لوگوں کے ساتھ مل جاؤ اور خود بھاگ کھڑے ہو پھر تھوڑی دیر کے لیے رُک جاؤ اور ساتھ بھاگنے والوں کے ساتھ پہلے ہمدردی کا اظہار کرو۔ پھر "مشاورت" کرو۔ شاید کام بن جائے اس کے علاوہ کوئی اسلامی طریقہ ہی کارگر ہو سکتا ہے کہ کوئی پر سحر آواز ہو جو ان کو روک دے۔

د۔ لڑائی میں "ان ہونے" واقعات ہوتے رہے اور ہوتے رہیں گے اس کو سمجھنا بہت مشکل کام ہے۔ مسلمان کا فرض ہے کہ ایسی حالت میں اللہ سے مدد ہی مانگتا رہے

س۔ ویسے حضورؐ پاک کے قدم قدم میں ہمارے لیے سبق ہیں۔ آپکا میدانِ جنگ میں ثابت قدم رہنا۔ اوروں کو بلانا اور پھر صفوں کو بحال کر لینا یہ کچھ ایسے واقعات ہیں کہ ہمیں آپکے تصور سے حالات پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہیے۔

ص قلعہ بند جنگ کے لیے مسلمان تیار نہ تھے۔ یہودیوں کے قلعوں اور طائف کے قلعوں میں بڑا فرق تھا۔ وہ تجارتی لوگوں کے قلعے تھے اور یہ جنگجو لوگوں کے قلعے تھے بلکہ یہ FORTRESS تھا۔ موجودہ ہتھیاروں کی مدد سے بغیر دیواروں کے زمین کے کسی علاقے کو FORTRESS میں تبدیل کیا جا

Marfat.com

سکتا ہے اور لمبے چوڑے صحرائی علاقوں میں اکثر متحرک طرزِ جنگ کو اپنایا جائے تو کچھ FORTRESS بھی بنانے پڑیں گے اس لیے یہ نکتہ ہماری فوجی تدبیرات کے مطالعہ میں اہم حیثیت رکھتا ہے۔

ص۔ حضورِ پاک کا خلق اور قیدیوں سے سلوک، اسلامی اخوت کے اسباق اور خاص کر انصار کو جو خطبہ دیا وہ ہمارے لیے نشانِ راہ کی حیثیت رکھتے ہیں۔ انصار کو خطبہ کی طرز، سچائی، حقیقت، فلسفہ ہمارے لیے اپنے اندر علم الکلام کا ایک سمندر پنہاں کیے ہوئے ہے اور اگر ہم اپنے ماتحتوں کے ساتھ اسی سچائی سے پیش آئیں تو وہ اللہ کے نام پر ہر وقت قربان ہونے کو تیار ہیں تو ضرورت اس امر کی ہے کہ ہمارے تمام افسران کو اسلامی فلسفۂ حیات پر عبور ہونا چاہیئے تاکہ وہ اس پر عمل کریں اور وہ باقی لوگوں سے عمل کرائیں۔

ط۔ مدینہ شریف سے اتنا لمبا عرصہ غیر حاضری کا وقت آپؐ اور آپؐ کے لشکریوں نے کھلے آسمانوں کے نیچے گزارا۔ عملی زندگی کے اسباق کھلے میدانوں میں ملتے ہیں۔ فوج ہو یا سول وہی قومیں کامیاب ہوتی ہیں جو دفتروں کی بجائے زیادہ وقت باہر کھلے میدانوں میں گزارتی ہیں۔ موجودہ زمانے میں ایئر کنڈیشنوں، اور ٹی وی کے پروگراموں نے لوگوں کو مکان کے اندر بٹھا دیا ہے چنانچہ سوچیں بھی محدود ہوتی جاتی ہیں۔ لیکن ادھر ساتھ "افلاطونی" سوار ہوتی جاتی ہے کہ دنیا جہان کی خبریں گھر یا کمرے کے اندر مل رہی ہیں اور فون ہیں، باتیں ہو رہی

Marfat.com

ہیں وغیرہ۔

ط ان سب چیزوں کے فوائد ضرور ہیں۔ لیکن کھلے آسمان کے نیچے ایک دن اور ایک رات گزارنے میں جو اسباق ہیں وہ محدود کمرے میں نہیں مل سکتے۔

فطرت کے مقاصد کی کرتا ہے نگہبانی
یا بندۂ صحرائی یا مردِ کہستانی (اقبالؒ)

Marfat.com

Marfat.com

آٹھواں باب

تبوک کی مہم

Marfat.com

Marfat.com

آٹھواں باب

حق کا پھیلاؤ

حِصّہ دوم

تبوک کی مہم اور متفرقات

مدینہ پہنچ کر حضورؐ پاک نے اسلام کو پھیلانے کا کام جاری رکھا مختلف وفد یا تبلیغ کے لیے جو صحابہ باہر تشریف لے جاتے تھے وہ ہر لحاظ سے چھوٹی چھوٹی فوجی مہیں ہوتی تھیں اور انکا امیر یا سردار ایسا ہوتا تھا جو کمانڈ کرنے کے قابل ہو۔ چنانچہ نئے سال یعنی نو۹ ہجری کے شروع ہی میں آپؐ نے حضرت عمرؓ بن عاص کو ایک دستہ کے ساتھ اومان یا عمان روانہ کیا کہ وہ جفیر و عبد پسران جلندی سے صدقات وغیرہ وصول کرے۔ ان دونوں بھائیوں نے خوشی سے یہ اطاعت منظور کی۔ مالکؓ بن عوف جس نے جنگ حنین میں کفار کی سرداری کی تھی وہ بھی اب مسلمان ہو چکے تھے ان کو آپؐ نے بنو ہوازن اور ثقیف کے مسلمان قبائل کو سرداری عطا فرمائی ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ جو لوگ مسلمان نہیں ہوئے ان پر بھی کوئی سختی وغیرہ نہ کی جائے مالکؓ

Marfat.com

بن عوف نے اپنے علاقے کے مسلمانوں کو متحد کرنا تھا اور انہی علاقے کے لوگوں نے آیندہ اسلامی فوج میں شامل ہو کر دنیا کو فتح کرنا تھا۔

بنو اسد کا قبول اسلام

اسی سال بنو اسد کا مشہور قبیلہ اسلام میں داخل ہوا اور ان کا وفد خود بخود مدینہ شریف میں حاضر ہو گیا اور یہ لوگ کچھ غلط فہمی میں بھی تھے کہ وہ اسلام پر بڑا احسان کر رہے ہیں اسی وجہ سے قرآن پاک میں ایک ذکر جو موجود ہے خیال ہے کہ وہ انہی لوگوں کے لیے ہے اور وہ یہ ہے "لوگ اپنے اسلام کا آپ پر احسان جتلاتے ہیں۔ آپ فرمادیجئے کہ مجھ پر اپنے اسلام کا احسان مت جتاؤ۔ بلکہ اللہ کا احسان ہے کہ اس نے تمہیں ایمان عطا فرمایا" یہ فلسفہ سمجھنے سے تعلق رکھتا ہے اور ہمارے ایمان کا حصہ ہے۔ چنانچہ اس بات کا بنو اسد پر بڑا اثر ہوا۔ اور اس کے بعد وہ پکے مسلمان بن گئے اور ان کے قبیلہ نے اسلامی فوج میں شامل ہو کر بڑے معرکۃ الآرا کارنامے انجام دیئے۔ جناب ضرارؓ بن الازور کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا اور شام کی فتوحات میں آپ کی بہن خولہؓ اور باقی رشتہ داروں کے کارنامے ہماری تاریخ میں سنہری الفاظ میں لکھے ہوئے ہیں۔

تبوک کی مہم کی وجوہات

حضور پاک تبوک کی مہم پر رجب ۹ ہجری میں تشریف لے گئے جب سے آپ

Marfat.com

فتح مکہ اور فتح حنین سے واپس آئے تھے ، مدینہ شریف اور باقی عرب علاقوں میں شہنشاہ ہرقل اور اس کے باجگذاروں کے ارادوں کے بارے میں طرح طرح کی خبریں موصول ہو رہی تھیں جنگ موتہ کا ایک بڑا فائدہ یہ ہوا تھا کہ قیصر روم کی فوجیں وادی بلقا کو چھوڑ کر شمال کی طرف چلی گئی تھیں ۔ اب پھر خبر ملی کہ قیصر کی پچاس ہزار فوج وادی بلقا میں پہنچ گئی ہے ۔ علاوہ سوداگروں سے کچھ اس قسم کی خبریں بھی مل رہی تھیں کہ رومیوں نے شام میں جو لشکر جمع کیا ہے تو پوری فوج کو سال بھر کی تنخواہ بھی ادا کر دی ہے اور اس فوج میں عرب کے تمام نصرانی قبائل شامل ہیں خاص کر بنولخم ، بنو جذام اور بنو غسان جن کو غسانی بھی کہتے تھے اُن کے بارے میں طرح طرح کی افواہیں مشہور ہو رہی تھیں کہ وہ مدینہ کو تاخت و تاراج کرنے والے ہیں ۔ ان حالات میں حضورؐ پاک نے اپنی پرانی پالیسی کو اپنایا اور متحرک جنگ کے طریقِ کار کو اختیار کرتے ہوئے فیصلہ کیا کہ مسلمانوں کا ایک لشکر اپنی سرحدوں کی حفاظت کے لیے شمال کی طرف کوچ کریگا ۔

مہم کی تیاری

حضورؐ پاک نے رومیوں کے خلاف جہاد کرنے کی تیاری کا حکم دے دیا لیکن ساتھ ہی فرما دیا کہ فاصلہ دور ہے اور موسم بھی گرم ہے ۔ اس بیان سے بھی مسلمانوں کا امتحان مطلوب تھا کیونکہ اس سال فصل بھی کچھ اچھی نہیں ہوتی تھی ۔ عام طور پر حضورؐ جب کسی مہم پر جاتے تھے تو سب کچھ رازداری میں رکھتے تھے

Marfat.com

لیکن اس دفعہ یہ ممکن نہ تھا آپؐ کافی طاقت کے ساتھ جانا چاہتے تھے۔ اس لیے گرد و نواح کے تمام قبائل کو جہاد میں شرکت کی دعوت دی۔ منافقین اپنی شرارتوں میں مصروف تھے اور وہ جگہ جگہ بد دلی پھیلاتے پھرتے تھے اور آپکو ان کی ریشہ دوانیوں کا مقابلہ بھی کرنا تھا۔

مسلمانوں کا جذبہ جہاد

لیکن مسلمان کسی ریشہ دوانی یا سازش کی پروا کرنے والے وقت سے اب بہت آگے بڑھ چکے تھے۔ جیسے ہی حضورؐ پاک کی طرف سے جہاد کی ترغیب ملی۔ لاتعداد مسلمان تیار ہو گئے۔ سامانِ جنگ کی کمی تھی۔ آپؐ نے مسلمانوں سے مالی امداد طلب کی جو نقد یا سامان دونوں کی صورت میں ہو سکتی تھی، تو جس کسی سے جو کچھ بن پڑا اس نے حاضر کیا۔ اس سلسلہ میں حضرت عثمانؓ کا نام ہمیشہ درخشاں ستارہ کی طرح چمکتا رہے گا۔ آپ نے ایک ہزار دینار نقد۔ نو سو اونٹ مع اسباب اور سو گھوڑے حضورؐ پاک کے حوالے کیے۔ سب سے بڑا مسئلہ سواری کا تھا کچھ صحابہ غریب تھے جن کے پاس سواری کا کوئی بندوبست نہ تھا۔ ان میں سے چند صحابہؓ سالمؓ بن عمیر، علیہؓ بن یزید، ابو لیلیٰؓ فارسی۔ عمرؓ بن عمرو، سلمہؓ بن صخر، عریاضؓ بن ساریہ، محتلؓ بن بسیار، عبداللہؓ بن معقل اور عمرؓ بن الحمام۔ حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ یا رسول اللہؐ ان کے لیے کسی سواری کا بندوبست

Marfat.com

تبوک کی مہم

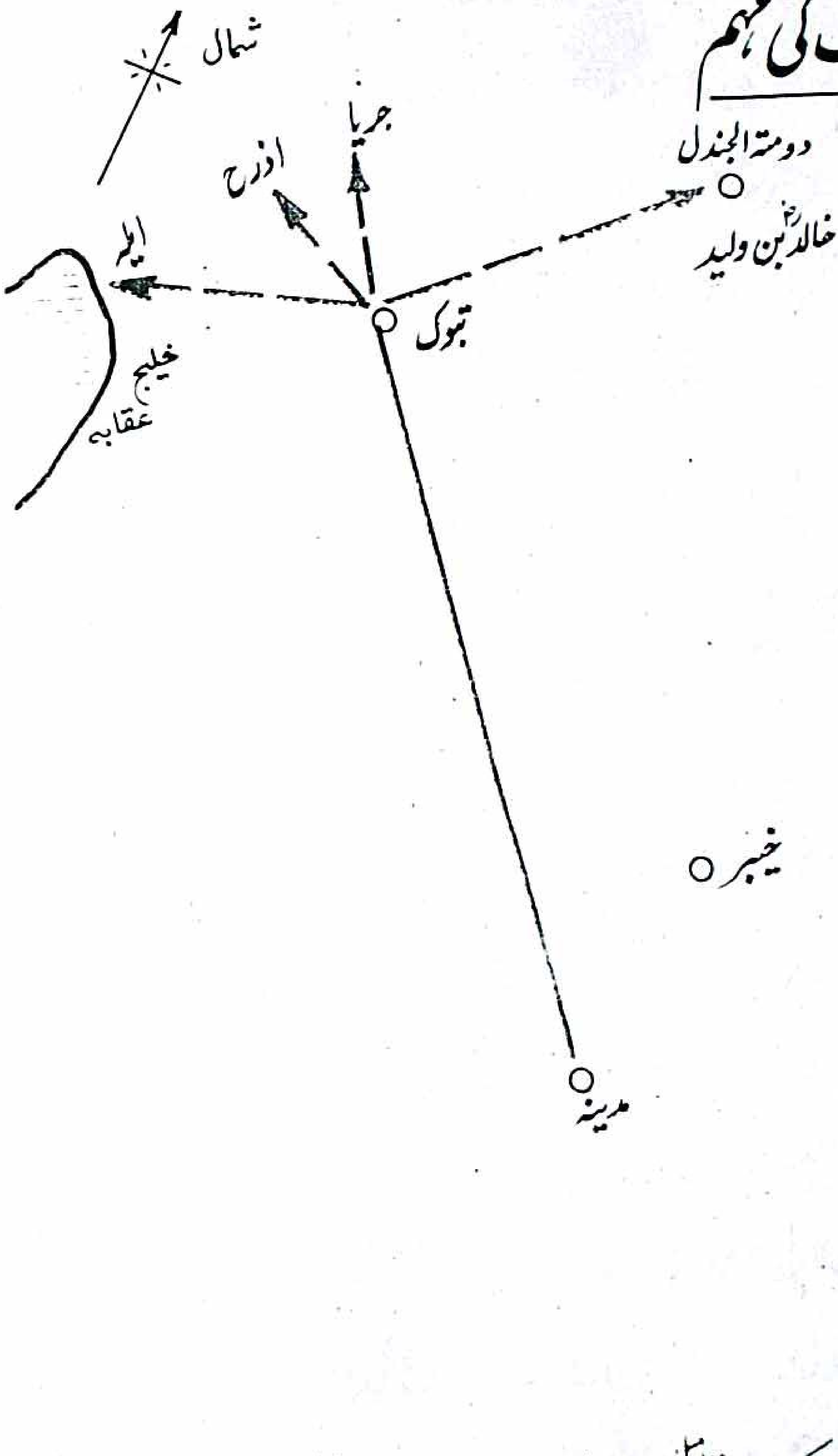

Marfat.com

Marfat.com

فرمادیں۔ حضورؐ پاک ایسا کرسکتے تھے یا نہیں۔ کچھ امتحان بھی مقصود ہوتا ہے اور کچھ مثالیں قائم کرنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ آپؐ نے کچھ پکا وعدہ نہ فرمایا کہ سواری کا بندوبست ہو سکے گا یا نہیں۔ یہ اصحابؓ اس بات کو سن کر اس قدر دل برداشتہ ہوئے کہ بچوں کی طرح بلبلا کر روتے روتے بس نہیں کرتے تھے۔ اسی دوران یا مینؓ بن عمیر نضری سے ان کی ملاقات ہو گئی اور ان کو جب اس رونے کا سبب پتہ چلا تو آپ نے اسی وقت ان عظیم صحابہؓ کے لیے اونٹ خریدے اور دونوں طرف کا یہ جذبہ آج ہماری تاریخ میں سنہری حروف میں لکھا ہوا ہے۔

مجاہدین کی روانگی

حضورؐ پاک مدینہ سے باہر ثنیات الوداع کے مقام پر خیمہ زن ہو گئے تاکہ جن لوگوں نے اس مہم میں شریک ہونا ہو وہ وہاں پر اکٹھے ہوں۔ عبداللہ بن ابی نے بھی اس جگہ سے تھوڑا دور اپنا ایک کیمپ لگا دیا اور اُوپر سے کہتا تھا کہ مہم پر جائے گا لیکن دل میں یہ تھا۔ کہ منافقوں اور باقی لوگوں کو اپنے پاس رکھ کر آخری وقت الگ ہو گا۔ حضورؐ پاک نے مدینہ میں اپنا نائب محمدؓ بن مسلمہ کو چھوڑا تھا لیکن آخری وقت جب عبداللہ بن ابی کی سازش کا پتہ چلا تو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بھی مدینہ میں چھوڑ دیا۔ منافقین نے طرح طرح کی باتیں بنانا شروع کر دیں اور حضورؐ پاک جب چل دیئے تو حضرت علیؓ کو بھی طیش آگیا کہ وہ مہم سے کیسے

Marfat.com

پیچھے رہ سکتے ہیں اس لیے تیز رفتار سواری سے حضورؐ پاک جب الجرف کے مقام پر پڑاؤ فرما رہے تھے تو آپ بھی وہاں پہنچ گئے. جناب سعدؓ بن ابی وقاص اس بات کے راوی ہیں کہ حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو سمجھایا کہ ان کے بعد پیغمبر تو کوئی نہیں ہوگا لیکن علیؓ ان کے لیے ایسے ہیں جیسے حضرت موسیٰؑ جب کسی اہم کام پر جاتے تھے تو اپنے بھائی ہارونؑ کو پیچھے چھوڑ جاتے تھے.

اس میں ایک خاص نکتہ تھا حضورؐ اس دفعہ بہت دور جا رہے تھے اسلام کا پھیلاؤ بڑھ چکا تھا. مدینہ میں منافق عبداللہ بن ابی کوئی بھی سازش کر سکتا تھا. اس لیے گو حضورؐ نے پہلے محمدؓ بن مسلمہ کو مدینہ میں جانشین چھوڑا لیکن ذمہ داری بہت تھی اس لیے آخری وقت حضرت علیؓ کے بارے میں فیصلہ کیا. مؤرخین میں اس سلسلہ میں جو اختلاف ہے وہ اسی وجہ سے ہے کہ معاملات کی چھان بین نہیں کی. محمدؓ بن مسلمہ بھی موجود رہے اور حضرت علیؓ دراصل بعد میں اصلی جانشین بنے اور کئی اور صاحبان بھی ہونگے. تاکہ وقتِ ضرورت منافقوں کی سازش کا مقابلہ کر سکیں.

چار اور صحابہ کرامؓ جن میں ایسے لوگ بھی شامل تھے جو بیعت عقبہ میں بھی شریک تھے اور اسلام کی جنگوں میں شریک ہو چکے تھے اور ان کے اسلام پر کسی کو شک نہ تھا، وہ اپنی سستی کی وجہ سے پیچھے رہ گئے. ان میں سے ایک صاحب ابوخیثمہؓ کو تو وقت کے ساتھ ندامت ہو گئی اور حضورؐ پاک کا لشکر جب تبوک پہنچا تو وہ بھی وہاں پہنچ گئے اور دور سے ان کو دیکھ کر حضورؐ پاک نے فرمایا یہ ابوخیثمہؓ ہی ہو سکتا ہے آپ نے حضورؐ پاک سے

Marfat.com

غلطی کی معافی مانگی اور معافی مل گئی۔ باقی تینوں کا ذکر بعد میں آئے گا۔

روایت ہے کہ مسلمانوں کے لشکر کی تعداد تیس ہزار تھی جس میں دس ہزار گھڑ سوار بھی شامل تھے۔ اب اِس سے سات سال پہلے حق و باطل کے پہلے معرکہ کی تعداد کا اس تعداد سے موازنہ کریں کہ بدر کے مقام پر بمشکل سے تین سو مجاہدین نے اللہ کے نام پر تلوار اٹھائی اور آج اللہ کی رحمت شامل حال تھی کہ اتنی تعداد میں مجاہد اللہ کا نام بلند کرنے جا رہے تھے۔ بقول علامہ اقبالؒ

ہم جو جیتے تھے تو جنگوں کی مصیبت کے لیے
اور مرتے تھے ترے نام کی عظمت کے لیے
تھی نہ کچھ تیغ زنی اپنی حکومت کے لیے
سر بکف پھرتے تھے کیا دہر میں دولت کے لیے

سفر کے واقعات

ایک مسلمان اور فوجی ذہن رکھنے والے کے لیے حضورؐ پاک کی تمام فوجی کارروائیاں معجزہ سے کم حیثیت نہیں رکھتیں۔ بلکہ حضورؐ پاک کی ذات از خود ایک بہت بڑا معجزہ ہے اور حضورؐ پاک کے زمانے میں بھی فوجی ذہن رکھنے والے جلدی اسلام لے آتے تھے اور کبھی کوئی معجزہ طلب نہ کرتے تھے بہر حال یہ سفر اور مہم آپؐ کی اس عالم کی زندگی میں ایک آخری سفر تھا اور لوگوں کو کچھ واقعات یاد رہے جن میں سے چند ایک تحریر کیے جاتے ہیں۔ جب آپ حجر کے مقام سے گزر رہے تھے تو لوگوں نے ایک کنوئیں سے پانی

Marfat.com

لیا۔ آپ نے فرمایا کہ یہاں کا پانی مت پیو اگر اس سے آٹا وغیرہ گوندھ لیا ہے تو وہ بھی اونٹوں کو کھلا دو۔ یہ قوم ثمود کا علاقہ ہے۔ یہاں اللہ کا قہر نازل ہو چکا ہے۔ یہاں رات کے وقت اکیلے اکیلے نہ نکلنا۔ جن لوگوں نے حضورؐ پاک کے فرمان کی پروا نہ کی ان کو وہاں سختی پہنچی۔ اس جہانِ الم میں ایسی جگہیں کثرت سے موجود ہیں۔ جہاں اب بھی ہمیشہ حادثات ہوتے رہتے ہیں اور وہاں سے لاحول ولا قوۃ یا استغفار پڑھ کر گزرنا چاہیئے۔

بہرحال حضورؐ پاک کے لشکر کو پانی کی کچھ تنگی ہو گئی کیونکہ جو کچھ پانی پاس تھا وہ اُس قہر آلود جگہ سے گزرتے وقت پی لیا تھا۔ صحابہؓ نے پیاس کی شدت کے بارے میں عرض کی حضورؐ پاک نے آسمان کی طرف دیکھا اور ربّ العزت کے سامنے دعا فرمائی تھوڑی دیر کے بعد ایک بادل نمودار ہوا اور اتنا برسا کہ لوگوں نے خوب پانی کا فائدہ اٹھایا ایک آدھ منافق لشکر میں موجود رہتا تھا حضورؐ پاک کے غلاموں نے جب ان میں سے ایک کو کہا کہ دیکھا نظارہ ہمارے آقا اور اللہ کے حبیبؐ کی طاقتوں کا تو وہ کہنے لگا نہیں ایک گزرنے والا بادل اچانک آگیا۔

راستے میں آپؐ کا اُونٹ گم ہو گیا۔ حضورؐ نے جس صحابیؓ کو اُونٹ کی تلاش کے لیے بھیجا وہ ذرا سادہ مزاج کے تھے اُن کو ایک منافق نے کہہ دیا کہ عجیب بات ہے ویسے تو آسمانوں کی باتیں کرتے ہیں اور اپنے اونٹ کا پتہ نہیں۔ یہ صاحبؓ واپس حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آبدیدہ ہو کر بات کرنے لگے۔ حضورؐ پاک نے فرمایا کہ وہ صرف وہی کچھ جانتے ہیں جو ان کو اللہ نے بتایا ہے۔ آپ آپکی آبدیدگی کی وجہ سے اللہ نے

سب کچھ میرے لیے روشن کر دیا ہے جاؤ وہ اونٹ فلاں وادی میں کھڑا ہے اور اس کی مہار درخت کے ساتھ پھنس گئی ہے۔ اونٹ کے ملنے کے بعد یہ صحابی سیدھے اس منافق کے پاس چلے گئے اور ان کو دبوچ لیا۔ روایت ہے کہ اس منافق نے توبہ کر لی۔ واللہ اعلم بالصواب۔

سفر جاری تھا اور کئی لوگ راستے میں رہ جاتے تھے۔ حضورؐ پاک کو جب خبر دی جاتی تو ان کے لیے دعا فرما دیتے۔ پھر ایک دن آپ کو خبر دی گئی کہ جناب ابوذر غفاریؓ بھی پیچھے رہ گئے ہیں تو آپ نے فرمایا جن کی نیت ٹھیک ہے اُن کو اللہ تعالیٰ آپ ہی پہنچا دے گا اور جن کی نیت ایسی ویسی ہے اُن کی فکر نہ کیا کرو۔ چنانچہ ایک دن جب پڑاؤ کیا تو دور سے ایک صاحب نظر آئے اونٹ کی کاٹھی اپنے اوپر لادی ہوئی تھی اور اونٹ شاید کمزور ہو گیا تھا۔ اس کی مہار تھامے اکیلے چل رہے تھے۔ حضورؐ پاک نے دیکھ کر فرمایا۔ خدا ابوذرؓ پر رحمت فرمائے یہ وہی معلوم ہوتے ہیں۔ اکیلے چل رہے ہیں۔ اکیلے فوت ہوں گے اور اکیلے اُٹھائے جاویں گے۔ آپ کی وفات حضرت عثمانؓ کے زمانے میں ربذہ میں ہوئی۔ جہاں صرف بیوی اور ایک غلام ساتھ تھا۔ آپ کا فرمان تھا کہ جنازہ راستے پر رکھ چھوڑنا۔ اللہ بندوبست کرے گا۔ اللہ کی قدرت اسی وقت وہاں سے ایک قافلہ مشہور صحابی عبداللہ بنؓ مسعود کی رہنمائی میں گزرا۔ ان کو جب پتہ چلا کہ ابوذرؓ ہیں تو ان کو تبوک کا سفر۔ حضورؐ پاک۔ حضورؐ پاک کا فرمان اور پرانے ساتھی یاد آ گئے اور اس قدر روئے کہ آنکھوں سے پانی بند نہ ہوتا تھا۔

Marfat.com

تبوک میں کارروائی

تبوک پہنچنے پر دشمن کی کوئی بڑی تعداد کسی ایک مقام پر نہ ملی۔ گو وہاں کے رئیسوں کی ریشہ دوانیاں تبوک کے بعد بھی جاری رہیں اور جو صحابی مدینہ میں رہ گئے تھے اور جن پر عتاب آیا ان میں حضرت کعبؓ کو ایک غسانی سردار نے اپنے ساتھ ملانے کے لیے کوشش بھی کی اور خط لکھا جس کو حضرت کعبؓ نے جلا دیا۔ دراصل ہرقل کسی اور وجہ سے وہاں کوئی اور فوج نہ بھیج سکا اور اس کے باجگذار عرب کوئی خاطر خواہ اتحاد قائم نہ کر سکے کہ حضورؐ پاک کا مقابلہ کرتے۔ حضورؐ پاک نے وہاں پر جب اپنے لشکر کو پھیلایا تو اس کا رعب ایسا بیٹھا کہ ایلہ، جربا اور اذرح کے سردار حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور جزیہ دینا منظور کیا۔ اسلامی لشکر کے لیے کئی تحائف بھی پیش کیے اور حضورؐ پاک کے ساتھ جو عہد نامہ ہوا ان میں سے ایلہ کے سردار کے ساتھ جو معاہدہ ہوا وہ لفظ بلفظ ہماری تاریخوں میں موجود ہے۔ ایلہ کا مقام خلیج عقابہ کے نزدیک ہے اور اس علاقے کے لوگ سمندر کے ذریعے تجارت کے واسطے دور دور جاتے تھے۔ اس معاہدہ کے ذریعے اُن کے خشکی پر قافلوں اور سمندر میں کشتیوں کی آمد و رفت کو مسلمانوں نے ایک امن نامہ لکھ دیا یہ جگہ جغرافیائی وجہ سے اہم تھی۔

حضورؐ پاک نے جناب خالدؓ بن ولید کو چار سو سواروں کی معیت میں دومۃ الجندل پر شبخون مارنے کے لیے روانہ کیا اور حضورؐ نے فرمایا تھا کہ وہاں کا سردار اکیدر اپنے دارالخلافہ سے باہر شکارگاہ میں ملے گا۔ چاندنی رات تھی اور مسلمانوں نے

Marfat.com

اس کو قلعہ کے باہر ہی گرفتار کر لیا۔ پھر اس کو حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر کیا۔ اس نے بھی جزیہ دے کر مسلمانوں کا باجگذار بننا منظور کر لیا۔ اور لاتعداد اونٹ اور دیگر سامان پیش خدمت کیا۔

مدینہ کو واپسی

ابن اسحاق کے مطابق حضورؐ پاک نے تبوک میں دس رات دن یا اس سے کچھ زیادہ قیام کیا۔ بعض مورخین نے یہ قیام بیس دن تک بتایا ہے اور اس کے بعد آپؐ نے مدینہ کے لیے واپسی کا حکم فرما دیا۔ راستے میں پانی کی تکلیف ہوئی۔ ایک جگہ پتھر کے نیچے سے تھوڑا تھوڑا پانی ٹپکتا تھا اس کے بارے میں آپ نے حکم دے دیا تھا کہ آپؐ کے پہنچنے سے پہلے وہاں کوئی نہ جائے۔ لیکن دو آدمی پیاس کی وجہ سے اور غلطی کی وجہ سے وہاں پہنچ گئے تو پانی نے ٹپکنا ہی بند کر دیا۔ آپؐ جب وہاں پہنچے تو آپؐ نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے حکم عدولی کی ہے اس وجہ سے پانی بند ہو گیا ہے۔ لیکن لشکر کی پیاس کی حالت دیکھ کر آپ کو رحم آیا۔ آپؐ نے اپنا ہاتھ پتھر کے نیچے سے آگے بڑھایا اور کچھ پڑھا تو پانی کے فوارے نکل آئے اور سب لشکریوں نے خوب سیر ہو کر پانی کا استعمال کیا۔ اس سفر کے دوران مختلف پڑاؤ جہاں بھی کیے وہاں پر آپ نے مسجدیں تعمیر کرانے کا حکم دیا اور اس طرح مختلف مقامات پر بارہ مسجدیں تعمیر ہوئیں جہاں پر اللہ اور اللہ کے حبیبؐ کا نام بلند ہونا شروع ہو گیا۔

Marfat.com

مسجدِ ضرار

آپ جب تبوک تشریف لے جا رہے تھے تو منافقین نے آپ کو عرض کی کہ انہوں نے ایک مسجد بنائی ہے وہاں پر وہ جاتے ہوئے نماز پڑھیں۔ حضورؐ پاک کو اس سے کچھ سازش کی بُو آئی کیونکہ باطل کبھی کفار کی شکل میں اور کبھی منافقین کی شکل میں حق کے ساتھ ہمیشہ سے نبرد آزما رہتا ہے۔ آپؐ نے فرمایا واپسی پر دیکھا جائے گا۔ واپسی پر آپؐ کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے پہلے ہی آگاہی ہو گئی اور سورۃ توبہ میں ذکر ہے کہ کہ اس مسجد کی بنیاد تقویٰ پر نہیں ہے بلکہ ان کا مقصد مسلمانوں میں تفرقہ ڈالنا اور پھوٹ پیدا کرنا ہے چنانچہ آپؐ نے اس مسجد کو جلانے کا حکم دے دیا۔ یہاں یہ نکتہ بالکل واضح ہے کہ جس مسجد سے کسی تفرقہ کی آواز آئے وہ اسلام کے اصولوں کے خلاف ہے مسجد سے وحدت اور یک جہتی کی آواز آنا چاہیے۔ مسجد نے مسلمانوں کی یک جہتی اور عسکریت کے سلسلہ میں جو کارنامہ انجام دیا یہ از خود ایک بہت بڑا مضمون ہے۔

حضورؐ پاک تقریباً دو ماہ کا عرصہ باہر گزارنے کے بعد رمضان شریف میں مدینہ واپس تشریف لائے تو چھوٹی چھوٹی بچیاں خوش آمدید کے طور پر اس قسم کے گانے گاتی تھیں۔

"ہم پر وداع کی گھاٹیوں سے چودھویں کا چاند طلوع ہوا"

ہم پر خدا کا شکر فرض ہے اور اللہ توفیق دے کہ یہ شکر ہمیشہ ادا کرتے رہیں"

Marfat.com

جہاد سے گریز

حضورؐ پاک نے مدینہ شریف واپسی کے فوراً بعد جس طرف بہت زیادہ توجہ دی وہ یہ تھی کہ ان لوگوں سے باز پرس کی جائے جنہوں نے جہاد سے گریز کیا تھا۔ سفر کے دوران حضورؐ پاک اپنے ہمراہیوں کے ساتھ اس سلسلہ میں اکثر گفتگو فرما چکے تھے بلکہ اس سفر میں جن صحابہ کرامؓ کی موت واقع ہوئی تو ان میں سے عبداللہ ذوالبجادینؓ کا واقعہ مؤرخین نے بڑے پیارے انداز میں بیان فرمایا ہے۔ ایک رات حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کیمپ کے باہر کچھ روشنی دیکھی۔ ادھر چل پڑے کیا دیکھتے ہیں کہ حضورؐ پاک جناب صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ کی معیت میں جناب عبداللہؓ کو لحد میں اتار رہے ہیں اور فرما رہے ہیں کہ اپنے بھائی کو میرے اور نزدیک کرو"۔ اور اے اللہ میں ان سے خوش ہوں آپ بھی اس سے خوش ہوں" عبداللہؓ بن مسعود اکثر فرمایا کرتے تھے کہ ان کو بڑا رشک آیا کہ اس دن وہ مر جاتے اور حضورؐ پاک اس طرح اُن کو لحد میں اتارتے۔

یہ قصہ تو حضورؐ پاک کی خوشی کا تھا کہ جو لوگ جہاد میں شریک ہوئے ان پر اس قدر خوش تھے لیکن ساتھ ہی جو لوگ جہاد سے غیر حاضر ہوئے ان کے بارے میں سفر کے دوران بھی اکثر ذکر فرماتے رہے۔ حضرت ابو رحوم کلثومؓ نے اس سلسلہ میں حضورؐ کے تاثرات کا مفصل ذکر کیا ہے کہ خاص کر کچھ جانے پہچانے لوگوں اور اچھے مسلمانوں کے متعلق آپ نے بار بار پوچھا۔ ان میں کعبؓ بن مالک، مرارؓ بن الربی اور ہلالؓ بن امیہ خاص کر قابل ذکر ہیں اس مہم کے شروع میں اس سلسلہ

Marfat.com

میں کچھ بیان بھی کیا گیا ہے۔

چنانچہ مدینہ واپس پہنچ کر حضورؐ پاک نے ایسے سب لوگوں کو بلایا جن کی تعداد کافی تھی بعض مورخین کے حساب سے یہ تعداد اسی کے قریب تھی۔ ان میں بعض لوگ ایسے تھے جو جہاد میں شرکت کی استطاعت ہی نہ رکھتے تھے بعض کی کچھ مجبوریاں تھیں اور کچھ ہیں ایک آدھ دل کے کالے یا منافق بھی تھے۔ سب نے اپنی وجوہات پیش کیں۔

حضورؐ نے غور سے سُنا اور ان سب کو جانے دیا۔ لیکن یہ تینوں حضرات سچے آدمی تھے۔ عرض کی حضورؐ کوئی بہانہ نہیں سستی تھی۔ نالائقی تھی۔ کاہلی تھی۔ پس غلطی ہوگئی۔ تو حضورؐ پاک نے تمام مسلمانوں کو حکم دیا کہ ان تینوں سے لین دین بند کردیں اور کوئی مسلمان ان کے ساتھ کلام بھی نہیں کرے گا۔ باقی دو صاحبان ذرا زیادہ عمر کے تھے وہ گوشہ نشین ہوگئے۔ جناب کعبؓ باہر نکلتے تو ان کے لیے ہر جگہ شرمندگی اور ندامت ہی ندامت تھی۔ پچاس دن یہی حالت رہی اس کے بعد حضورؐ پاک نے حکم دیا کہ ان تینوں کی بیویاں بھی ان سے لاتعلق ہوجائیں بعض روایتوں میں یہ ہے کہ جناب کعبؓ نے ندامت کے باعث اپنے آپ کو مسجد نبوی کے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔ صرف کھانے پینے یا رفع حاجت کے لیے باہر نکلتے تھے یا نماز میں شرکت کے وقت اپنے آپ کو کھولتے تھے۔ دوسری روایت ہے کہ آپ بھی اپنے گھر میں گوشہ نشین ہوگئے الگ تھلگ رہتے تھے۔ بہرحال تقریباً دس دن اور اسی طرح گذر گئے پھر اللہ کی طرف سے معافی مل گئی اور حضورؐ پاک نے اس کا اعلان فرمایا۔

Marfat.com

پہلے اس سے کہ تبوک کی مہم کے نتائج اور اسباق پر تبصرہ کریں۔ یہاں یہ وضاحت ضروری ہے کہ تبوک کی مہم میں کوئی جنگ بھی نہ ہوئی تھی پھر بھی جو لوگ نہ شریک ہو سکے ان کے ساتھ کتنی سختی کی گئی اور معافی بھی شاید اس لیے ملی کہ پہلے جنگوں میں شرکت کر چکے تھے اور نیک مسلمان تھے۔ اگر تبوک میں جنگ ہو جاتی تو قدرتی بات ہے کہ غیر حاضر لوگوں کو اور بُری نگاہ سے دیکھا جاتا۔ جہاد اسلام میں فرض ہے۔ جہاد کے لیے فرض کفایہ کے الفاظ بعد کے مسلمان فقہا نے اس لیے استعمال کیے تھے کہ ہر مسلمان ہر وقت ہر جگہ جہاد میں شرکت نہیں کر سکتا۔ اوّل یہ کام حکومت کا ہے کہ کس جگہ ان کو کتنے مجاہدوں کی ضرورت ہے۔ لیکن کوئی مسلمان جہاد سے گریز نہیں کر سکتا۔ کیونکہ آجکل کوئی مجبوری بھی نہیں اور استطاعت کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا کہ حکومت نے سب کچھ اپنے ذمہ لیا ہوا ہے۔ تبوک کی مہم آخری فوجی کارروائی تھی اس لیے حضور پاک نے معاملات کو واضح کر دیا۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ ہم جہاد بالقلم اور جہاد باللسان وغیرہ کے چکروں میں پڑ گئے ہیں۔ اور جہاد بالسیف کو "فرض کفایہ کے غلط معنی پہنا دیئے کہ ہر ایک آدمی کے لیے جہاد ضروری نہیں ہے۔ بہرحال اس خامی کے ہم لوگ اور ہماری حکومتیں برابر کے ذمہ دار ہیں۔ ہمیں فن سپاہ گری کی شدھ بدھ نہیں تو ہمارا قصور بھی ہے۔ اگر حکومتیں لوگوں کو فن سپاہ گری سے دور رکھتی ہیں اور پوری قوم کو اللہ کی فوج نہیں بناتیں تو حکومتوں کا بھی قصور ہے۔ موجودہ فکری انتشار نے مسلمانوں کی جڑوں کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ قوم میں وحدت تب ہی پیدا کی جا سکتی ہے کہ پوری قوم کو وحدتِ فکر

Marfat.com

وحدتِ عمل کے ذریعے اللہ کی فوج بنا دیا جائے۔

نتائج و اسباق

تبوک کی مہم کو ہماری تاریخ میں جنگِ بدر کی طرح اہم حیثیت حاصل ہے حضورؐ پاک کی زندگی میں حق کی یہ آخری بڑی فوجی کارروائی تھی۔ اگر اس کو جنگ تبوک کہہ دیں تو بھی کوئی مضائقہ نہیں۔ مسلمانوں نے شام تک کے علاقے اور خلیج عقابہ تک کے علاقوں کو اپنا باجگذار بنالیا۔ تبوک سے آگے بھی فوجی مہمیں بھیجی گئیں۔ اور دنیا کی دو عظیم سلطنتوں کے ساتھ مسلمانوں کا جو ٹکراؤ ہونے والا تھا اس کی حضورؐ پاک نے بنیاد رکھ دی۔ فوجی حکمتِ عملی کا تعین ہو گیا اور آئندہ اُردن، فلسطین اور شام کی فتوحات کے لیے جناب صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ نے جو پالیسی اپنائی اس کی بنیاد حضورؐ پاک کے زمانے کی آخری مہم اور حضورؐ پاک کے بعد میں اسامہؓ بن زیدؓ کے لشکر کو اس طرف تیار کرنے پر بہے سفر کے دوران بھی دونوں خلفاء راشدینؓ آپ کے دوش بدوش رہے۔ بلکہ بعد میں آپ نے دونوں عظیم صحابہؓ کو اسامہؓ بن زیدؓ کے لشکر میں بھی شامل کیا تھا۔

تبوک کی مہم حق کے پھیلاؤ کے سلسلہ میں بڑے دوررس نتائج کی حامل ہے۔ حق اس طرف پھیلا۔ مسلمانوں کا رعب اس قدر بڑھا کہ اس کے چند ماہ تک دور دور سے قبائل کے وفدوں نے آکر اسلام سیکھنا قبول کیا جس کا ذکر ذرا تفصیل سے آگے آتا ہے۔

Marfat.com

حضورؐ پاک کے سامنے ایک مقصد تھا کہ وہ حق کو تمام دنیا میں پھیلانا چاہتے تھے۔ معاملات کو گھر سے شروع کیا پہلے ایک نقطہ مکہ میں تھا۔ وہاں پر وہ نقطہ بڑھا ضرور لیکن زیادہ کام آکر مدینہ شریف سے شروع کیا کہ مدینہ کو اسلام کا مستقر بنایا گیا اب ہر فوجی کارروائی اسی ایک مقصد کے لیے تھی کہ حق کس طرح پھیلے اور اس کے لیے متحرک طریق جنگ اختیار کیا گیا۔ مہم تبوک اس سلسلہ کی آخری فوجی کارروائی ہے اور ثبوت پیش کرتی ہے کہ بہترین طریقہ جنگ یہی ہے۔

یہ ایک فوجی مشق بھی تھی اور اتنے بڑے لشکر کی کمانڈ اور کنٹرول کا ایک مظاہرہ حضورؐ پاک نے دنیا کے آئندہ فاتحین کے سامنے رکھا افسوس کہ مورخین حضرات نے اس سلسلہ میں نظم و ضبط یا اطاعت امیر وغیرہ کے معاملات پر زیادہ روشنی نہیں ڈالی کہ گردہ درگردہ کس طرح پیش قدمی ہوتی تھی۔ پڑاؤ کے وقت کیا حفاظتی اقدام ہوتے تھے البتہ تبوک پہنچ کر لشکر کو جو چھوٹی چھوٹی ٹکڑیوں میں پھیلایا یا خالدؓ بن ولید کو اکیدر کے علاقہ پر چھاپہ مارنے کے لیے بھیجا وہ بڑی اہم کارروائی تھی۔ چنانچہ شام کی طرف سے حملوں کے خطرات ٹل گئے۔

اسلام میں جنگیں حق کو لانے اور باطل کو مٹانے کے لیے لڑی جاتی ہیں۔ تبوک پہنچ جانے کے بعد اگر رومیوں کا لشکر نہ تھا تو مسلمان واپس آجاتے۔ عیسائی قبائل کو باجگذار بنانے یا دومتہ الجندل پر چھاپہ مارنے کی کیا ضرورت تھی یا اتنا دور جانے کی کیا ضرورت تھی کہ سخت گرمی میں تبوک تک گئے۔ تھوڑے آدمی بھیج کر خبر حاصل کر

Marfat.com

سکتے تھے اور جو صاحبان یہ لکھتے لکھتے نہیں تھکتے کہ مسلمانوں کو لڑائی پہ مجبور کیا گیا یا مدافعانہ کارروائی تھی ان کے لیے مہم تبوک میں یہ سبق ہے کہ جنگ، جنگ ہے اس میں کوئی مجبوری والی بات نہیں۔ ہر وقت تیار رہو۔ دشمن پر رعب بٹھاؤ۔ دور دور تک متحرک رہو۔ جہاد سب مسلمانوں پہ فرض ہے۔ اس سے گریز کرنے والا اگر معافی نہ مانگے تو اسلام سے خارج کیا جا سکتا ہے یا اس کو کوئی بھی سزا دی جا سکتی ہے۔ باقی موٹے موٹے سبق حسب ذیل ہیں:۔

ا۔ باطل مسلمانوں کو اندر اور باہر دونوں طرف سے ہر وقت اپنا شر پھیلاتا رہے گا۔ اور ہمیں چوکنا رہنا چاہیئے۔

ب طاقت اور طاقت ہی قوموں کو غیرت کی زندگی بسر کرنے میں مددگار ثابت ہوتی ہے۔

ج۔ تمام مسلمان اللہ کی فوج ہیں اور فنِ سپاہ گری کا سیکھنا ان پہ فرض ہے اور جہاد میں شمولیت بھی فرض ہے۔

د۔ زمین کا مطالعہ فوجی تدبیرات کا بنیادی اصُول ہے۔ کھلے اور میدانی علاقوں میں متحرک جنگ کی سطح پر ایک سیکشن یعنی دستہ سے اُوپر ہوتے ہوتے ایک لشکر یا پُوری فوج تک حضوؐر پاک نے اس طرح ترتیب دی کہ دس دس اور پندرہ بیس آدمیوں کے دستے کس طرح زمین کا بہترین استعمال کرکے پہلے مدینہ کے گرد و نواح پر چھا گئے۔ آج مہم تبوک کے ذریعہ سے یہی مظاہرہ شام کی سرحدوں تک کیا گیا۔ موجودہ

Marfat.com

ہتھیاروں اور فوجی تدبیرات اور اپنے وسیع تر ایسے ہی کھلے علاقے کو مدنظر رکھتے ان تدبیرات کے مطالعہ سے کس طرح اپنی فوجی حکمت عملی میں ہم جان ڈال سکتے ہیں۔ یہ ایک الگ مضمون ہے۔

د۔ سفر کے دوران کے واقعات۔ مدینہ کی حفاظت۔ واپسی پر مسجد ضرار کی تباہی حضورؐ پاک کے قدم قدم میں ہمارے لیے سبق موجود ہیں جس کو ہم اپنی ذاتی اور فوجی زندگی کے لیے نشانِ راہ بنا سکتے ہیں۔

بنو ثقیف یعنی اہل طائف کا قبول اسلام

جنگ حنین سے جلدی بعد حضورؐ پاک جب مدینہ شریف لا رہے تھے تو طائف کے سردار عروہؓ بن مسعود جو حضرت ابو سفیانؓ کے داماد بھی تھے انے راستہ میں ملاقات کی اور اسلام لے آئے اور حضورؐ پاک سے اجازت طلب کر کے اپنے قبیلہ کو اسلام کی دعوت دینے کے لیے لوٹ گئے۔ لیکن ایک دن جب وہ چھت پر کھڑے اذان دے رہے تھے۔ تو کسی نے تیر مار کر آپ کو شہید کر دیا۔ آپ نے وفات سے پہلے اپنے خون کا قصاص لینے سے منع فرما دیا اور وصیت کی کہ ان کو وہاں دفن کیا جائے۔ جہاں شہدائے اسلام دفن ہیں۔ ان کے بعد ان کے بیٹوں نے مدینہ جا کر اسلام قبول کر لیا اور پہلے بھی جناب مغیرہؓ بن شعبہ وغیرہ ان کے قبائل سے تھے اور عظیم صحابہؓ میں شمار ہوتے تھے۔ بنو ثقیف جنگجو لوگ تھے لیکن اب بنو ہوازن کے نومسلم مالکؓ بن عوف ان کی

Marfat.com

چاروں طرف پھیلے ہوئے تھے۔ ان حالات اور اپنوں میں سے بھی لوگوں کے اسلام قبول کر لینے سے۔ بنو ثقیف بھی اسلام قبول کرنے پر تیار ہو گئے۔

چنانچہ اپنے ایک سردار عبدیا لیل کے ساتھ مدینہ پہنچے۔ حضورؐ نے ان کو مسجد کے ایک قبہ میں ٹھہرایا اور مشہور صحابی خالدؓ بن سعید بن العاص کو ان کی مہمانداری کے فرائض عطا فرمائے۔ ان لوگوں نے اسلام لانے کے لیے عجیب و غریب شرائط پیش کیں جو حسب ذیل ہیں :۔

ا۔ تین سال تک ان کے بت لات کو نہ توڑا جائے کیونکہ ان کی عورتیں اور بچے اس کے بہت معتقد ہیں۔

ب نماز معاف کر دی جائے۔

ج۔ ان کے باقی بتوں کو وہ خود نہ توڑیں بلکہ کوئی اور توڑے۔

حضورؐ پاک نے فرمایا کہ اسلام میں بغیر کسی شرط کے ہی داخلہ مل سکتا ہے۔ اور یہاں صرف ایک ہی اصول چلتا ہے۔ اس لیے پہلی دو شرطیں اسلام کے بنیادی عقائد کے ہی خلاف ہیں۔ تیسری کا تعلق وقت اور محل کے ساتھ ہے تو چلو یہ شرط قبول کر لی جاتی ہے اور وہ بھی اس لیے کہ تم اسلام میں آنا چاہتے ہو تو تمہاری دلجوئی کی جاتی ہے یہ اصولی بات سن کر بنو ثقیف حیران رہ گئے۔ فوجی ذہن رکھتے تھے بڑے متاثر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ حضورؐ پاک نے نوجوان صحابی عثمانؓ بن ابی العاص کو طائف کا حاکم بنایا اور حضرت ابو سفیانؓ اور مغیرہؓ بن شعبہ کو لات

Marfat.com

اور باقی بت توڑنے پر مامور فرمایا. جنہوں نے بتوں کو توڑ دیا اور حضورؐ کے احکام کے مطابق وہاں سے جو دولت ملی اس سے عروہؓ بن مسعود کے بیٹوں کا قرض ادا کیا۔

پہلا اسلامی حج

حضورؐ پاک نے جو پہلا عمرہ ادا کیا تھا اس وقت قریش کا مکہ پر قبضہ تھا اور کعبہ میں بت نصب تھے. حضورؐ پاک نے طواف اپنے طور پر ادا کیا. لیکن خانہ کعبہ میں ابھی اسلامی طریق کار رائج نہیں ہو سکتے تھے. اس سے اگلے سال فتح مکہ کے وقت ماہِ رمضان میں حضورؐ خانہ کعبہ تشریف لے آئے. آپ لشکر کے کماندار تھے. کعبہ اللہ کا گھر ہے اس پر دھاوا بولنا منع ہے. یہاں لڑائی حرام ہے. حضورؐ پاک نے اس وقت فرما دیا تھا کعبہ میرے لیے چند لمحوں کے لیے حلال ہو گیا۔ اس راز کو فتح مکہ کے تحت بیان کیا جا چکا ہے کہ حق اہلِ حق کو قوت کے ساتھ دیکھنا چاہتا تھا. بہرحال اس موقع پر حضورؐ پاک نے کعبہ کو بتوں سے پاک کیا. اللہ کے دربار میں عاجزی کی حجرِ اسود کو بوسہ دیا. طواف کیا. لیکن باقیوں کو کچھ نہ کہا کہ وہ کیا کریں. اس کے چند ماہ بعد حنین کی جنگ کے بعد آپ پھر خانہ کعبہ تشریف لائے اور عمرہ ادا کر کے مدینہ شریف تشریف لے گئے. چنانچہ آٹھ ہجری میں حج کے موقع پر حضورؐ پاک کا مقرر کردہ گورنر عتابؓ بن اسید وہاں موجود تھا. لیکن لوگوں نے حج اپنی مرضی کے مطابق ادا کیا۔ اب وقت آگیا تھا کہ اسلام کے اس رکن کو بھی اسلامی طرز پر ادا کیا جائے اور قومی وحدتِ فکر و

Marfat.com

وحدت عمل کا مظاہرہ اور وعدہ اللہ کے گھر میں ایک قوم کی صورت سے کیا جائے۔
چنانچہ ۹ ہجری میں حج سے چند دن پہلے حضور پاک نے حضرت ابو بکرؓ کو تین سو
کے دستہ کے ساتھ امیر حج بنا کر مکہ شریف بھیجا۔ بیس اونٹ قربانی کے اپنی طرف سے
دیئے اور پانچ جناب صدیق اکبرؓ نے اپنی طرف سے لیے اور مکہ روانہ ہو گئے انہی
دنوں سورۃ براۃ کی وہ آیات نازل ہوئیں جن میں اسلامی حج کے طریق کار کی مزید
وضاحت کی گئی ہے۔ چنانچہ حضور پاک نے حضرت علیؓ کو ان آیات کے ساتھ بعد میں
روانہ کیا کہ امیر حج تو جناب صدیق اکبرؓ ہی رہیں گے لیکن آپ مامور کا کام کریں گے
اور خانہ کعبہ میں اللہ تعالیٰ کا یہ پیغام میری طرف سے پڑھ کر سنا دیں گے کہ آئندہ
کیا طریق کار ہوگا۔ کچھ مورخین نے اس واقعہ پر خوب حاشیہ آرائی بھی کی ہے ہمارا
مقصد فوجی تجزیہ ہے اور وہ یہ ہے کہ اُس دن سے آج تک خانہ کعبہ میں وہی طریقہ
حج رائج ہے اور مسلمان قوم کی وحدتِ فکر اور وحدتِ عمل کا سال میں ایک دفعہ
ایک عظیم الشان مظاہرہ ہوتا ہے اور ہمیں ایک مرکز کے ماتحت رہنے کی ایک تلقین
بھی ہے۔ اسلام کے اولین زمانوں میں اس اجتماع میں کئی قومی معاملات وہاں
سلجھائے جاتے تھے۔ میل ملاپ۔ رابطہ ایک دوسرے کے پرسان حال کا یہ عظیم
طریقہ ہے۔ دنیا کے کونے کونے سے مسلمان ایک دوسرے کے احوال سے
باخبر ہوتے رہتے ہیں۔ بلکہ تفرقے یا غلامی کے زمانے میں بھی اس فریضہ نے ہمیں
متحد رکھنے میں اہم کردار ادا کیا ہے اور اب پچھلے چند سالوں میں تو پھر مکہ و

Marfat.com

مدینہ اسلامی وحدت کے مرکزوں میں تبدیل ہو رہے ہیں۔ حج کی عبادت قومی یک جہتی کا ایک ستون ہے جس پر جہاد کی تیاری کی بنیاد رکھی جاتی ہے۔

متفرق وفود اور متفرق کارروائیاں

نو ہجری اور دس ہجری اسلام کی تاریخ میں سنتہ الوفود کے طور پر یاد کیے جاتے ہیں ان سالوں میں متعدد وفود مدینہ شریف آئے اور اُن کے ذریعے ان کے قبائل نے اسلام قبول کیا۔ مسلمان فوجی دستے بھی اسی طرح مصروفِ کار رہے اور اُن کا پھیلاؤ اب مشرق میں ایران کی سرحد کے ساتھ تک ہو چکا تھا کیونکہ آقاؐ نے اپنی زندگی میں دُنیا کی دو عظیم سلطنتوں کے فاتحوں کو مشرق کی طرف کے لیے فوجی حکمتِ عملی کے سبق بھی اسی طرح ازبر کرانے تھے جس طرح شمال میں اہلِ روم کے لیے کرا چکے تھے۔ ان وفود کی آمد یا مسلمانوں کی چاروں اطراف کی پیش قدمی کے چند فوجی پہلو بھی ہیں اور حضورؐ کے جلال اور فوجی حکمتِ عملی سے اسلام کو جو وسعت ملی اور حق جس طرح دور دور تک پھیل گیا اس کا مختصر بیان ضروری ہے جو کچھ ہوا وہ طاقت کے بغیر ہونا ناممکن تھا۔ اس کے لیے مسلمانوں کے کردار نے اہم کام کیا ہے حضورؐ پاک نے جو اسلامی فلسفہ حیات کی تعلیم دی اور اس سے مسلمانوں میں جو پختگی آئی بعض لوگ اسی سے متاثر ہو کر مسلمان ہوئے۔ لیکن یاد رکھنے والی بات یہ ہے کہ کردار کی یہ پختگی سپاہیانہ اوصاف کی مرہونِ منت ہے جہاں آدمی خود بھی ربط و ضبط کا

Marfat.com

مظاہرہ کرے اور اطاعتِ امیر میں بھی لاجواب مثال پیش کرے یہ ایک بہت وسیع مضمون ہے جس کی یہاں پر صرف جھلک ہی پیش کی گئی ہے۔ اب وفود کا ذکر حسب ذیل ہے۔

بنو تمیم کا وفد

بنو ثقیف کے بعد یہ سب سے پہلا وفد مدینہ شریف آیا۔ یہ لوگ اپنے آپ کو علم الکلام کے ماہر سمجھتے تھے اور اپنے کئی ماہر خطیب اور شاعر اپنے ساتھ لائے تھے لیکن دینِ فطرت کے پاس اللہ کا کلام تھا جس کو سن کر ان پر بہت اثر ہوا اور یہ لوگ مسلمان ہو گئے اور اس کے بعد ان کا پورا قبیلہ اسلام لے آیا۔

ملوک حمیر کی اطاعت

اسی زمانے میں یعنی ۹ سنہ ہجری میں حمیر کے بادشاہ نے ایک وفد بھیجا کہ وہ بت پرستی سے بے زار ہیں اور اسلام قبول کرنا چاہتے ہیں۔ آپ نے جناب معاذ بن جبل رضؓ کو جو مکہ میں اپنا فرض انجام دے کر واپس آچکے تھے ان کے ہمراہ بھیجا کہ پورے قبیلے کو ارکانِ دین سکھلائیں۔

براکا، بنو الکا اور بنو فزارہ کے وفود

انہی دنوں تیرہ آدمیوں پر مشتمل بنو براکا کا وفد، تین آدمیوں کا بنو الکا کا وفد

Marfat.com

اور دس آدمیوں کا بنو فزارہ کا وفد وغیرہ بھی مدینہ میں آئے اور اسلام قبول کیا۔

قبیلہ طے کا قبول اسلام

تبوک کی مہم سے بھی پہلے حضرت علیؓ نے بلادِ طے پر شبخون مارا تھا جس میں حاتم کی بیٹی بھی قید ہو کر آئی۔ عدی بن حاتم شام کی طرف بھاگ گیا۔ حضورؐ پاک کو جب حاتم کی بیٹی کے بارے میں پتہ چلا تو آپ بڑی مہربانی سے پیش آئے اور ان کو رہا کر کے بنو قضاعہ کے ایک قافلے کے ساتھ عدی بن حاتم کے پاس بھیج دیا۔ عدیؓ اس بات سے اتنا متاثر ہوا کہ مسجد نبویؐ میں آ کر اسلام قبول کیا اور پھر اپنے سارے قبیلہ کو اسلام میں داخل کرانے میں اہم کردار ادا کیا۔

بنو قضاعہ اور بنو سعد بن بکر

۹ھ ہجری کے آخر میں قبیلہ ثعلبہ بن سعد اور قضاعہ سے سعد ندیم اور بنو سعد بن بکر سے ضمامؓ بن ثعلبہ مدینہ آئے اور کافی عرصہ توحید، صلوٰۃ، زکواۃ، حج اور قربانی کی تعلیم حاصل کرتے رہے اور پھر واپس جا کر اپنے قبیلوں کو اسلام میں داخل کیا۔ ضمامؓ بن ثعلبہ کے بارے یہ بھی روایت ہے کہ وہ پانچ ہجری میں مدینہ آئے تھے بہرحال حضورؐ پاک ضمامؓ سے کافی متاثر تھے اور فرمایا کہ اس شخص کا عمل اگر ایسا ہی رہا تو ضرور جنت میں داخل ہوگا۔

Marfat.com

اہل نجران

ماہ ربیع الاوّل ۱۰ھ ہجری میں حضورؐ پاک نے خالدؓ بن ولید کو چار سو کے ایک دستہ کے ساتھ نجران روانہ کیا کہ پہلے نجران کے رئیس حرث بن کعب کو اسلام کی دعوت دینا اگر وہ قبول کریں تو لڑائی نہ کرنا۔ چنانچہ جیسے ہی خالدؓ نے دعوت دی ان لوگوں نے دعوت قبول کر لی اور ان کا سردار ایک وفد لے کر حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوا۔ یہ بڑا بہادر قبیلہ تھا۔ حضورؐ پاک نے ان کی کافی عزت کی اور حضرت عمروؓ بن حزم کو نجران کا عامل بنا کر بھیجا جو ان کو اسلام کی تعلیم بھی دیتے رہے آپ نے اس قبیلہ کو ایک فرمان بھی لکھ دیا جو آج تک ہماری تاریخ کا حصہ ہے۔

غسان کا وفد

ماہ رمضان ۱۰ھ ہجری میں غسان کا وفد آیا جس میں تین آدمی تھے یہ جب واپس گئے تو ان کی قوم نے اسلام قبول نہ کیا۔ اس لیے ان تینوں نے بھی اس وقت اپنا اسلام پوشیدہ رکھا۔

سلامان اور ازد کے وفود

شوال ۱۰ھ ہجری میں سلامان سے دس آدمیوں کا وفد آیا جنہوں نے اسلام قبول کیا اور اسلام کی تعلیم حاصل کر کے واپس چلے گئے انہی دنوں قبیلہ ازد کا

Marfat.com

دس آدمیوں کا وفد بھی آیا۔ وہ بھی مسلمان ہو گئے۔ حضورؐ پاک نے حمرؓ بن عبداللہ کو ان کا امیر بنایا اور حکم دیا کہ گرد و نواح کے مشرکین کے خلاف جہاد کرو۔ چنانچہ واپسی پر حضرت حمرؓ نے اہل جرش کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے نہ مانا تو حضرت حمرؓ نے اپنے قبیلہ کو اکٹھا کر کے اہل جرش کا محاصرہ کر لیا جو ایک مہینہ تک رہا۔ جب فتح کی کوئی صورت نظر نہ آئی تو حضرت حمرؓ نے محاصرہ چھوڑ دیا۔ اہل جرش نے سمجھا وہ پسپا ہو رہے ہیں۔ اس لیے وہ قلعہ سے باہر نکل آئے جناب حمرؓ نے دوبارہ صف آرائی کر کے اہل جرش پر حملہ کر دیا۔ جس میں اہل جرش کو شکست ہوئی۔ اسی دوران ان کے اپنے آدمی بھی جو مدینہ میں حضورؐ پاک کے حالات معلوم کرنے گئے ہوئے تھے واپس آ گئے حضورؐ نے ان کو ان کے قبیلہ کی شکست کی پہلے سے ہی خبر دے دی تھی۔ ان لوگوں نے اپنے قبیلہ کو سب حالات سے آگاہ کیا تو وہ بھی مسلمان ہو گئے

ہمدان کا وفد

اسی سال اہل ہمدانؓ ایمان لائے۔ اس سلسلہ میں حضورؐ پاک نے پہلے جناب خالدؓ بن ولید کو کچھ محافظ دستوں کے ساتھ یمن بھیجا۔ حضرت خالدؓ لوگوں کو دعوت دیتے رہے لیکن کچھ زیادہ کامیابی نہ ہوئی۔ بعد میں حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو جناب خالدؓ کی جگہ بھیجا اور آپ کی پہلی تقریر کا اتنا اثر ہوا کہ کافی لوگ مسلمان ہو گئے پھر جوق در جوق یمن کے قبائل اسلام میں داخل ہونے شروع ہو گئے اور یمن سے

Marfat.com

اہلِ ہمدان کو یہ شرف حاصل ہے کہ وفد کی صورت میں وہ حضورِ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ نے سجدۂ شکر بجالاتے ہوئے تین بار السلام علی ہمدان کا لفظ دہرایا۔

وفد ملوک کندہ

اسی سال فردہ بن مسیک مرادی کے ہمراہ مراد کا وفد ملوک کندہ سے علیحدہ ہو کر آیا اور اسلام قبول کر کے سعدؓ بن عبادہ کے یہاں بغرض تعلیم قرآن و فرائض اسلام ٹھہرا رہا۔ واپسی کے وقت آپ نے مزدہ بن مسیک مرادی کو مراد و زبید و مزج کا عامل مقرر فرمایا اور حضرت خالدؓ بن سعید بن العاص کو ان کے ہمراہ صدقات وصول کرنے بھیجا۔ اس کے بعد عمر بن معدیکرب زبید کا وفد بن کر حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسلام لا کر اپنی قوم میں واپس گیا۔ حضورؐ پاک کے وصال کے بعد عمر مرتد ہو گیا لیکن پھر اسلام لے آیا اور آیندہ اسلام کی جنگوں میں خالدؓ بن ولید کے ماتحت بڑی بہادری سے کام کیا۔

عبد قیس کا وفد

اس سن میں عبد قیس کا ایک وفد بھی آیا جس کا سردار جارود بن عمر تھا یہ لوگ پہلے عیسائی مذہب رکھتے تھے اب سب مسلمان ہو گئے۔ حضورؐ پاک کی وفات کے بعد منذر بن نعمان جب مرتد ہوا تو اس قبیلہ کے کچھ لوگ بھی گمراہ ہوئے لیکن جارود

Marfat.com

بن عمر کی کوشش سے کافی لوگ اسلام پر قائم رہے۔

بحرین میں اسلام کی روشنی

فتح مکہ سے پیشتر ہی حضورؐ پاک نے علاؓ بن الحضرمی کو بحرین میں پہلے اسلام کی دعوت کے لیے بھیجا اور جب اُن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تو آپؐ نے علاؓ بن الحضرمی کو وہاں کا امیر مقرر کر دیا۔

بنو حنیفہ کا وفد

دس ہجری میں یمامہ سے بنو حنیفہ کا ایک وفد بھی آیا جس میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ ان لوگوں نے اسلام قبول کر لیا۔ لیکن یمامہ واپس جا کر مسیلمہ نے اور ہی کہانی شروع کر دی کہ وہ بھی نبی ہے اور لوگوں کو خوب گمراہ کیا۔ حضورؐ کی وفات کے بعد جناب صدیق اکبرؓ کے زمانے میں حضرت خالدؓ نے جنگ یمامہ کے بعد اس فتنہ کو ختم کیا جس میں مسیلمہ مارا گیا تھا۔

کندہ کا وفد

اسی سال کندہ سے بھی وفد آیا۔ تعداد میں اختلاف ہے۔ دس آدمیوں کی تعداد بھی بتائی گئی ہے اور ساٹھ سے اسّی تک بھی۔ یہ لوگ ریشمی کپڑے پہنے ہوئے تھے۔

Marfat.com

بڑی بڑی زلفیں تھیں اور آنکھیں سرمہ سے سیاہ کی ہوئی تھیں۔ حضورؐ پاک نے پوچھا کیا تم مسلمان ہو؟ عرض کی جی ہاں۔ حضورؐ نے فرمایا۔ پھر یہ ریشمی کپڑے کیوں پہنے ہو تب انہوں نے وہ کپڑے پھاڑ دیئے اور دیسی کپڑے پہنے۔ یہ سوداگری کرتے تھے اور کافی امیر لوگ تھے۔

وائل بن حجر کا وفد

اسی سال کنانہ کے وفد کے ساتھ حضرموت کا بھی وفد آیا سب نے بخوشی اسلام قبول کیا۔ بعد میں اس قبیلہ کے ایک اور سردار وائل بن حجر بھی آئے۔ حضورؐ نے ان کے سر پر شفقت کا ہاتھ پھیرا اور دُعا فرمائی۔ حضرت معاویہؓ بن ابوسفیان کو مہمانداری کا فرض سونپا۔

متفرق وفود

اوپر بیان کیے گئے وفود کے علاوہ بنو نجران، حضرموت اور قبیلہ طے سے اور وفود بھی آئے گو ان علاقوں سے وفد پہلے آچکے تھے اس کے علاوہ خولان اور حبشی کے قبیلوں سے بھی وفد آئے اور سب نے اسلام میں داخل ہونے کا اقرار کیا۔

حجۃ الوداع

آپؐ نے دس ہجری ذوالحجہ میں خود جا کر حج کیا اور متعدد صحابہؓ کرام جن میں مہاجرین،

Marfat.com

انصار اور رؤسائے عرب شامل تھے آپ کے ساتھ تھے۔ بلکہ حضرت علی کرم اللہ وجہٗ جو اس زمانے میں نجران میں تھے ان کو بھی بلا بھیجا کہ وہ اس حج میں شرکت کی سعادت حاصل کریں اس حج کا خطبہ جو آپ نے اس موقع پر دیا خطبہ حج الوداع کے نام سے مشہور ہے۔ مختصر الفاظ میں اسلام کے فلسفۂ حیات کے چند پہلوؤں کو آپ نے دہرایا۔ اس خطبہ کا فوجی پہلو قومی وحدت کا ہے جس کا ذکر پہلے اسلامی حج کے تحت کیا جا چکا ہے۔ بہرحال کیونکہ حضورؐ پاک کا یہ آخری حج تھا اس لیے اس کا بیان ضروری تھا۔

جیشِ اسامہؓ

نئے سال کے محرم کے آخری دنوں میں ہی آپؐ نے حکم دے دیا تھا کہ اسامہؓ بن زیدؓ کی امارت میں ایک عظیم الشان لشکر تیار کیا جائے جو بلادِ فلسطین اور شام کی وادی بلقا یعنی موتہ کے مقام کے اوپر تک جائے گا اور وہاں پر مشرکین کے ساتھ جہاد کرے جب تک وہ اسلام نہ لے آئیں یا جزیہ دینا منظور نہ کریں۔ ابھی یہ لشکر تیار ہی ہو رہا تھا کہ آپؐ بیمار ہو گئے۔ بہرحال بیماری کی حالت میں بھی مدینہ سے باہر اس لشکر کا معائنہ فرمایا اور وفات سے ایک آدھ دن پہلے بھی صحابہ کرامؓ کو یاد کرایا کہ اسامہؓ کا لشکر بھیجنے میں کوتاہی نہ کرنا یہ تھی ہمارے آقاؐ کی سنت اور یہ تھی آپ کی آخری نصیحت علامہ اقبالؒ اس کو اس طرح بیان فرماتے ہیں ۔

جنگ شاہانِ جہاں غارتگری است
جنگ مومن سنتِ پیغمبری است

Marfat.com

Marfat.com

ضمیمہ

Marfat.com

Marfat.com

ضمیمہ

حق اور باطل یا خیر اور شر ازل سے ایک دوسرے کے ساتھ برسرپیکار ہیں فتح ہمیشہ حق کی ہوتی ہے اور حضورؐ پاک کی بعثت کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بھی انہی الفاظ میں فرمایا۔ حق آیا اور باطل مٹ گیا۔ یہی وجہ ہے کہ کتاب کے ہر باب کی بسم اللہ لفظ حق سے کی گئی ہے حق اور باطل کی لڑائی انسانی وجود میں ہر وقت شروع رہتی ہے۔ کیونکہ انسانی وجود از خود ایک چھوٹی سی دنیا ہے بلکہ یونیورس UNIVERSE ہے جو ارض و سموات کو بھی اپنے محیط میں لے سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہم حضورؐ پاک کو سرکار دو عالمؐ وغیرہ کے ناموں سے یاد کرتے ہیں کہ وہ حق کا ایک عظیم مظاہرہ ہیں لیکن اس دنیا میں آکر انہوں نے باطل کے ساتھ ٹکر بشری تقاضوں کے مطابق لی۔

انسان یا بشر میں حق یا خیر کا پہلو انسان کو ہمیشہ اس وعدہ کی یاد دلاتا ہے جو اس نے اپنے خالق کے ساتھ کیا جب اُس نے انسان سے پوچھا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ تو انسان نے کہا بے شک۔ اور ہاں میں جواب دیا یہ انسانی فلسفہ حیات کی بنیاد ہے اور اس سے عبد اور معبود کے رشتے استوار ہوتے ہیں دوسری طرف

Marfat.com

باطل اور شر انسان کو ہمیشہ گمراہی کی طرف دھکیلتے ہیں۔ نبیؐ کے مبعوث ہونے کا مطلب اور مقصد انسان کو اس وعدہ کی یاددہانی ہے جو اس کی رہنمائی حق کی طرف کرتا ہے اور اجتماعی طور پر اس پر عمل کر کے حق کی متحدہ طاقتیں۔ باطل کی متحدہ قوتوں کے ساتھ برسرپیکار ہو جاتی ہیں۔ اگر اس نکتہ کو ہم سمجھ لیں تو ہم پر واضح ہو جائے گا۔ کہ حضورؐ پاک کی امت ہونے کی وجہ سے ہم ہر وقت حالت جنگ میں ہیں۔ یہ خواہ عملی جنگ ہو یا جنگ کی تیاری۔ اس سے گریز جب بھی ہم کریں گے تو ذلت اور خواری کا سامنا ہو گا۔

حضورؐ پاک کی دس سالہ مدنی زندگی میں جو جنگیں ہوئیں یا جن جنگوں کی تیاری کی یا کیسے حضورؐ پاک پورے دس سال حالتِ جنگ میں رہے یہ کوئی چھپی ہوئی بات نہیں ہے۔ بلکہ شروع میں آپؐ کے دور کی جو تاریخ بھی لکھی گئی ان کتابوں کا نام بھی مغازی تھا یعنی مغازی ابن اسحٰق یا ابنِ ہشام یا واقدی یا ابن سعد وغیرہ۔ یہی شروع کی اسلام کی تاریخ کی کتابیں ہیں۔ ابنِ ہشام ابن اسحٰق کا شاگرد تھا اور ابن سعد واقدی کا۔ اس کے بعد مورخین نے نام تبدیل کر دیئے اور جب تاریخ ادب بن گئی یا بے جان فلسفہ تو ہم نے برے دن دیکھے اور دیکھ رہے ہیں۔ ابن اسحٰق اور واقدی سے پہلے بھی جو کتابیں تاریخ پر لکھی گئیں ان کا نام مغازی ہی تھا اور یہ علم جنگ، فنِ جنگ اور جنگوں کی کہانیاں تھیں اور سب سے پہلے حضرت ابان بن عثمان غنیؓ اور حضرت عروہؓ بن زبیرؓ بن العوام نے یہ کتابیں لکھیں۔ بعد میں

Marfat.com

امام شعبیؒ، عاصمؒ بن عمرؒ بن قتادہؒ انصاری۔ امام زہریؒ اور موسیٰؒ بن عقبہ نے بھی اسلامی جنگوں پہ کتابیں لکھیں اور جو کچھ ابن اسحٰق اور واقدی نے لکھا ہے وہ انہی کتابوں سے استفادہ کیا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ سب کتابیں اس زمانے میں ناپید ہیں۔

اس پہلو کی وضاحت کا مقصد یہ تھا کہ علم جنگ اور فن جنگ تو قرون اولیٰ میں مسلمانوں کا اوڑھنا بچھونا تھا۔ اور فقہ تو سو سال بعد مدون ہوا اور علم حدیث تین سو سال بعد۔ لیکن کتنے افسوس کی بات ہے کہ آج ہم جنگ کا ذکر کرتے ہوئے شرماتے ہیں۔ اس زمانے کے ایک مورخ مولانا شبلی تسلیم کرتے ہیں کہ اسلام کی کہانی اور خاص کر حضورؐ پاک کے زمانے کی کہانی جنگ کی کہانی ہے اور یہ بھی لکھتے ہیں کہ لڑائی عبادت بن گئی۔ لیکن ساتھ ہی دبی زبان میں جنگ سے گریز کی لوری دے جاتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کی سیرۃ نبیؐ پر ایک جلد کو شامل کر کے اُن کے شاگرد سید سلیمان ندوی صاحب نے جو سیرۃ النبی پہ چھ جلد کتابیں لکھیں ان میں نظریۂ جہاد پر کل چار صفحے ہیں اور جہاد کے اصولوں کو صبر۔ ثابت قدمی۔ استقامت وغیرہ کے بابوں میں پھیلا دیا ہے۔

مومن کا مقصد حیات حق کو لانا اور باطل کو مٹانا ہے اس لیے وہ ہر وقت جنگ کے لیے تیار ہے اور یہ حضورؐ پاک کی سنت ہے۔ پچھلے آٹھ بابوں میں حق کے تمام مرکز اور پھیلاؤ کا ذکر تفصیل کے ساتھ کیا گیا ہے کہ کس طرح مدنی زندگی میں ہمارے آقاؐ ہر وقت جنگ کے لیے تیار یا اس میں مصروف رہے جب کبھی باہر نکلتے تھے تو وہ دو

Marfat.com

ماہ تک بھی باہر رہے۔ فتح مکہ کے وقت اڑھائی ماہ کا عرصہ باہر گزرا۔ تبوک کی مہم کے وقت دو ماہ باہر رہے۔ بنو قریظہ کا محاصرہ بھی بیس دن جاری رہا۔ خیبر کے قلعوں کا محاصرہ کئی دن تک جاری رہا۔ تو ساری زندگی جہاد میں گزر گئی۔ مورخین کا خیال ہے کہ تقریباً تیس مہموں میں ذاتی طور پر شریک ہوئے اور پچاس کے قریب مہموں میں اپنے صحابہؓ کو سپہ سالاری کے فرائض نبھانے کی تربیت دی کیونکہ انہوں نے آپؐ کے بعد دنیا کو فتح کرنا تھا۔ غزوہ اور سریہ کے لفظوں کے استعمال میں اختلاف کی وجہ سے لفظ جنگ، جنگی مہم یا مہم وغیرہ استعمال کیے گئے ہیں کہ وہ مہمیں جن میں آپ ذاتی طور پر شریک ہوتے اور خود سپہ سالاری کے فرائض انجام دیئے حسب ذیل ہیں :۔

۱۔ ابوا کی مہم

مدینہ تشریف آوری کے بعد یہ پہلی جنگی مہم تھی جو صفر دو ہجری میں واقع ہوئی اور آپ ایک فوجی دستہ کے ساتھ ودان کے مقام تک گئے۔ کیونکہ قریش کے قافلے یہاں سے گزرتے تھے۔ یہاں پر آپ نے مخشی بن عمرو ضمری کے ساتھ ایک عہدنامہ پر دستخط کیے کہ وہ لوگ مسلمانوں کے وفادار رہیں گے اور پھر واپس آ گئے۔

۲ بواط کی مہم

ربیع الاول ۲ ہجری میں آپ طاقتور گشتی دستوں کے ساتھ مدینہ سے نکلے اور ردوا کے گرد و نواح میں بواط تک پہنچ گئے اور جمادی الاول کے شروع میں مدینہ شریف

Marfat.com

ضمیمہ

عرب کے مشہور قبائل
کا علاقہ اور شہر

عرب کے قبائل طلوعِ اسلام کے وقت

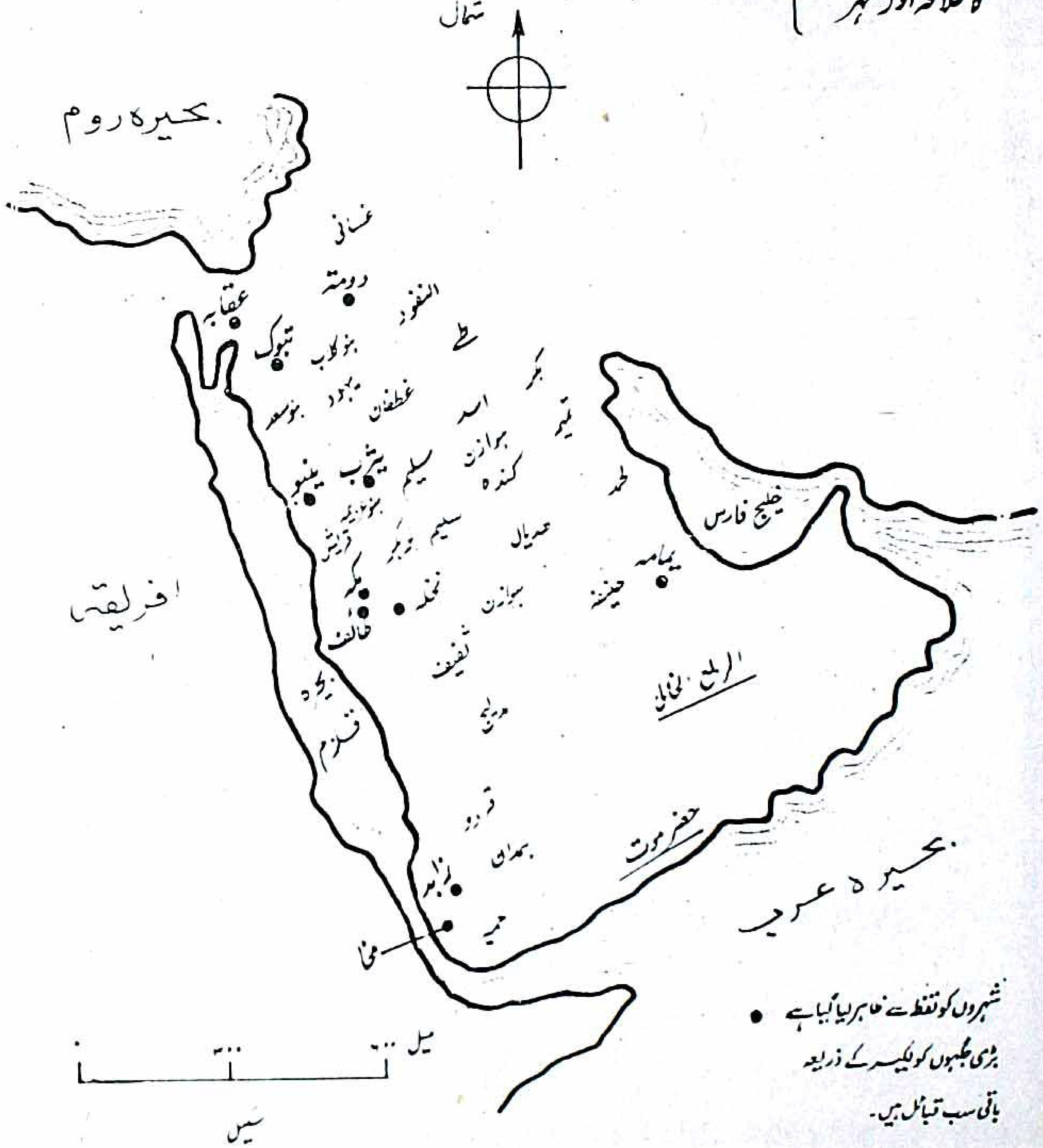

Marfat.com

Marfat.com

میں واپس آئے۔ یہ دو ماہ آپ قریش کے قافلوں کی تاک میں رہے اور دور دور تک علاقوں میں اسلام کا رعب بٹھایا۔ اس دوران مدینہ میں السائبؓ بن عثمانؓ بن مظعون نے آپ کے نائب کا کام کیا۔

۴۔ العیشرہ پر دھاوا

مدینہ شریف میں صرف چند دن قیام کے بعد آپؐ قریش کی تاک میں پھر باہر نکلے۔ آپؐ نے بنو دینار والا راستہ اختیار کیا اور فیافہ الخبار سے گزرتے ہوئے ابن ازہر کی وادی میں پہنچ گئے جس کو ذات الستق بھی کہتے ہیں اور وہاں پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور اس میں عبادت کی۔ وہاں سے ایک چشمہ پر تشریف لے گئے جس کو المشتریب کہتے ہیں وہاں الخلائق کو اپنے بائیں چھوڑتے ہوئے ایک وادی جس کو عبداللہ کہتے ہیں وہاں گئے وہاں سے بائیں مڑے اور پھر یلیل کے نالہ کے بہاؤ کے ساتھ ادھر پہنچے جہاں وہ الذبوبہ سے ملتا ہے۔ یہاں پانی سے سیراب ہوتے اور پھر ملال کے میدان میں داخل ہو گئے حتیٰ کہ وہاں تک پہنچ گئے جہاں سے سخریتہ الیمام کی پگڈنڈی ینبو کی وادی میں العشیرہ تک پہنچتی ہے۔ وہاں بنو مدلج اور بنو ذومرہ کے ساتھ عہد نامہ کر کے واپس مدینہ تشریف لے آئے اسی مہم کے دوران حضرت علیؓ کو ابو تراب کا خطاب دیا۔ آپ نے اس مہم کے دوران ابو سلمہؓ بن عبدالاسد کو مدینہ کا حاکم بنایا۔

۴۔ کرز بن جابر کا تعاقب

اس کا ذکر پہلے باب میں جنگ بدر کے ساتھ ہو چکا ہے۔

Marfat.com

۵۔ جنگِ بدر

(۱۷ رمضان ۲ ہجری) ۔ پہلے باب میں ذکر ہو چکا ہے

۶ بنو سلیم کی مہم

جنگِ بدر سے واپسی کے بعد آپ مدینہ شریف میں صرف ایک ہفتہ ٹھہرے کہ آپؐ نے بنو سلیم کے خلاف ایک دھاوا بولا آپؐ الفدر کے مقام تک گئے جہاں سے بنی سلیم پانی لیتے تھے۔ لیکن وہ وہاں سے تتر بتر ہو چکے تھے اس لیے آپؐ بغیر لڑائی کے واپس آ گئے۔

۷۔ ابوسفیان کا تعاقب

اس کو سویق کی مہم بھی کہتے ہیں جنگ بدر میں اہل قریش نے جو ہزیمت اُٹھائی اسی کی وجہ سے ابوسفیان بڑا شرمندہ تھا اور اکثر بدلہ لینے کا سوچتا تھا۔ بدر سے قیدی پہنچنے میں کچھ وقت لگ گیا اور پھر حج کا موسم آ گیا۔ حج کے بعد اسی سال یعنی ۲ ہجری کو ابوسفیان نے دو سو سواروں کے ایک دستہ کے ساتھ مدینہ کا رُخ کیا۔ وہ اس غلط فہمی میں تھا کہ کسی ایک جگہ حملہ کر کے نقصان پہنچائے گا یا کچھ صحابہ کرامؓ کو گرفتار کر کے پرغمال کے طور پر ساتھ لے جائے گا۔ لیکن مدینہ کا مستقر اس کو اس کی کیسے اجازت دیتا اُس نے مختلف مقامات سے اندر گھسنے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہوا۔ وہ مدینہ سے ایک منزل دور ایک پہاڑی تیاب کے راستہ اندھیرے اندھیرے ایک رات بنو نضیر کے ہاں پہنچا اور معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں ایک آدھ دشمن اسلام

Marfat.com

کو بھی ملا۔ اس سب چارہ جوئی کے باوجود وہ اور اس کا دستہ ایک کھجوروں کے باغ تک پہنچ سکا اور وہاں ایک انصار اور اس کے ساتھی کو شہید کیا اور درختوں کو آگ لگا دی۔ حضورؐ پاک نے مدینہ میں ابولبابہؓ کو اپنا جانشین نامزد کیا اور ابوسفیان کے تعاقب میں نکلے جو بھاگ رہا تھا۔ حضورؐ پاک اور ان کے صحابہؓ کو لشکر کو ترتیب دینے میں کچھ دیر لگ گئی تھی۔ اس لیے قریش کا لشکر بچ کر نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں کا حملہ اتنا تیز تھا کہ کفار جو کھانے کے لیے غلہ یا اناج لائے تھے وہ سب کا سب اُن کو پھینکنا پڑا۔ اس کو سویق کہتے ہیں یہ باجرے کی ایک قسم ہے جس کو اُبال کر چاولوں کی طرح کھا لیا جاتا ہے اور اس کا بھات بھی بنتا ہے۔ حضورؐ پاک نے قرقراۃ القدر تک ان کا تعاقب کیا جو مدینہ سے آٹھ منزل دور ہے۔

۸۔ غطفان کی مہم

اس کو ذوامر بحران کی مہم بھی کہتے ہیں۔ اوپر والی مہم سے واپس آ کر ذوالحجہ کے باقی دنوں میں حضورؐ پاک نے مدینہ میں قیام فرمایا اور نئے سال یعنی تین ہجری کے محرم کے دنوں میں آپ غطفان کی مہم کے لیے نکلے۔ حضرت عثمان غنیؓ کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر کیا۔ حضورؐ پاک کو خبر ملی تھی کہ قبیلہ بنو ثعلبہ اور محارب کی ایک فوج ذوامر بحران میں اکٹھی ہو رہی ہے آپ نے صفر کا سارا مہینہ اور ربیع الاول کے چند دن بھی اس سارے علاقے کی دیکھ بھال میں صرف کیے۔ لیکن یہ قبائل تتر بتر ہو گئے۔

Marfat.com

۹۔ بحران کی مہم

اس مہم کو حجاز کے علاقے کی مہم بھی کہتے ہیں. دراصل یہ مہم بھی قریش کے قافلوں کی ناکہ بندی کے لیے تھی اور زیادہ وقت مدینہ سے نکل کر ایک گاؤں الفرو میں گذارا جہاں سے آپ گشتی دستے اِدھر اُدھر بھیجتے رہتے تھے آپ تقریباً دو ماہ مدینہ سے باہر رہے مشہور نابینا صحابی ام مکتوم رضی کو مدینہ میں اپنا جانشین بنا کر چھوڑ گئے تھے۔

۱۰ بنو قینقاع کا محاصرہ

اس سلسلہ میں مختصر ذکر تیسرے باب میں ہو چکا ہے یہ محاصرہ پندرہ دن تک جاری رہا۔ یعنی یہودیوں کے اس قبیلہ کو شام میں ملک بدر کرنے سے پہلے حضورؐ پاک نے ان کے قلعوں کا محاصرہ کر لیا تھا.

۱۱۔ جنگ اُحد

جنگ احد کا ذکر تفصیل کے ساتھ دوسرے باب میں ہو چکا ہے۔

۱۲۔ حمرالاسد کی مہم

اس مہم کا ذکر دوسرے باب میں کیا جا چکا ہے جب آپؐ نے جنگ احد کے بعد قریش کا تعاقب کیا اور حمرالاسد میں چار روز پڑاؤ کیا۔

۱۳۔ بنو نضیر کا محاصرہ

اس کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ تیسرے باب میں کیا جا چکا ہے۔

۱۴۔ ذات الرقاع اور نخل کی مہم : اس مہم کا مختصر ذکر تیسرے باب میں کیا جا

Marfat.com

چکا ہے یہ وہی مہم ہے جس میں حضورؐ پاک نے مسلمانوں کو حکم دیا کہ جب دشمن کا خطرہ ہو تو ایک جماعت نماز ادا کرے تو دوسری دشمن کی طرف متوجہ ہو یا لڑے۔ اسی مہم کے دوران بنو محاریب کے ایک آدمی غورث نے حضورؐ پاک کو اکیلے دیکھ کر تلوار سے حملہ کرنا چاہا لیکن اس کو ایسی کپکپاہٹ شروع ہوئی کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی مدینہ میں آپ نے ابوذر غفاریؓ کو اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

۱۵۔ بدر کی آخری مہم

اس کو بدر کی تیسری مہم بھی کہتے ہیں اور اس کا ذکر بھی مختصر طور پہ دوسرے باب میں کر دیا گیا ہے۔ بدر کی پہلی مہم کرز بن جابر کے تعاقب میں تھی، دوسری حق و باطل کا بڑا معرکہ تھا۔ یعنی خود جنگ بدر اور قارئین کو یاد ہوگا کہ احد کا میدان چھوڑنے کے بعد ابوسفیان نے کہا تھا کہ اگلے سال انہی دنوں بدر میں پھر فائنل مقابلہ ہوگا حضورؐ نے فرمایا، منظور ہے۔ حضورؐ پاک حسب وعدہ اپنا لشکر تیار کر کے بدر کے مقام پر گئے۔ اور منافق عبداللہ بن ابی کے بیٹے کو جو پکا مسلمان تھا۔ اپنا جانشین بنا کر مدینہ چھوڑ گئے۔ آپ نے بدر میں آٹھ دن قیام فرمایا۔ ابوسفیان مکہ سے نکلا ضرور لیکن تھوڑا آگے آ کر مڑ گیا کہ قحط سالی ہے۔ مکہ والوں نے ابوسفیان کے لشکر کو غلہ یا اناج والی فوج کا نام دیا جس کو ہمارے فوجی لنگر والی فوج کہتے ہیں۔ بدر کے دوران حضورؐ پاک کی ملاقات کئی اور قبائل کے ساتھ بھی ہوئی اور مسلمانوں کا رعب پورے علاقہ پر چھا گیا

۱۶۔ دومتہ الجندل کی مہم: بدر کی آخری لڑائی سے واپسی کے بعد حضورؐ پاک

Marfat.com

چند دن مدینہ میں ٹھہرے۔ پھر نئے سال یعنی ۵ ہجری میں دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوئے
یہ ربیع اوّل کا مہینہ تھا اور آپ نے حضرت سباعؓ بن عرفت غفاری کو مدینہ میں اپنا نائب
مقرر فرمایا۔ لیکن اب منزلِ مقصود تک نہ پہنچ سکے اور راستہ سے واپس آگئے۔ ابنِ
اسحٰق نے دومتہ الجندل کے بارے ایک اور مہم کا بھی ذکر کیا ہے جس میں سپہ سالار
حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف تھے۔ جس کا ذکر ہم آگے کریں گے۔ لیکن وہ کہانی بھی
نامکمل ہے۔ اگر یہ وہی دومتہ الجندل ہے جس پر مہم تبوک میں جناب خالدؓ بن ولید
نے شبخون مارا تھا۔ تو خیال ہے کہ شاید کوئی لشکر خالدؓ کے شبخون سے پہلے وہاں نہ
پہنچ سکا ہو۔ کیونکہ فاصلہ بہت زیادہ ہے اور یہ مقام عرب اور اردن کی سرحد کے نزدیک
ہے۔ البتہ ابنِ سعد اور واقدی کے لحاظ سے حضورؐ پاک دومتہ الجندل پہنچ گئے اور
کچھ دن وہاں رُکے بھی۔

۱۷ جنگِ خندق

مفصل ذکر تیسرے باب میں ہو چکا ہے

۱۸ بنو لیحان کی سرکوبی

چوتھے باب میں صلح حدیبیہ سے پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

۱۹ بنو قریظہ کا محاصرہ

اس کا ذکر بھی تفصیل کے ساتھ تیسرے باب میں ہو گیا ہے۔

۲۰ ذو قرد پر چڑھائی: چوتھے باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

Marfat.com

۲۱ بنو مصطلیق پر حملہ

چوتھے باب میں ذکر ہو چکا ہے۔

۲۲ صلح یا معاہدہ حدیبیہ

چوتھے باب میں اس کے فوجی پہلوؤں پر مکمل تبصرہ ہو چکا ہے۔

۲۳ جنگ خیبر

اس جنگ کے حالات تفصیل کے ساتھ چوتھے باب میں بیان کیے جا چکے ہیں۔

۲۴ ادائے عمرہ

اس کا مفصل ذکر پانچویں باب میں کیا جا چکا ہے۔ اس زمانے کے ایک مورخ لکھتے ہیں کہ پرانے زمانے کے مورخوں نے اس مذہبی کام کو بھی ایک جنگی مہم پتہ نہیں کیوں قرار دیا۔ بہرحال ہم یہ بحث کر چکے ہیں کہ سب مذہبی فریضے جہاد کی تیاری کے لیے ہوتے ہیں۔ اور دشمن کے ملک میں اپنے لوگوں کو لے جانا ایک جنگی مہم ہی ہوتی ہے۔

۲۵ فتح مکہ

چھٹے باب میں مفصل ذکر ہو چکا ہے

۲۶ جنگِ حنین

ساتویں باب میں ذکر آ چکا ہے

۲۷ **طائف کا محاصرہ** : یہ بھی ساتویں باب میں مذکور ہے۔

۲۸ **تبوک کی مہم** : آٹھویں اور آخری باب میں ذکر آ چکا ہے۔

Marfat.com

یہاں تک ہم نے اٹھائیس مہموں کا ذکر کیا ہے جن میں حضورؐ پاک نے خود سپہ سالاری کے فرائض بھی انجام دیئے اور کئی مہموں میں ایک دو ماہ سے زیادہ عرصہ آپ مدینہ سے باہر رہے۔ اگر اندازہ لگایا جائے تو آپ نے تقریباً مدنی زندگی کا نصف حصہ مدینہ سے باہر ہی گزارا۔ مورخین نے جو باقی فوجی کارروائیاں لکھی ہیں ان کا صحیح اندازہ لگانا مشکل ہے۔ جس کارروائی کے دوران کوئی جنگ نہ ہو سکی ہو یا کارروائی خالی فوجی مشق تھی یا دیکھ بھال کا کام تھا یا گھات لگائی اور دشمن پھندے میں نہ آیا تو ایسی کارروائیوں کی تفصیل بیان نہ کی گئی یا کوئی بڑا نتیجہ سامنے نہ آیا تو ایسی کارروائیاں آہستہ آہستہ ہماری تاریخ سے ختم ہوتی گئیں ہمارا مقصد یہ ثابت کرنا ہے کہ مسلمان ایک لمحہ بھی چین میں رہے بغیر کس طرح مستعد رہ کر جنگ کی تیاری یا جنگ میں شرکت کرتے رہے اس لیے پرانی تاریخوں کی چھان بین کے بعد ان دستوں کی جتنی کارروائیاں ہمارے سامنے آئی ہیں ان کا مختصر ذکر کیا جا رہا ہے۔ پرانے قبائل کا جو نقشہ ضمیمہ میں دیا گیا ہے وہ اس سلسلہ میں مددگار ہو سکتا ہے۔

۱۔ سیف البحر کی مہم

ماہ رمضان یکم ہجری میں ابوجہل دو یا تین سو کے ایک دستہ کے ساتھ بحیرہ قلزم کے ساحل کی دیکھ بھال کر رہا تھا یا مسلمانوں کے خلاف کسی چھاپہ کے لیے نکلا تھا چنانچہ حضورؐ پاک نے سیدنا امیر حمزہؓ کو تیس ۳۰ سواروں کے ساتھ بھیجا کہ ابوجہل کے کام میں رکاوٹ پیدا کی جائے۔ جناب امیرؓ ایک جگہ گھات لگا کر قریش پر جھپٹنے والے ہی تھے کہ ماجدی

Marfat.com

بن عمر جہنی نے جو طرفین کو جانتا تھا، بیچ بچاؤ کر کے صلح کرا دی اور ابوجہل واپس چلا گیا اسلامی لشکر جو ہیبانہ کے علاقے میں العیص تک گیا۔ اسلامی افواج کا پہلا علم جناب امیر حمزہؓ کو ہی عطا ہوا اور آپ چونکہ شاعر بھی تھے آپ نے اس کا ذکر اپنے ایک شعر میں بھی کیا۔

۲. رابعہ کی مہم

شوال یکم ہجری کو حضورؐ پاک نے اپنے چچیرے بھائی حضرت عبیدہؓ بن حارث کو ساٹھ ۶۰ یا اسّی سواروں کے ہمراہ مدینہ اور مکہ کے درمیان وادی رابعہ میں گشتی کارروائیوں کے لیے روانہ فرمایا۔ اس لشکر میں صرف مہاجرین تھے تاکہ ان کو زمین کی واقفیت ہو جائے یہ لشکر ثنیۃ المرا تک گیا اور قریش کے دو سو جوانوں پر مشتمل ایک دستے کے ساتھ جھڑپ ہو گئی۔ جس کا کمانڈر۔ عکرمہ بن ابوجہل یا ابوسفیان تھا۔ گو حضرت سعدؓ بن ابی وقاص نے ایک تیر حق کے راستے پر چلا دیا۔ لیکن حضورؐ پاک کی طرف سے ایسا کرنے کا حکم نہ تھا۔ اس لیے بعد میں ہاتھ روک دیئے گئے۔ المقدادؓ بن عمر اور عتبہؓ بن غزوان کفار میں شامل تھے۔ آنکھ بچا کر نکل آئے اور مسلمانوں کے ساتھ شامل ہو گئے۔ حضورؐ پاک نے حضرت عبیدہؓ کو مہم پر جانے سے پہلے یا واپسی پر انعام کے طور پر جھنڈا عطا فرمایا۔ اس کے بعد علم عطا کرنے کا دستور پکا ہو گیا۔ حضرت عبیدہؓ بدر کی جنگ میں زخموں کی تاب نہ لا کر شہید ہوئے اور صفرا کے قریب دفن ہیں۔ ایک دفعہ حضورؐ پاک اور صحابہؓ کا کسی مہم کے سلسلہ میں وہاں سے گزر ہوا اور وہاں کہیں قیام فرما رہے تھے کہ

Marfat.com

خوشبو کے ساتھ سارا ماحول مہک گیا۔ صحابہؓ نے عرض کی یا رسول اللہ ؐ یہ خوشبو کیسی ؟ آپؐ نے فرمایا حق کے معرکہ اوّل کا شہید اوّل آپ کو خوش آمدید کہتا ہے۔

۳ حرار کی مہم

ذیقعد یکم ہجری کو حضورؐ پاک نے حضرت سعدؓ بن ابی وقاص کو آٹھ سواروں کے ساتھ گشتی کارروائیوں کے لیے حرار تک بھیجا۔ قریش سے کوئی ٹکراؤ نہ ہوا۔ پھر آپ الجحفہ تک گئے اور وہاں سے واپس مدینہ آ گئے

۴ نخلہ کی جھڑپ

رجب دو ہجری میں حضورؐ پاک نے آٹھ مہاجرین کے ایک دستہ کے ساتھ اپنے پھوپھی زاد بھائی حضرت عبداللہ بن جحشؓ کو مکہ کی طرف روانہ کیا اور ایک خط دیا کہ دو دن کے سفر کے بعد کھولنا۔ جب خط کھولا تو لکھا تھا کہ مکہ اور طائف کے درمیان کے نخلستان میں جاؤ۔ وہاں چھپ کر رہو اور قریش کے قافلوں کی خبر حاصل کرو۔ یہ ایک مشکل کام تھا سفر لمبا تھا۔ ویسے چوٹی کے صحابہؓ دستہ میں شامل تھے۔ قریش کے ایک قافلہ کے ساتھ جھڑپ ہوئی جس میں دشمن کے سردار عمرو الحضرمی مارا گیا اور دو آدمی مسلمانوں کی قید میں آئے اور قافلے کا سامان بھی لوٹ لیا۔ رجب کی آخری تاریخ تھی۔ مسلمانوں کا خیال تھا کہ شعبان کا چاند نکل آیا ہے۔ رجب میں لڑائی کا دستور نہ تھا۔ اس لیے مؤرخین نے راویوں کے حوالے سے کافی چہ میگوئیاں کی ہیں۔ لیکن بات واضح ہے اس مہم میں حضرت سعدؓ بن ابی وقاص اور ایک اور صحابی کہیں الگ ہو گئے تھے اور حضورؐ پاک نے دشمن کو

Marfat.com

قیدی تب واپس کئے جب حضرت سعدؓ اور اُن کے ساتھی واپس مدینہ پہنچے اور قرآن پاک میں صاف آیات اتریں کہ جو کچھ کیا ٹھیک کیا۔ اہلِ کفر اس سے بڑھ کر مسلمانوں کو تکلیف دے رہے ہیں کہ ان کو اپنے گھروں سے نکال دیا۔ جنگ بدر میں ابو جہل نے اسی الحضرمی کے قصاص کے بہانہ سے لوگوں کو بھڑکا کر جنگ کو ناگزیر کر دیا تھا

۵ محمدؓ بن مسلمہ کا کعب بن اشرف پر حملہ

کعب بن اشرف کی اسلام دشمنی اور مسلمان مردوں اور عورتوں کی ہجو میں نظمیں لکھنا ایک لمبا مضمون ہے جو کبھی مکہ پہنچ جاتا تھا اور وہاں قریش کو بھڑکاتا اور کبھی واپس مدینہ آجاتا اور اپنی بستی میں فساد پھیلاتا۔ حضورؐ پاک نے ربیع الاوّل تین ہجری کو اس فتنہ کو ختم کرنے کے لیے عظیم انصار صحابی محمدؓ بن مسلمہ کیا تھ دو مجاہدوں کو اس کے گھر بھیجا۔ جنہوں نے نہایت ہوشیاری سے اس فتنہ کو ہمیشہ کے لیے ختم کر دیا جنگِ خندق کے نقشہ میں اس کے قلعہ کو بھی دکھایا گیا ہے۔

۶۔ زیدؓ بن حارث کا قردہ پر حملہ

یہ واقعہ جمادی الاوّل تین ہجری کا ہے جنگ بدر کے بعد قریش مدینہ کے راستے سے ملک شام کے ساتھ تجارت نہ کرسکتے تھے۔ انہوں نے عراق والا راستہ اختیار کیا۔ چنانچہ حضورؐ پاک نے سو صحابہ کے ساتھ حضرت زیدؓ کو بھیجا جنہوں نے قردہ کے مقام پر قریش کے ایک قافلہ پر چھاپہ مارا بہت سارا سامان ہاتھ لگا اور قافلہ کے

Marfat.com

رہنما فرات بن حیان کو گرفتار کر لیا۔

۷ قطن پر حملہ

(یکم محرم ۴ ہجری) تاریخ ابن سعد کے مطابق حضورؐ پاک کو خبر ملی کہ خویلد بن طلحہ اور سلمہ اپنی قوم کے علاوہ بنی اسد اور بنو خزیمہ کو بھی مسلمانوں کے خلاف جنگ پر ابھار رہے ہیں۔ حضورؐ پاک نے حضرت ابو سلمہ مخزومیؓ کی سرکردگی میں ڈیڑھ سو ۱۵۰ صحابہؓ کو بنو اسد کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ مسلمان لشکر نے اچانک حملہ کیا اور غیر معروف راستہ اختیار کیا اور قطن تک پہنچ گئے۔ تمام قبیلہ بدحواس ہو کر بھاگ کھڑا ہوا۔ آپ نے لشکر کو تین حصوں میں تقسیم کر کے دشمن کا تعاقب کیا اور کافی مال غنیمت ہاتھ لگا۔ جو آ کر دربار نبوت میں پیش کیا۔ آپ پہلے جنگ احد میں زخمی ہوئے تھے اس جنگ میں پھر زخمی ہوئے دونوں زخم مل کر جان لیوا ثابت ہوئے اور جمادی الثانی ۴ ہجری میں وفات پائی۔ بڑے عظیم صحابی تھے۔ حضورؐ نے لوگوں کو ان کے ماتم سے روک دیا کہ فرشتے ان پر اس وقت رحمت بھیج رہے ہیں۔ ام المومنین ام سلمہؓ کی مشہور روایت اور آپ کے ام المومنین بننے میں مددگار وہ دعا ہے جو آپ نے ابو سلمہؓ سے سنی تھی اور وہ یہ ہے "اے اللہ۔ میں تجھ سے اپنی مصیبت میں اجر کی امید رکھتا ہوں۔ اے اللہ تو مجھ کو اس کا نعم البدل عطا فرما۔

۸ عبد اللہؓ بن انیس کا ابن سفیان ہذلی کا قتل کرنا

(۵۔ محرم ۴ ہجری) حضرت عبد اللہؓ خود اس کہانی کے راوی ہیں کہ حضورؐ پاک نے

Marfat.com

ان کو بلایا اور حکم دیا کہ مکہ کے نزدیک وادی عرانہ میں جائیں اور وہاں پتہ کریں کہ خالد بن سفیان کیا ارادہ کر رہا ہے اگر تسلی ہو جائے کہ وہ مسلمانوں پر حملہ کی تیاری کر رہا ہے تو اس فتنہ کو ادھر ہی ختم کر دیں۔ فاصلہ بہت دور تھا کوئی ساتھی لیا بھی تو اس کو راستہ میں چھوڑنا پڑا دیسے جانے سے پہلے حضورؐ پاک سے پوچھا کہ خالد کا حلیہ کیسا ہے؟ آپؐ نے فرمایا۔ بالکل شکل شیطان ہے اس کو دیکھ کر کپکپاہٹ شروع ہو جاتی ہے اس چیز نے بڑی مدد کی ایک جگہ ایسا آدمی آپ نے عورتوں کے جھرمٹ میں دیکھا اور تسلی کی کہ وہ خالد ہے پھر اس کے ساتھ دوستی بنائی خوب گپ لگائی اور خالد نے ارادہ بھی بتا دیا کہ وہ تیار ہو رہا ہے آپ نے موقع پا کر اس پر تلوار کا وار کیا اور سر کاٹ کر مدینہ پہنچ گئے حضورؐ بڑے خوش ہوئے اور ایک عصا انعام دیا آپ نے وصیت کی کہ مرنے کے بعد یہ عصا ان کے کفن میں شامل کیا جائے۔ خالد بن سفیان کے قتل کے بعد ان کا قبیلہ سہم گیا اور وہ مسلمانوں پر کسی حملہ میں شریک نہ ہوئے۔

۹ بیر معونہ کی عظیم قربانی

(صفر ۴ ہجری) ابو براہ کلابی کی درخواست پر حضورؐ پاک نے ستر صحابہ کو بیر معونہ بھیجا کہ ارد گرد کے علاقہ میں اسلام پھیلائیں۔ حضورؐ پاک کو خطرہ تھا کہ وہاں کوئی دھوکا نہ ہو اس لیے اتنی بڑی جماعت بھیجی لیکن ساتھ ہی ابو براہ پر بھروسہ بھی کیا ان صحابہؓ نے آگے عامر بن طفیل کے پاس حضورؐ پاک کا خط بھیجا۔ اس دشمن خدا نے قاصد کو شہید کر دیا اور آس پاس کے قبائل عصیتہ رعل۔ ذکوان کو اکٹھا کیا اور دھوکے کے ساتھ سارے

Marfat.com

صحابہ کرامؓ کو گھیرے میں لے لیا. صحابہؓ نے بڑی دلیری سے مقابلہ کیا اور جہاں وہ موجود تھے ان میں کعبؓ بن زید کو چھوڑ کر سب کو شہید کر دیا گیا اور کعبؓ بھی شہیدوں کے نیچے دب گئے تھے اور بعد میں وہاں سے اُٹھ کر مدینہ پہنچے عمروؓ بن اُمیہ باہر اونٹوں کے ساتھ تھے یا ان کو چھوڑ دیا گیا تھا. بہرحال انہوں نے بھی راستہ میں اس قبیلے کے دو آدمی قتل کر کے دل ٹھنڈا کیا, لیکن ان دونوں کو حضورؐ پاک امان دے چکے تھے اس لیے ان کا خون بہا ادا کرنا پڑا. جنگ احد کے بعد یہ عظیم قربانی تھی جس کا بدلہ مسلمان لشکری آنے والے سالوں میں لیتے رہے. بیر معونہ کا مختصر ذکر تیسرے باب میں موجود ہے.

۱۰ الرجی یا رجیع کے شہدا

(صفر یا ربیع الاوّل چار ہجری) قبیلہ عضل اور قارہ کی گذارش پر حضورؐ پاک نے بعض روایات کے مطابق سات اور بعض کے مطابق دس صحابہؓ کو رجیع کے علاقے میں ان قبائل کو اسلام سکھلانے کے لیے بھیجا. حضرت عاصمؓ یا حضرت مرثدؓ کمانڈر تھے. ان صحابہؓ کے ساتھ دھوکا ہوا. جب وہ رجیع کے مقام پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے وسط میں ہے تو بنو لحیان کے دو سو لشکر نے ان پر حملہ کر دیا. باقی تو شہید ہو گئے. لیکن حضرت خبیبؓ اور زیدؓ کفار کی باتوں میں آ گئے اور اپنے آپ کو گرفتاری کے لیے پیش کر دیا ان اللہ کے دشمنوں نے دونوں کو قریش مکہ کے ہاتھ بیچ دیا. جنہوں نے اپنے احد کے مقتولوں کی بجائے ان صحابہؓ کو پھانسی دے دی. یہ بڑا دلخراش واقعہ ہے لیکن جس طرح ان دونوں صحابہؓ نے اپنی جانِ عزیز اللہ کو

Marfat.com

پیش کی اور حضورؐ پاک کے ساتھ جو وفاداری دکھائی وہ ہماری تاریخ میں سنہری لفظوں کے ساتھ لکھی ہوئی ہے ان کی اس وفاداری کو دیکھ کر کئی لوگ اسلام کی طرف مائل ہو گئے۔

۱۱ قرطا کی مہم

(۱۰ محرم ۶ ہجری) حضورؐ پاک نے اس مہم پر حضرت محمدؓ بن مسلم کو تیس۳۰ سواروں پر امیر بنا کر بھیجا اور قرطا کی طرف روانہ کیا جو مدینہ سے سات منزل پر واقع ہے آپ لوگ رات کو چلتے اور دن کو چھپ جاتے کیونکہ مسلمانوں کے قتل کے بدلہ کے لیے ان پر اچانک چھاپہ مارنا تھا۔ اس میں محمدؓ بن مسلم کامیاب ہوئے۔ کفار کا بہت نقصان ہوا اور مسلمانوں کے ہاتھ کافی مال غنیمت لگا۔ (ابن سعد)

۱۲ بنو اسد کی سرکوبی

(ربیع الاوّل ۶ ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت عکاشہؓ بن محسن کو چالیس سواروں کے ساتھ غمر کے مقام پر بنو اسد کی سرکوبی کے لیے بھیجا یہ جگہ مکہ کے راستے پر فید نامی قلعہ سے ہٹ کر دو منزل پر واقع ہے جب مسلمان ادھر پہنچے تو بنو اسد تو تتر بتر ہو گئے البتہ ان کے دو سو اونٹ مسلمانوں کے ہاتھ لگ گئے جن کو ہانک کر مسلمان مدینہ لے آئے۔ (ابن سعد)

۱۳ ذی القصہ کی مہم

(ربیع الثانی چھ ہجری) حضورؐ پاک نے محمدؓ بن مسلمہ کو دس مجاہدین کے ساتھ بنی ثعلبہ اور بنی غوال کے علاقہ میں القصہ کے مقام تک ایک حربی مظاہرہ کرنے کے لیے

Marfat.com

بھیجا۔ ان قبائل کے لوگ پہاڑوں میں چلے گئے۔ مسلمان کچھ بے فکر ہو گئے اور ایک دن جب سو رہے تھے تو دشمن نے ان پر شبخون مارا۔ تقریباً سب صحابہؓ شہید ہو گئے صرف محمدؓ بن مسلمہ بچ گئے جو شدید زخمی تھے اور ان کو بھی کوئی مسافر مسلمان جو ادھر سے گزرا اٹھا کر لے آیا۔ (ابن سعد)

۱۴ بنو ثعلبہ کی سرکوبی

(ربیع الثانی چھ ہجری) اوپر والے حالات کی خبر سن کر حضورؐ پاک نے حضرت ابو عبیدہؓ بن جراح کو چالیس سواروں کے ساتھ بنو ثعلبہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ آپ رات کے اندھیرے میں بنو ثعلبہ کے مرکز ذی القصہ تک پہنچ گئے اور صبح سویرے حملہ کر دیا۔ قبیلہ کا کافی نقصان ہوا۔ ایک رئیس نے اسلام قبول کیا۔ کچھ پہاڑوں میں تتر بتر ہو گئے۔ کافی مال غنیمت حاصل ہوا۔ (ابن سعد)

۱۵ جموم کی مہم

(ربیع الثانی چھ ہجری) حضورؐ پاک نے زیدؓ بن حارث کو ایک دستہ کے ساتھ جموم کے مقام پر روانہ کیا۔ یہ جگہ مدینہ کے نزدیک ہی ہے اور یہاں پر بنو سلیم کے قبیلہ کے علاقہ میں ایک حربی مظاہرہ بھی کیا اور چھاپہ بھی مارا کیونکہ یہ لوگ بھی جنگ خندق میں دشمن کے ساتھ تھے۔ (ابن سعد)

۱۶ عیص پر چھاپہ

(جمادی الاول چھ ہجری) اب مسلمان بہت مستعد تھے پتہ چلا کہ عراق والے راستے

Marfat.com

قریش کا ایک تجارتی قافلہ شام سے واپس آرہا تھا۔ حضورؐ پاک نے زیدؓ بن حارث کو ستر سواروں کے ساتھ بھیجا جنہوں نے عیص کے مقام پر قافلہ پر چھاپہ مارا اور تمام قافلہ کو گرفتار کر لیا اور ان کے سامان پر قبضہ کر لیا۔ سامان میں چاندی کا بڑا ذخیرہ بھی تھا جو صفوان بن امیہ کی ملکیت تھی۔ قیدیوں میں حضورؐ پاک کے داماد ابوالعاص بھی تھے جو اس کے بعد اسلام لے آئے۔ (ابن سعد)

۱۷ طرف کی مہم

(جمادی الثانی چھ ہجری)۔ بنو ثعلبہ قابو نہیں آرہے تھے۔ حضورؐ پاک نے زیدؓ بن حارث کو پندرہ مجاہدوں کے ساتھ پھر بھیجا کہ طرف کے مقام پر اچانک چھاپہ مار دیکن بنو ثعلبہ پھر تتر بتر ہو گئے گو مالِ غنیمت کافی ہاتھ لگا۔ (ابن سعد)

۱۸ وادی القریٰ کی مہم

(رجب چھ ہجری) حضورؐ پاک نے بارہ مجاہدین کو حضرت زیدؓ بن حارث کی کمانڈ میں بنو فزارہ کے علاقہ وادی القریٰ میں ایک حربی مظاہرہ کے لیے روانہ کیا۔ لیکن کفار نے گھات لگا کر متعدد صحابہؓ کو شہید کر دیا۔ حضرت زیدؓ اور دو صحابہ زخمی حالت میں بڑی مشکل کے ساتھ مدینہ پہنچ سکے۔ (ابن سعد)

۱۹ دومتہ الجندل

(رجب چھ ہجری) دومتہ الجندل کی ایک مہم کا ذکر مضمون کے شروع میں نمبر شمار سولہ پر بھی ہو چکا ہے کہ حضورؐ پاک خود بھی وہاں تک گئے یا راستے سے واپس

Marfat.com

آ گئے یہ ربیع الاوّل پانچ ہجری کا واقعہ ہے۔ دومتہ الجندل چھ ہجری کی مہم کو ابن اسحٰق نے حضرت عبداللہؓ بن عمرؓ کی روایت سے لکھا ہے کہ حضورؐ پاک نے متعدد عظیم صحابہؓ کے سامنے دومتہ الجندل کی مہم کے لیے حضرت عبدالرحمٰنؓ بن عوف کو تیاری کا حکم دیا کہ وہ مدینہ سے دومتہ الجندل تک جائیں اور جو اللہ پر یقین نہیں کرتا۔ اس کو قتل کرتے جائیں۔ اس کے علاوہ متعدد ہدایات بھی دیں۔ اس سے آگے ابن اسحٰق خاموش ہے اور ان کے شاگرد ابن ہشام صرف یہ لکھتے ہیں کہ پھر جناب عبدالرحمٰنؓ اس مہم میں تشریف لے گئے۔ ابن سعد البتہ ان سب باتوں کے علاوہ یہ بھی لکھتے ہیں کہ حضورؐ پاک نے عبدالرحمٰنؓ کو یہ بھی فرمایا کہ اگر وہاں کا حاکم اسلام لے آیا تو اس کی بیٹی سے نکاح کر لینا اور پھر سات سو مجاہدین کے ساتھ آپ دومتہ الجندل تک تشریف لے گئے اور وہاں کے رئیس اصبغ نے اسلام قبول کیا اور اس کی بیٹی سے آپ نے نکاح کیا اور آپ کا لڑکا ابو سلمہؓ انہی کے بطن سے تھا۔ یہ سب کچھ پڑھنے کے بعد ساری بات ماننا پڑتی ہے۔ لیکن اس کے تین سال بعد حضورؐ پاک جب تبوک کی مہم پر گئے تو وہاں سے خالدؓ بن ولید کو چند سواروں کے ساتھ دومتہ الجندل بھیجا تو وہاں کا حکمران اکیدر تھا۔ جس کو آپ پکڑ کر بھی لائے گو ابن اسحٰق خالدؓ کے سلسلہ میں نام صرف دومتہ لکھتا ہے اور جندل کا نام نہیں لکھتا۔ لیکن فاصلہ کی وجہ سے سب مورخین نے دُومہ کو دومتہ الجندل ہی کہا ہے کہ وہی جگہ تبوک کے نزدیک ہے۔ ممکن ہے دُومہ اور دومتہ الجندل اس علاقے میں دو مختلف مقامات ہوں۔ بہر حال حضرت عبدالرحمٰنؓ کی مہم ضرور گئی اور شادی اور اولاد اس سلسلہ کا

Marfat.com

بڑا ثبوت ہے کہاں تک یہ مہم گئی وہ بھی ظاہر ہے کہ دومتہ الجندل کا علاقہ ضرور تھا۔ مقام دو ہو سکتے ہیں۔

۲۰ فدک پر چھاپہ

(شعبان ۶ ہجری) حضورؐ پاک کو خبر ملی کہ قبیلہ بنو سعد بن بکر فدک کے نزدیک یہودیوں کے ساتھ گٹھ جوڑ کرنے کے لیے ایک لشکر جمع کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ آپ نے حضرت علیؓ کو بنو سعد کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا جنہوں نے چھاپہ مار کر ان کو منتشر کر دیا اور متعدد اونٹ اور بکریاں مال غنیمت کے طور پر مدینہ لائے

(ابن سعد)

۲۱ وادی القریٰ کی دوسری مہم

روایت ہے کہ حضرت زیدؓ بن حارث جب ایک تجارتی قافلہ کے ساتھ شام سے واپس آ رہے تھے اور بہت سارا سامان آپ کے پاس تھا تو وادی القریٰ میں قبیلہ فزارہ کی راہزن و غارت پیشہ جماعت بنی بدر نے تمام سامان لوٹ لیا اور حضرت زیدؓ بڑی مشکل سے مدینہ پہنچے۔ حضورؐ پاک نے مدینہ سے ایک لشکر اس علاقے میں پھر بھیجا جس نے سارے علاقے کو تاخت و تاراج کیا۔ جہاں دشمن کو کافی جانی نقصان اٹھانا پڑا۔ بلکہ اس قبیلہ کی مشہور بوڑھی عورت اُم قرفہ جو مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھی وہ بھی قتل ہوئی اور اس کی بیٹی مسلمانوں کے ہاتھ آئی۔ متعدد اور لوگ قیدی ہوئے اپنا سامان مسلمانوں نے واپس لے لیا اور بنو فزارہ کا فساد دھیما پڑ گیا بعض

Marfat.com

مورخین نے اس مہم کو سریہ اُم قرفہ کا نام دیا ہے۔ ابن اسحٰق نے سارے واقعہ کو تفصیل سے لکھا ہے اور ان کے حساب سے دوبارہ بھی لشکر کی کمانڈ حضرت زیدؓ بن حارث کے ہاتھ تھی۔ لیکن "رحمۃ للعالمین" کے مولف کا تجزیہ ہے کہ چونکہ جناب صدیق اکبرؓ بھی ساتھ تھے اس لیے کمانڈر بھی وہی تھے۔ (واللہ اعلم)

۲۲ خیبر پر پہلا چھاپہ

(شوال چھ ہجری) حضورؐ پاک کو خبر ملی کہ خیبر کے یہودی بنی غطفان کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ کرنا چاہتے ہیں۔ حضورؐ پاک نے تحقیق کے لیے جناب عبداللہؓ بن رواحہ کو تیس سواروں کے ساتھ خیبر بھیجا۔ وہاں یہودیوں کے رئیس اُسیر یا عُسیار کے ساتھ بات چیت ہوئی اور یہودیوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ اس پر فیصلہ ہوا کہ اُسیر تدنہ چل کر حضورؐ پاک کے سامنے وعدہ کرے کہ وہ کوئی شرارت نہ کریں گے۔ اُسیر راضی ہو گیا اور تیس آدمی اپنے ہمراہ لے کر وہ مسلمانوں کے ساتھ چل پڑا۔ راستہ میں ان کی نیت خراب ہو گئی اور اپنے لوگوں کو مسلمانوں پر حملہ کرنے کے لیے کوئی اشارہ کیا۔ مسلمان چوکنے تھے انہوں نے اُسیر اور اس کے متعدد ساتھیوں کو قتل کر دیا اور خیریت سے مدینہ پہنچ گئے۔ (تفصیل کے لیے ابن سعد کی تاریخ سے بھی مدد لی گئی)

۲۳ خیبر پر دوسرا چھاپہ

انہی دنوں مسلمانوں نے خیبر پر دوسرا چھاپہ مارا جس میں اختلاف ہے کہ کمانڈر عبداللہؓ بن عتیق تھے یا عبداللہ بن رواحہ اس چھاپہ میں ایک اور اسلام دشمن یہودی

Marfat.com

رفیع بن ابو لحقائق کو قتل کر دیا گیا۔ یہ بھی اختلاف ہے کہ ان دونوں چھاپوں میں پہلے کون سا چھاپہ تھا اور دوسرا کون سا۔

۲۴ کرزؓ بن جابر کی مہم

(شوال چھ ہجری) قبیلہ قیس کے کسی چھوٹے قبیلہ عرنیہ کے کچھ لوگ جو بجیلہ یا بجلس کے رہنے والے تھے۔ حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لے آئے۔ وہ بیمار بھی تھے کہ ان کی تلی بڑھی ہوئی تھی حضورؐ نے ان کو چراگاہ بھیج دیا کہ آپ کی اونٹنیوں کا دودھ پییں۔ بلکہ یہ بھی روایت ہے کہ حکم دیا کہ اونٹنیوں کا پیشاب بھی استعمال کریں۔ اس سلسلہ میں دو سال ہوئے۔ ہماری اخباروں میں بھی بحث ہو چکی ہے کہ پیشاب پینے کا حکم تھا یا پیشاب بدن پر لگانے کا حکم تھا۔ واللہ اعلم بہر حال یہ لوگ جلد ٹھیک ہو گئے اور کچھ دن بعد حضورؐ پاک کے چرواہے یاسرؓ کو شہید کر کے اور اونٹ بھگا کر لے جا رہے تھے کہ حضورؐ کو خبر ہو گئی تو آپؐ نے کرزؓ بن جابر کو بیس سواروں کے ساتھ ان کو پکڑنے کے لیے روانہ کیا آپ مشہور شاہسوار تھے اور ان کو پکڑ لائے اور اونٹ بھی واپس لے آئے۔ آپ کو اس سلسلہ میں لمبا تعاقب کرنا پڑا اور لڑائی بھی۔ آپ دو ہجری میں مسلمان ہوئے تھے کہ اسلام سے پہلے آپ نے مدینہ پر ایک چھاپہ مارنے کی کوشش کی جس میں بری طرح ناکامیاب ہوئے اور مسلمانوں سے اتنے متاثر ہوئے کہ چند ماہ بعد اسلام لے آئے۔ آپ کے پہلے چھاپہ کا ذکر پہلے باب میں ہے۔ آپ فتح مکہ والے روز شہید ہوئے۔ اس واقعہ کو عدنیین کی

Marfat.com

مہم بھی کہتے ہیں۔

۲۵ بنی سلیم کا ظلم

ساتویں ہجری کے شروع میں حضورؐ پاک نے حضرت ابی العوجاؓ کے ماتحت پچاس آدمیوں کے ایک دستہ کو بنی سلیم کے پاس اسلام کی دعوت دینے کے لیے بھیجا۔ اس قبیلہ کے لوگوں نے مسلمانوں کے ساتھ لڑائی شروع کر دی اور سردار لشکر کو چھوڑ کر سب لوگ شہید ہو گئے۔ مسلمان بڑی بہادری سے لڑے اور سردار لشکر کو بھی اس قبیلہ نے شاید اس لیے چھوڑ دیا کہ مسلمانوں کو ڈر لگے کہ وہ پھر ادھر کا رخ نہ کریں۔ لیکن ان شہیدوں کی شہادت کا قبائل پر بہت اثر ہوا اور کئی لوگ خود بخود اسلام لے آئے۔ (ابن سعد)

۲۶ کدید پر حملہ

(صفر سات ہجری) اس مہم پر حضورؐ پاک نے حضرت غالبؓ بن عبداللہ کلبی کو بھیجا کہ بنی الملاوح کے قبیلہ پر جو کدید (القدید) میں رہتے ہیں ایک چھاپہ مارا جائے۔ اس قبیلہ کا ایک سردار حارث تو مسلمانوں کے ہاتھ پہلے ہی لگ گیا اور اسی کو گرفتار کر لیا آگے ایک صحابی حضرت جندبؓ کا بیان ہے کہ ان کو دیکھ بھال کرنے کے لیے بھیجا گیا تاکہ رات کو شبخون مارنے کے لیے سورج غروب ہونے سے پہلے محل وقوع کی دیکھ بھال ہو جائے۔ وہ گئے اور ایک ٹیلہ پر لیٹ گئے۔ دشمن کو کچھ شک پڑا اور انہوں نے کچھ تیر ان کی سمت میں چلائے۔ ایک تیر ان کو لگ بھی گیا لیکن انہوں نے کوئی حرکت نہ کی کہ دشمن چوکنا نہ ہو جائے۔ پھر رات کو سب دستہ اکٹھا ہوا اور پو پھٹنے سے تھوڑی دیر پہلے اس قبیلہ پر

Marfat.com

چل پڑے۔ کچھ کو قتل کیا اور کچھ کو زخمی اور ان کے مال مویشی ہانک کر چل پڑے۔ قبیلہ والوں نے بعد میں اکٹھا ہو کر ان کا تعاقب شروع کیا۔ اللہ کی قدرت کہ اسی وقت کہیں بارش ہوئی اور ایک نالہ کو مسلمان جب پار کر چکے تھے تو بعد میں اس میں طغیانی کا پانی آگیا اور قبیلہ الملاوح کے لوگ نالہ پار نہ کر سکے اور حیران و پریشان دوسری طرف کھڑے ہو گئے۔ اس بات کا اُن پر کچھ ایسا اثر ہوا کہ وہ لوگ بھی آہستہ آہستہ اسلام کی آغوش میں آنے شروع ہو گئے۔

۲۷ حیسی اور جودھم کے علاقے کی مہم

(جمادی الثانی سات ہجری) مورخین نے خاص کر ابن اسحٰق نے اس مہم کو بہت تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے۔ جودھم قبیلہ کے کافی لوگ رفاعؓ بن ضیا جودھی کی تبلیغ پر اسلام لے آئے تھے اور کلبی قبیلہ کے لوگ بھی جن میں ضیاؓ بن خلیفہ کلبی بھی تھا جس کو حضورؐ پاک نے قیصر (ہرقل) کے پاس قاصد بنا کر بھیجا تھا اور ضیاؓ جب واپس آرہے تھے تو نزدیک کے ایک قبیلہ حیسی کے سردار ہیند نے ان کو لوٹ لیا۔ رفاعؓ بن ضیا نے یہ سامان وغیرہ تو واپس لے لیا لیکن قبائل میں پھوٹ پڑ گئی اور جگہ جگہ آگ کے شعلے بھڑک اُٹھے۔ حضورؐ پاک نے زیدؓ بن حارث کو پانچ سو مجاہدین کے ساتھ اس علاقے میں روانہ کیا۔ مسلم اور غیر مسلم میں تفریق کرنا مشکل ہو گئی تھی۔ حضرت زیدؓ نے حالات کو سنبھالنے کی کافی کوشش کی پھر بھی کچھ لوگ شکایت لے کر حضورؐ پاک کے پاس مدینہ پہنچ گئے اور حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو بھیج کر معاملات کو ٹھیک کرایا مسلمانوں

Marfat.com

کو اس مہم سے بہت فائدہ ہوا۔ مال غنیمت بھی کافی ہاتھ آیا۔ کافی لوگ مسلمان ہوئے اور اسلام کا پھیلاؤ ہر قبیلہ کو اپنی لپیٹ میں لینے لگ گیا۔

۲۸ طربہ یا تربہ کی مہم

(جمادی الثانی سات ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت عمرؓ کو تیس مجاہدوں کے ساتھ بنو ہوازن کے علاقہ طربہ میں بھیجا۔ وہاں کے قبائل مسلمانوں کی آمد سن کر بھاگ گئے۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ایک حربی مظاہرہ تھا۔ (ابن سعد)

۲۹ بنو کلاب کی سرکوبی

(شعبان سات ہجری) حضورؐ پاک نے ایک دستہ کے ساتھ جناب صدیق اکبرؓ کو بنو کلاب کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ مشہور صحابی سلمہؓ بن اکوع بھی آپ کے ہمراہ تھے آپ نے دشمن کے علاقہ پر دھاوا بولا۔ بنو کلب کچھ قتل ہوئے اور کچھ قیدی اور اس کے بعد امن کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا۔ (ابن سعد)

۳۰ خربہ کی مہم

(رمضان سات ہجری) حضورؐ پاک نے جہینہ کے علاقے میں ایک لشکر حضرت اسامہؓ بن زید کی سرداری میں بھیجا۔ حضرت اسامہؓ نے وہاں پہنچ کر ان لوگوں کو خوب سمجھایا کہ اطاعت کریں لیکن وہ لوگ جنگ پر تیار ہو گئے۔ مسلمانوں نے منظم طریقے پر حملہ کیا تو وہ بھاگ نکلے۔ تعاقب کے دوران حضرت اسامہؓ جب ایک آدمی پر وار کرنے لگے تو اس نے کلمہ پڑھ لیا۔ آپ وار نہ روک سکے اور سمجھا کہ جان بچانے

Marfat.com

کا بہانہ کر رہا ہے۔ واپسی پر حضورؐ پاک کو جب اس بات سے آگاہ کیا گیا تو آپ نے فرمایا کہ دلوں کا حال اللہ کو معلوم ہے۔ زبان سے جس کے کلمہ نکل جائے اس پر وار مت کرو خواہ وہ جان بچانے کے لیے ہی کر رہا ہو۔ حضرت اسامہؓ اس غلطی پر ساری عمر افسوس کرتے رہے اور اس وقت بھی حضورؐ کے سامنے بار بار بخشش کی عرض کرتے اور کہتے۔ کاش! میں آج مسلمان ہوا ہوتا کہ یہ گناہ خود بخود معاف ہو جاتا۔ یہ بات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمارے قرونِ اولیٰ کے مسلمان اپنی بے جا غلطیوں پر بھی کس طرح نادم ہوتے تھے (ابنِ سعد)

ابنِ اسحٰق کے لحاظ سے سردار لشکر غالبؓ بن عبداللہ تھے۔

۳۱ بنو مرہ کی سرکوبی

(شوال سات ہجری) حضورؐ پاک کو خبر ملی کہ بنو مرہ کے قبائل فدک کے مقام پر اکٹھے ہو رہے ہیں اور خیبر کے علاقہ میں کچھ لوٹ مار مچانا چاہتے ہیں۔ حضورؐ پاک نے ان کی سرکوبی کے لیے حضرت بشیرؓ بن سعد کو تیس مجاہدوں کے ساتھ بھیجا اور لڑائی ہوئی جس میں کچھ کفار گرفتار ہوئے اور کچھ قتل۔ کافی مالِ غنیمت بھی مسلمانوں کو ہاتھ لگا خود حضرت بشیرؓ بھی زخمی ہوئے۔

۳۲ حضرت بشیرؓ بن سعد کی دوسری مہم

اُوپر والے واقعے کے کچھ دن بعد خبر ملی کہ غطفان اور حیان قبیلہ کے لوگ عینیہ بن حصن فزاری کے ساتھ مل کر مسلمانوں پر حملہ آور ہونا چاہتے ہیں حضورؐ پاک نے بشیرؓ بن

Marfat.com

سعد کو تین سو مجاہدوں کے ساتھ بھیجا کہ باری باری ہر قبائل کے علاقہ پر چھاپہ مار کر آگے بڑھتے جاؤ۔ مسلمانوں نے جگہ جگہ زوردار حملے کر کے ادھم مچادیا اور قبائل منتشر ہو گئے۔ ابن اسحٰق نے ان دونوں واقعات کا نام لکھا ہے تفصیل نہیں لکھی ابن سعد وغیرہ اور دوسروں سے یہ کچھ تفصیل ملی ہے۔

۳۳ ذاتِ عرق کی مہم

(ربیع الاوّل آٹھ ہجری) ایک سال پہلے قبیلہ ہوازن طربہ کے مقام پر اکٹھے ہو رہے تھے جن کو حضرت عمرؓ نے تتر بتر کیا۔ اب وہ لوگ السی بیارسی کے مقام پر علاقہ ذاتِ عرق میں اکٹھے ہو رہے تھے۔ حضورؐ پاک نے حضرت شجاعؓ بن وہب کو چوبیس مجاہدوں کے ساتھ ان کی سرکوبی کے لیے بھیجا آپ چھپ چھپ کر آگے بڑھتے رہے اور اچانک دشمن پر حملہ آور ہوئے۔ بے حساب مال غنیمت مسلمانوں کے ہاتھ لگا اور لوگ پھر تتر بتر ہو گئے۔ (ابن سعد)

۳۴ ذاتِ اطلاع کی قربانی

(ربیع الاوّل آٹھ ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت کعبؓ بن عمیر غفاری کے ماتحت پندرہ آدمیوں کے ایک دستہ کو وادی القرہ میں ذاتِ اطلاع کے علاقہ میں تبلیغ اسلام کے لیے بھیجا۔ یہ علاقہ فلسطین کی سرحد کے نزدیک ہے اور کافی لمبا سفر تھا وہاں کے لوگوں پر ابھی اسلام کا رعب نہ پڑا تھا انہوں نے حملہ کر کے سب صحابہ کو شہید کر دیا۔ صرف ایک صحابیؓ زندہ بچے جنہوں نے واپس آکر اطلاع دی (ابنِ سعد)

Marfat.com

ایسے سب واقعات لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ اسلام ایسے نہیں پھیلا۔ بڑی قربانی دینا پڑی تھی۔

۳۵ جنگِ موتہ

(جمادی الاول آٹھ ہجری) پرانے زمانے کے مؤرخین نے اس جنگ کو بہت تفصیل سے بیان کیا ہے جس کا ذکر پانچویں باب میں ہو چکا ہے۔ لیکن کسی راوی یا مورخ نے یہ نہیں لکھا کہ حضورؐ پاک نے عبداللہؓ بن رواحہ یا جعفرؓ طیار پر حضرت زیدؓ کو کیوں ترجیح دی اس زمانے کے دانشوروں کا یہ تجزیہ کہ زیدؓ آزاد کردہ غلام تھے اور یہ تھا وہ تھا بڑا عجیب نظر آتا ہے۔ خاص کر اب تک جن مہمات کا ذکر ہو چکا ہے ان سب میں زیادہ مہمات کی کمانڈ کا شرف جناب زیدؓ کو ہی ملا ہے تو پھر کمانڈر پر اعتراض والی بات عجیب ہے مسلمان تو سمعنا و اطعنا تھے۔ یعنی حضورؐ پاک کا حکم بسرو چشم تسلیم کئے بغیر دوسری بات جانتے بھی نہ تھے۔

۳۶ ذات السلاسل کی مہم

(جمادی الآخر آٹھ ہجری) حضورؐ پاک نے تین سو کے ایک دستہ کے ساتھ حضرت عمرؓ بن العاص کو ذوالسلاسل کے علاقے تک بھیجا کہ راستے میں لوگوں کو اسلام کی دعوت بھی دیتے جانا اور ایک حربی مظاہرہ بھی ہو گا۔ ابن العاصؓ جب جودھم کے علاقے میں پہنچے تو فکرمند ہو گئے کہ ان کے پاس نفری کم ہے اور اتنے دور دراز علاقہ میں وہ دشمن کے نرغے میں بھی آسکتے ہیں۔ اس لیے حضورؐ پاک سے کمک کی درخواست بھی کی۔ حضورؐ پاک نے جناب ابو عبیدہؓ بن جراح کو بھیجا۔ دو سو مجاہد تھے جن میں جناب

Marfat.com

صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ بھی شامل تھے۔ ساتھ ہی حضورؐ پاک نے فرمادیا کہ آپس میں جھگڑا نہ کرنا۔ حضرت ابوعبیدہؓ کو یہ خیال تھا کہ وہ جاکر کمانڈ سنبھال لیں گے اور حیا کے باعث چلتے وقت حضورؐ پاک سے کچھ سوال وغیرہ نہ پوچھا لیکن وہاں جب پہنچے تو عمرؓ بن عاصؓ نے کہا کہ وہ کمانڈر ہیں اور آپ لوگ کمک کے طور پر آئے ہیں۔ حضرت ابوعبیدؓ کو حضورؐ پاک کی نصیحت یاد آگئی اور مسکرا دیئے اور عمرؓ بن عاص کو کمانڈر تسلیم کر لیا۔

اس مہم کے دوران ایک عیسائی جو انہی دنوں اسلام لایا تھا اور نام سرجیس تھا بڑا کام آیا اور مشکل راستوں پر اسلامی لشکر کے گائیڈ کا کام کیا۔ اسلام سے پہلے یہ آدمی ریگستان کے علاقہ میں رہتا تھا اور اکا دکا یا کمزور لوگوں پر ڈاکے ڈالتا تھا۔ اور اسی پر اس کا گذارہ تھا۔ وہاں پانی نہ ہونے کی وجہ سے کوئی آبادی نہ تھی۔ یہ آدمی شتر مرغ کے انڈوں کے خول اکٹھے کر کے ان میں پانی بھر کر ان کو ریت میں دبا دیتا تھا اور نشانیاں لگا چھوڑتا تھا۔ یہ پانی یہ دور دور نخلستانوں وغیرہ سے لے آتا تھا یا بارش کبھی ہوئی تو اکٹھا کر لیتا تھا اور اس طرح ریگستان میں گزارہ کر لیتا تھا۔ یہ آدمی اس مہم کے دوران جناب صدیق اکبرؓ اور فاروق اعظمؓ سے بڑا متاثر ہوا۔ خاص کر صدیق اکبرؓ کی رفاقت میں ہر وقت رہتا تھا۔ اس نے ان دونوں عظیم صحابہؓ سے بہت کچھ سیکھا اور اس سلسلہ میں اس نے مفصل باتیں کہی ہیں۔ جو از خود بڑے مضمون ہیں۔ چند باتیں یہ تھیں۔ حکومت اور امارت نہ طلب کرو، نہ بڑا بننے کی کوشش کرو۔ اسلام قبول کرنے کے بعد آدمی اللہ کی بھیڑ بکری بن جاتا

Marfat.com

ہے اور وہی اس کا رکھوالا ہے۔ ہاں یاد رکھو کہ کوئی غیر فطری کام مت کرو۔ اللہ تعالیٰ اپنوں کو اس کی زیادہ سزا دیتا ہے کہ میرے ہو کر ایسا کام کرتے ہو۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ کی خلافت کے زمانہ میں یہ نومسلم مدینہ حاضر ہُوا اور عرض کی کہ آپ نے بارِ خلافت کیوں اُٹھا لیا۔ جنابؓ نے فرمایا۔"اس کے بغیر چارہ نہ تھا۔ ڈر لگ رہا تھا کہ امت تفرقہ کا شکار نہ ہو جائے"۔

حضرت عمرؓ بن عاص کی مہم کافی کامیاب رہی اور ایسی مہمات کی وجہ سے قبائل جوق در جوق اسلام میں داخل ہوتے چلے گئے اور تبوک کی مہم میں حضورؐ پاک اتنا بڑا لشکر تیار کر سکے۔ عظیم صحابہؓ کو ایسی مہموں پہ بھیجنے کا ایک مقصد یہ بھی تھا کہ لوگ ان کے کردار سے متاثر ہوں۔ یعنی امیر لشکر سے اس کے لشکر کے کئی لوگ ہر لحاظ سے بہتر مسلمان تھے اور لوگ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے ہوں گے۔

۳۷ خبط کی مہم

(رجب آٹھ ہجری) حضورؐ پاک نے سید ابوعبیدہؓ بن جراح کو تین سو کے ایک دستہ کے ساتھ سیف البحر اور بحیرہ قلزم کے ساحلی علاقوں کے نزدیک قبیلہ جہنیہ کی سرکوبی کے لیے بھیجا۔ حضرت عمرؓ بھی لشکر میں شامل تھے۔ علاقہ غیر آباد تھا اور کھانے کے لیے کھجوروں پر گذارہ تھا جو اونٹوں پر اُٹھائی ہوئی تھیں اور روزانہ گن گن کر کھاتے تھے۔ بلکہ آخر یہ کھجوریں ختم ہو گئیں تو ان اونٹوں کو ذبح کر دیا جن پہ یہ کھجوریں لادی ہوئی تھیں اور لشکر والے بدنی طور پر بھی کچھ کمزور ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے

Marfat.com

سمندر نے ایک بہت بڑی مچھلی کو کنارے پر پھینک دیا۔ یہ مچھلی اتنی بڑی تھی کہ تمام لشکر نے کافی دن اس پر گذارہ کیا۔ بعض کے مطابق تین سو کے لشکر کے لیے اٹھارہ دن کافی رہی۔ بہرحال اہلِ لشکر اپنا مشن کامیابی سے پورا کر کے صحیح سلامت مدینہ آگئے۔

۳۸ عزیٰ کا بت خانہ

(رمضان آٹھ ہجری) فتح مکہ کے پانچ روز بعد حضور پاک نے حضرت خالدؓ بن ولید کو تیس سواروں کے ساتھ بھیجا کہ عزیٰ کے بت خانہ کو منہدم کر دو۔ روایت ہے کہ وہاں سے ایک سیاہ فام عورت جس کے بال منتشر تھے نکلی جس کو قتل کر دیا گیا۔

۳۹ سواع کا بت خانہ

(رمضان آٹھ ہجری) مکہ کے نواح میں عورت کی شکل پر ایک بت خانہ تھا جو قبیلہ ہذیل نے بنایا تھا اور ان دنوں اس کی نگرانی بنو سلیم کرتے تھے فتح مکہ کے بعد حضور پاک نے چند سواروں کی معیت میں حضرت عمروؓ بن عاص کو بھیجا جنہوں نے جا کر اس بت خانہ کو منہدم کر دیا۔ اس کے مجاوروں کو شک تھا کہ اس بت خانہ کو کوئی نہیں توڑ سکتا۔ لیکن جب اپنی آنکھوں کے سامنے بتوں کو پاش پاش ہوتے دیکھا تو اسلام لے آئے۔

۴۰ مناۃ کا بت خانہ

(رمضان آٹھ ہجری) مکہ کی فتح کے بعد یہ تیسرا بت خانہ تھا جس کو منہدم کرنے کے لیے حضور پاک نے حضرت سعدؓ بن زید اشہلی کو تیس سواروں کے ہمراہ بھیجا۔ مناۃ

Marfat.com

اسلام لانے سے پہلے انصارِ مدینہ کے قبائل اوس، وخزرج اور قبیلہ غسان کا بت تھا روایت ہے کہ جب بت توڑ دیئے گئے تو اس بت خانہ سے سیاہ فام برہنہ عورت سینہ کوبی کرتی باہر نکلی جس کو قتل کر دیا گیا۔

۴۱ بنو سلیم کو دعوت اسلام

(شوال آٹھ ہجری) فتح مکہ کے بعد اسلام کی دعوت پوری طاقت کے ساتھ دینی شروع کی گئی اور حضرت خالدؓ بن ولید کو تین سو ساٹھ ۳۶۰ مجاہدین کے ایک دستہ کے ساتھ بنو ھذیمہ اور بنو سلیم کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا۔ یہ قبائل اسلام لے آئے۔ لیکن ایک غلط فہمی کی وجہ سے کچھ لوگ ناجائز طور پر قتل ہو گئے۔ حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو بھیج کر ان لوگوں کے ورثا کو خون بہا ادا فرمایا۔

۴۲ قبیلہ خثعم پر دھاوا

(صفر نو ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت قطبہؓ بن عامر کو بیس سواروں کے ساتھ تبالہ کے علاقے میں قبیلہ خثعم پر ایک دھاوا بولنے کا حکم دیا کہ یہ لوگ اسلام دشمنی میں کافی کارروائیاں کر چکے تھے۔ اس دھاوے میں اس قبیلہ پر رات کو شبخون مار کر ان کے مزاج کو درست کیا گیا اور اس کے بعد وہ راہ راست پر آ گئے۔

۴۳ بنی کلدب کو دعوتِ اسلام

(ربیع الاوّل نو ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت ضحاکؓ بن عامر کو ایک لشکر کے ساتھ قبیلہ بنی کلدب کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا۔ لیکن بنی کلدب لڑائی پر تیار

Marfat.com

ہو گئے ۔ زج کے مقام پر سخت لڑائی ہوئی جس میں کفار کو شکست ہوئی اور اس کے بعد قبیلہ کے کافی لوگ دائرہ اسلام میں داخل ہو گئے ۔

۴۴ جدہ کی مہم

(ربیع الاوّل نو ہجری) حضورؐ پاک کو خبر ملی کہ کچھ بحری ڈاکو جو حبشی النسل تھے اور جدہ میں اکٹھے ہو رہے تھے ان کا ارادہ مکہ پر ڈاکہ ڈالنے کا تھا ان کی سرکوبی کے لیے حضورؐ نے حضرت علقمہؓ بن مجزز کو تین سو کے دستہ کے ساتھ جدہ روانہ کیا یہ لوگ مسلمانوں کی وہاں آمد سے پہلے ہی بھاگ گئے ۔ بعض راویوں کا خیال ہے کہ اس مہم کے کمانڈر حضرت عبداللہؓ بن حذافہ تھے ۔

۴۵ بنو طے کو دعوتِ اسلام

(ربیع الثانی نو ہجری) حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو ڈیڑھ سو کے دستہ کے ساتھ بنو طے کو دعوتِ اسلام دینے کے لیے بھیجا آپ نے وہاں پہنچ کر اس قبیلہ کو دعوت بھی دی اور اُن کے بت خانے کو منہدم کر دیا جس میں قلس کا مشہور بت نصب تھا۔ اس مہم میں حاتم طائی کی بیٹی قید ہوئی جس کا مختصر ذکر وفود کے تحت آٹھویں باب میں کیا جا چکا ہے ۔

۴۶ دومتہ الجندل پر چھاپہ

(رجب ۹ ہجری) تبوک کی مہم کے وقت حضورؐ پاک نے ایک لشکر کے ساتھ حضرت خالدؓ بن ولید کو دومتہ الجندل پر چھاپہ مارنے کے لیے بھیجا، اس کو آٹھویں باب میں

Marfat.com

بیان کیاجاچکاہے۔

۴۷ بنی الحارث کو دعوتِ اسلام

(ربیع الثانی ۱۰ ہجری) حضورؐ پاک نے ایک لشکر کے ساتھ حضرت خالدؓ کو نجران روانہ کیا کہ بنو حارث کو دعوتِ اسلام دیں اور تلوار کا استعمال بالکل نہ کریں ان لوگوں پہ مسلمانوں کا رعب بیٹھ چکا تھا اور یہ لوگ جلد ہی اسلام کی آغوش میں داخل ہو گئے۔

۴۸ اہلِ یمن کو دعوتِ اسلام

(رمضان دس ہجری) حضورؐ پاک نے خالدؓ کو حکم دیا کہ وہ ایک لشکر کے ساتھ جاکر اہلِ یمن کو اسلام کی دعوت دیں لیکن لڑائی سے گریز کریں۔ دعوت کچھ کامیاب نہ ہوئی تو حضورؐ پاک نے حضرت علیؓ کو ایک دستہ کے ساتھ بھیجا کہ پورے لشکر کی کمانڈ سنبھال لیں اور اہلِ یمن کو نئے سرے سے دعوت دیں۔ حضرت علیؓ وہاں تشریف لے گئے اور ان کو اس میں کامیابی نصیب ہوئی اس کا ذکر آٹھویں باب میں ہو چکا ہے۔

۴۹ حضرت اسامہؓ بن زید کی مہم

(صفر گیارہ ہجری) اس کا ذکر آٹھویں باب میں ہو چکا ہے۔

۵۰۔ یہ سب وہ مہمات اور جنگیں تھیں جن کے بھیجنے کا مہینہ اور سال کہیں سے مل گیا ابنِ اسحٰق اور ابن ہشام نے تمام مہمات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا ہے لیکن ترتیب ٹھیک نہیں ہے۔ کچھ مہمات عام جنگوں کے ساتھ بیان کیں، ان کا مہینہ آسانی کے ساتھ مل گیا باقی مہمات کو کتاب کے آخر میں بغیر کسی ترتیب کے لکھ دیا اور مہینہ اور تاریخ نہیں

Marfat.com

ملتی۔ کچھ مہمات ایسی ہیں جن کا ذکر کیا اور تفصیل کسی اور جگہ ہے یا ان کی تفصیل بالکل نہیں دی تو اُن مہمات کے لیے ابن سعد یا دوسری کتابوں سے استفادہ کرنا پڑا اور ساتھ حوالہ بھی لکھ دیا۔ تاریخ وار لکھنے کا مقصد یہ تھا کہ قارئین کو حضورؐ پاک کی فوجی حکمت عملی میں جو بتدریج ترقی ہوتی گئی اور اسلام کے پھیلاؤ کی سمجھ سلسلہ بہ سلسلہ اور کسی ترتیب سے پتہ چلے۔ لیکن ابن اسحٰق کی تاریخ کی کچھ مہمات ایسی ہیں جن کی صحیح تاریخ یا مہینہ نہیں مل سکا لیکن ان کو بھی جو تعداد میں آٹھ ہیں نیچے درج کیا جاتا ہے۔ اس طرح ان مہمات کی کل تعداد ستاون ہو جاتی ہے۔

ا۔ بنو تمیم پر حملہ

یہ واقعہ ساتویں ہجری کے بعد کا ہے۔ عینیہ بن حصن جس کا تعلق بنو فزارہ سے تھا پہلے خود مسلمانوں کے ساتھ کئی جنگیں لڑا اور بعد میں مسلمان ہو گیا۔ اس کو حضورؐ پاک نے بنو تمیم کی ایک شاخ بنو الانبار کی سرکوبی کے لیے روانہ کیا۔ عینیہ کے حملہ سے متعدد لوگ ہلاک ہو گئے اور کچھ قید ہوئے۔ بعد میں اس قبیلہ کے آٹھ آدمیوں کا ایک وفد حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضر ہوا اور امن کے ساتھ رہنے کا وعدہ کیا۔ حضورؐ پاک نے ان کے قیدی چھوڑ دیئے۔ عینیہ چونکہ بعد میں مرتد ہو گیا تھا اس لیے مورخین نے اس کی مہم کو نظر انداز کر دیا۔

ب۔ وادی عدم کی مہم

یہ فتح مکہ سے پہلے کا واقعہ ہے۔ وادی عدم کے کافی لوگ مسلمان ہو گئے تھے لیکن

Marfat.com

مدینہ سے دوری کی وجہ سے ہر وقت ان کو اپنے اُوپر غیر مسلم قبائل کے حملہ کا ڈر رہتا تھا۔ حضوؐر پاک نے حضرت ابن ابی حدردؓ کو متعدد صحابہ کے ساتھ وہاں بھیجا کہ مسلمانوں کو ڈھارس بندھائیں اور ان کے مخالف قبائل پر حملہ کریں۔ یہ مہم بڑی کامیاب رہی لیکن محلم بن جثامہ نے عمرو بن عدلبط کو قتل کر دیا گو بعض لشکر والوں کا خیال تھا کہ عمرو اپنے اسلام کا اظہار کر چکا تھا اور محلم نے یہ سب کچھ ذاتی دشمنی کی وجہ سے کیا۔ بہرحال جب یہ علاقے مکمل طور پر مسلمانوں کے قبضہ میں آئے تو حضوؐر پاک نے عمرو کے وارثوں کو خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔

ج۔ وادی الغابہ کی مہم

انہی دنوں کی بات ہے کہ حضوؐر پاک کو خبر ملی کہ رفا بن قیس الجشامی وادی الغابہ میں لوگوں کو اکٹھا کر رہا ہے۔ کہ مسلمانوں پر کسی جگہ حملہ کیا جائے۔ حضوؐر پاک نے ایک دستہ کے ساتھ حضرت ابن ابی حدردؓ کو بھیجا کہ اس فتنہ کا تدارک کیا جائے آپ نے یہ کام نہایت ہوشیاری سے کیا۔ سارا دن چھپ کر اس قبیلہ کی حرکت دیکھتے رہے اور باتیں سنتے رہے شام کو قبیلہ کا ایک چرواہا واپس نہ پہنچا۔ رفا خود اس کی تلاش میں نکلا مسلمانوں نے جو باہر چھپے ہوئے تھے رفا کو ہلاک کر دیا اور قبیلہ پر ہلہ بول دیا تمام قبیلہ تتر بتر ہو گیا اور حضرت ابن ابی حدردؓ ان کے مال و مویشیوں کو ہانک کر مدینہ لے آئے۔

د۔ ذو قرۃ کی مہم

حضوؐر پاک نے القمہؓ بن مجبضیز کو ایک دستہ کے ساتھ بھیجا کہ ذو قرۃ کے مقام پر

Marfat.com

حضرت وقاصؓ کو جن لوگوں نے شہید کیا تھا اس کا بدلہ لیا جائے۔ القصہ ایک دستہ کے ساتھ وہاں گئے لیکن قاتل قبیلہ کو بروقت خبر مل گئی اور وہ تتر بتر ہو گئے اور مسلمان کسی لڑائی کے بغیر واپس آ گئے۔

۷۔ ذات الرجیع کے شہداء کا بدلہ

یہ واقعہ چار ہجری کے کسی مہینہ کا ہے۔ جس قبیلہ نے مسلمانوں کے ساتھ غداری کی تھی ان کی مزاج پرسی تو مسلمانوں نے بعد میں بہت دفعہ کی لیکن قریش کی دو صحابہ کو خرید کر پھانسی لگانے والی بات پر بھی حضورؐ خاموش نہ رہ سکے اور آپ نے حضرت عمروؓ بن امیہ الضمری کو مکہ بھیجا۔ یہ کہانی ابن ہشام نے لکھی ہے اور حضرت عمرؓ نے اپنے ساتھ مدینہ سے ایک انصار صحابی کو بھی لیا۔ آپ کمانڈو کی کارروائیوں کے ماہر تھے اور پکڑائی نہیں دیتے تھے پہلے تو آپ کا ہدف ابوسفیان یا کوئی اور مکہ کا سردار تھا۔ لیکن اہلِ مکہ نے آپ کو پہچان لیا اور کئی دن آپ کو تلاش کرتے رہے اور اہلِ مکہ کی نیندیں آپ نے حرام کر دیں یہ بھی روایت ہے کہ حضرت حبیبؓ کی پھانسی سے پہلے قریش نے بات پھیلا دی تھی اور حضرت عمرؓ بن اُمیہ، حضرت حبیبؓ کی پھانسی سے پہلے مکہ پہنچ گئے اور حضرت حبیبؓ کو اٹھا کر قید سے نکال بھی لیا لیکن ان کے پاؤں والی بیڑیاں نہ کاٹ سکے اور قریش کو پتہ چل گیا تو اُن کو چھوڑ کر آپ بھاگ نکلے بہرحال آپ نے ایک قریش رئیس عثمان بن مالک کو قتل کیا اور کئی اور کافروں پر بھی وار کئے جب مدینہ پہنچے تو حضورؐ پاک آپ سے بڑے خوش ہوتے آپ اسی طرح اکیلے ایک دفعہ ایک اہم مشن پر حبشہ بھی تشریف لے

Marfat.com

گئے تھے اور عمرؓ بن عاص جو اُس وقت تک اسلام نہ لائے تھے اور دوسری دفعہ شاہ نجاشی کے پاس گئے تھے اور نجاشی سے درخواست بھی کی کہ عمروؓ ان کے حوالے کیا جائے یہ سب کہانیاں اور اس جیسی اور کہانیاں لکھنے کا مقصد یہ ہے کہ کمانڈو والی کارروائی مسلمان اُس وقت بھی کرنے میں ماہر تھے۔

س ابو آفاق کا قتل

یہ شخص مُسلمانوں کے خلاف زہر پھیلانے میں مشہور تھا اور جب کوئی کافر مر جاتا تو مسلمانوں کے خلاف نظمیں لکھ کر ایک طوفان کھڑا کر دیتا خاص کر حارث بن سوید کی ہلاکت پر بڑی نظمیں لکھیں حضورؐ پاک کے حکم پر سلیمؓ بن عمیر نے جا کر اس کو قتل کر دیا۔

ص عاصمہ بنت مروان کا قتل

ابو آفاق کے مرنے کے بعد اس کا کام اس کے قبیلہ کی ایک عورت عاصمہ بنت مروان نے سنبھال لیا۔ اُس پر حضرت عمیرؓ بن عدی نے جا کر اس عورت کو بھی قتل کر دیا۔ ان دونوں کا تعلق قبیلہ بنو خثیمہ سے تھا۔ ان واقعات کے بعد یہ قبیلہ کچھ سہم گیا اور انہوں نے اسلام کی آغوش میں داخل ہونا شروع کر دیا۔

ض۔ ثمامہ بن اثل الحنفی کی گرفتاری

حضورؐ پاک نے کچھ سوار گشت کے لیے دور دراز بھیجے ہوئے تھے وہ لوگ ثمامہ حنفی کو پکڑ کر حضورؐ پاک کی خدمت میں لے آئے۔ حضورؐ پاک نے اس کی کافی خاطر و مدارت کی کہ وہ اپنے قبیلہ کا ایک رئیس تھا۔ اس کو اسلام کی دعوت دی گئی۔ لیکن وہ

Marfat.com

جزیہ یا تاوان منہ مانگا دینے کو تیار تھا لیکن اسلام لانے سے معذرت ظاہر کی۔ حضورِ پاک نے اس کو رہا کر دیا۔ کچھ منزلیں واپس جانے کے بعد مسلمانوں کے کردار سے متاثر ہو کر واپس مڑا اور اسلام لے آیا۔ لیکن اس دن پہلے کی نسبت بہت تھوڑا کھانا کھایا پہلے تو وہ سات آدمیوں کے برابر کھانا کھاتا تھا۔ صحابہؓ اس کے کم کھانے پر حیران ہوئے تو حضورؐ پاک نے فرمایا۔ کافر کے سات پیٹ ہوتے ہیں۔ وہ خواہ جتنا کھالے اس کے دل کو تسلی نہیں ہوتی ہے۔ مسلمان کا صرف ایک پیٹ ہوتا ہے اور تھوڑا کھا کر بھی الحمد للہ پڑھتا ہے۔ ثمامہ کا دل اب اسلام کے نور سے منور ہو چکا ہے۔ اس لیے تھوڑا کھانا کھایا ہے۔

لیکن یاد رہے کہ اسلام کو دل سے قبول کرنا چاہیے

خرد نے کہہ بھی دیا لا الہ تو کیا حاصل
دل و نگاہ مسلماں نہیں تو کچھ بھی نہیں — اقبالؒ

Marfat.com

حرفِ آخر

اسلام اس دُنیا میں کسی حرفِ آخر کا قائل نہیں ہے کیونکہ اسلام کا قافلہ رواں دواں ہے۔ اسلام ایک حرکت ہے اور اس کی حرکت قائم دائم رہے گی اس لیے جو کچھ لکھا گیا ہے اس کا حرفِ آخر نہ سمجھا جائے بلکہ میری خامیوں اور کوتاہیوں کے بارے میں مجھے آگاہ کیا جائے اور اہلِ علم اسلام کا اور مطالعہ کر کے قوم کے لیے صراطِ مستقیم کی نشاندہی کریں اور غیروں کے فلسفوں اور نظریات کو سمندروں کی تہ میں ڈبو دیں۔ اسلام کے باغ سے خوشبو تب آئے گی جب غیروں کے لبادوں کو ہم دور پھینک دیں گے۔

تتلی اور گبریلے کی کہانی سب لوگوں نے سُنی ہوگی۔ دونوں کو اللہ تعالےٰ نے اڑنے کی توفیق دی ہے۔ تتلی باغ میں اُڑ کر پھولوں کی خوشبو کی مہک سے اپنے ذہن کو معطر کرتی ہے اور گبریلا گوبر کو اکٹھا کر کے زمین کا کیڑا بنتا ہے کیا ہم بھی اس "زمین کے کیڑے" ہیں۔ نعوذ باللہ اسلام میں علم وہ ہے جس سے ایمان و عقیدہ صحیح ہو اور کردار اور عمل اسلامی ہو اسی لیے دانائی کے باپ کو اسلام نے جہالت کے باپ

Marfat.com

(ابوجہل) کا نام دیا۔ ورنہ وہ سب علم پڑھا ہوا تھا۔ تو ضرورت اس بات کی ہے کہ اوّل پوری قوم اللہ کی فوج ہے۔ اور اللہ تعالیٰ پھر پھر اہلِ فوج کو یہ موقع فراہم کر رہا ہے کہ پوری قوم کو ربط و ضبط میں باندھ دو اور علم وہ سکھلاؤ جو اللہ اور رسولؐ کے راستہ کی نشاندہی کرتا ہے۔

آؤ مل کر دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ تمام دنیا کے مسلمانوں کو عملی طور امتِ واحدہ بنا دے اور اُس کا مظاہرہ پہلے ہم نے پاکستان میں کرنا ہو گا۔

سبق پھر پڑھ صداقت کا، عدالت کا شجاعت کا
لیا جائے گا تجھ سے کام دنیا کی امامت کا (اقبالؒ)

Marfat.com

اشاریہ وضاحت کے ساتھ

(شخصیات، مقامات اور مہمات)

(الف)

ابانؒ — حضرت ابانؒ بن عثمان غنیؓ۔ اسلام کے پہلے مورخ۔ صہ ۲۹۸

ابراہیمؒ — ابراہیمؒ بن ادھم۔ اسلام کی پہلی اور دوسری صدی کے صوفی صہ ۱۴

ابن اسحٰق — اسلام کی پہلی اور دوسری صدی کے تاریخ دان صہ ۹، ۱۰، ۳۷، ۴۱، ۷۸، ۹۹، ۱۰۹، ۲۷۳، ۲۹۸، ۲۹۹، ۳۰۸، ۳۲۰، ۳۲۵، ۳۲۶، ۳۲۷۔

ابن خلدون — اسلام کے درمیانی زمانے کے مشہور مورخ جنہوں نے علم التاریخ کو موجودہ شکل دی۔ صہ ۴۱، ۲۴۴

ابن رشد — بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی کے مسلمان فلسفی صہ ۱۳

ابن سینا — یورپ والے ادیسینا کہتے ہیں، گیارھویں اور بارھویں صدی عیسوی کا مسلمان فلسفی صہ ۱۳

ابن سعد — اسلام کی دوسری صدی کا تاریخ دان اور واقدی کا شاگرد صہ ۱۰، ۳۷، ۴۱، ۴۲، ۷۲، ۷۸، ۹۹، ۱۰۹، ۲۹۸، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۱۷، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۱، ۳۲۲، ۳۲۴، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۲۸۔

ابن عربیؒ — محی الدین ابن عربیؒ۔ بارھویں اور تیرھویں صدی عیسوی کا مسلمان صوفی اور فلسفی، آپ کی

Marfat.com

زماں ومکاں پر کتابوں کو آجکل امریکہ روس اور یورپ میں مطالعہ ہو رہا ہے صد ۱۳، ۱۴، ۲۷

ابن ہشام — اسلام کی دوسری صدی کا تاریخ دان اور ابن اسحٰق کا شاگرد صد ۹، ۲۷، ۴۶، ۵۲، ۷۸، ۱۸۴، ۲۹۸۔

ابو اکی مہم — صد ۴۰، ۳۰۰

ابوالبختری — قریش مکہ کا ایک سردار جو جنگِ بدر میں مارا گیا صد ۶۰، ۶۱، ۷۲

ابوبکرؓ — حضرت عبداللہ، عتیق ابوبکرؓ صدیق جن کو صدیقِ اکبرؓ بھی لکھا جاتا ہے۔ خلیفۂ اول، یارِ غار اور ان تمام جنگوں اور مہموں میں شرکت کی جن کے کمانڈ حضورؐ پاک نے کی۔ ام المومنین عائشہ صدیقہؓ کے والد صد ۳۳، ۴۸، ۵۲، ۵۸، ۶۷، ۷۳، ۹۴، ۱۱۵، ۱۶۹، ۲۲۴، ۲۴۳، ۲۷۵، ۲۷۸، ۲۸۲، ۲۹۱، ۳۲۱، ۳۲۶، ۳۳۰، ۳۳۱۔

ابوجہل — عمر بن ہشام۔ اسلام سے پہلے کا ابوالحکم یعنی دانائی کا باپ۔ حضورؐ پاک کا دشمن جنگِ بدر میں مارا گیا۔ صد ۴۰، ۴۱، ۴۵، ۵۶، ۵۷، ۶۰، ۶۱، ۷۲، ۳۱۰، ۳۱۱، ۳۱۳، ۳۴۲۔

ابوجندلؓ بن سہیل صلح حدیبیہ کے وقت اسلام کا اعلان صد ۱۷۳

ابوخیثمہؓ — تبوک کی مہم میں پیچھے رہ جانے سے ملامت ہوئی اور پھر بروقت حضورؐ پاک کے لشکر کے ساتھ مل گئے صد ۲۶۸

ابوحذیفہؓ بن عتبہ۔ آپ کے باپ عتبہ۔ چچا شیبہ اور بھائی ولید جنگِ بدر میں کفار کے لشکر میں تھے اور مارے گئے صد ۵۷، ۵۹، ۷۳

ابودجانہؓ — عرب کے مشہور پہلوان، جنہوں نے اس تلوار کا حق ادا کیا جو حضورؐ پاک نے آپ کو

Marfat.com

جنگِ احد میں عطا فرمائی۔ عظیم صحابی۔ جناب صدیق اکبرؓ کے زمانے میں جنگِ یمامہ میں شہید ہوئے صہ ۸۸، ۹۴، ۹۹۔

ابوذرؓ حضرت ابوذر غفاریؓ، عاشق رسولؐ۔ جناب فاطمۃ الزہرہؓ کے علاوہ واحد صحابی جن کے کان میں حضورؐ پاک نے بات کی۔ حضرت عمرؓ ان کو میرے آقا کے نام سے پکارتے تھے آپ کی زندگی میں مسلمانوں کے لیے تین عملی سبق بھی مل سکتے اوّل فلسفۂ حیات دوم فلسفۂ نماز اور سوم فلسفۂ اطاعتِ امیر صہ ۱۵۵، ۲۷۱، ۳۰۷۔

ابورافع خیبر کا شر پسند یہودی جس کو قتل کر دیا گیا صہ ۱۵۰

ابوسلمہؓ ابوسلمہ مخزومیؓ۔ حضرت ام سلمہؓ ام المومنین کے پہلے خاوند ۴ ہجری قطن کی مہم میں بنو اسد اور بنو خزیمہ کی سرکوبی کی مہم میں زخموں کی وجہ سے شہید ہوئے صہ ۲۱۴

ابوسفیانؓ ابوسفیانؓ بن حرب۔ عجیب و غریب زندگی پائی۔ پہلی زندگی اسلام دشمنی میں اور باقی زندگی اسلام کی خدمت میں۔ فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے۔ حضرت ام حبیبہؓ ام المومنین اور امیر معاویہؓ کے والد صہ ۴۱، ۴۲، ۴۵، ۴۷، ۴۹، ۷۴، ۸۲، ۸۸، ۸۹، ۹۷، ۹۸، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۹۹، ۲۲۳، ۲۲۴، ۲۲۶، ۲۲۹، ۲۴۸، ۲۸۱، ۲۸۲، ۳۰۴، ۳۰۵، ۳۰۷، ۳۱۱

ابوسفیانؓ ابوسفیانؓ بن حارث، حضورؐ پاک کے چچیرے بھائی۔ فتح مکہ سے چند دن پہلے اسلام لے آئے۔ جنگِ حنین میں حضورؐ پاک کی رکاب پکڑے ہوئے تھے صہ ۲۴۲

ابوعبیدہؓ عامر یا امیر بن عبداللہ حضرت ابوعبیدہؓ بن جراح، امین الامت، فاتح شام اور

Marfat.com

عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ جنگِ احد میں حضورؐ پاک کے بدن مبارک سے خود کے ٹکڑوں کو اپنے منہ مبارک سے نکالنے کا شرف حاصل ہے صہ ۳۳، ۵۹، ۷۳، ۹۴، ۲۳۰، ۳۲۹، ۳۳۰، ۳۳۱

ابو لبابہؓ — حضرت ابو لبابؓ یا ابو لبابہؓ۔ دو دفعہ حضورؐ پاک نے جنگ پر باہر جاتے وقت ان کو مدینہ میں اپنا نائب مقرر فرمایا صفحہ ۴۶، ۳۰۵۔

ابو العاصؓ — حضورؐ پاک کی بیٹی حضرت زینبؓ کے خاوند۔ دیر سے اسلام لے آئے ۵۸، ۶۱، ۳۱۶،

ابو العباسؓ — حضرت ابو العباسؓ مشہور انصار صحابی بیعتِ عقبہ ثانی میں اہم کردار ادا فرمایا صہ ۳۷

ابو موسیٰؓ — حضرت ابو موسیٰ اشعریؓ مشہور صحابی جنہوں نے خلفائے راشدین کے زمانے میں فتوحات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا صہ ۲۴۶

ابو ہریرہؓ — مشہور صحابی جن کو بہت زیادہ حدیث مبارکہ کے راوی ہونے کا اعزاز حاصل ہے صہ ۱۳۰

ابی بن خلف — دنیا کا ملعون ترین انسان جس پر رحمۃ للعالمینؐ کو نیزہ اٹھانا پڑا احد کی جنگ میں حواس کھو بیٹھا صہ ۹۴، ۹۸

ابی العوجاؓ — ساتویں ہجری میں بنو سلیم کی سرکوبی کے لیے سالار لشکر مقرر ہوئے صہ ۳۲۴

اجنادین — جنگ اجنادین، جو جناب صدیق اکبرؓ کے زمانے میں ہوئی اور جناب خالدؓ بن ولید نے اہلِ روم کو شکست فاش دی۔ جنرل فلر جیسا متعصب مورخ بھی اس جنگ کی مسلمانوں کی تدبیرات کی برتری کو مانتا ہے صہ ۳۹

احد — جنگِ احد صہ ۲۲، ۶۹ سے ۱۰۵ تک، ۱۰۹، ۱۱۰، ۱۱۱، ۱۱۴، ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۶،

Marfat.com

۱۵۰، ۱۸۳، ۲۱۱، ۲۲۶، ۳۰۶، ۳۱۴

الردحہ ندی صہ ۴۶، ۴۷

الجحفہ یا الجحف مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پڑاؤ. نقشہ جنگ بدر متحرکانہ کارروائیاں اور اکثر نقشوں میں موجود ہے صہ ۴۵، ۲۴۴

الحلیاص بن القرہ. صلح حدیبیہ کے موقعہ پر حبشی قبیلہ کا امیر صہ ۱۶۸، ۱۶۹

ازد ایک قبیلہ صہ ۲۸۸

اسد ایک قبیلہ صہ ۱۱۷، ۱۳۲، ۳۱۷، ۲۶۲۔

اسامہ حضرت اسامہؓ بن زیدؓ حضورؐ پاک کے آزاد کردہ غلام حضرت زیدؓ بن حارث اور آزاد کردہ لونڈی ام ایمنؓ کے بیٹے حضورؐ پاک کو بہت عزیز تھے. وفات سے پہلے ان کو سالار لشکر مقرر فرمایا. صہ ۶۱، ۲۴۳، ۲۷۸، ۲۹۳، ۳۲۶، ۳۲۷، ۳۳۵۔

اسمعیلؑ حضرت اسمعیلؑ پیغمبر صہ ۱۸۰

اسحقؑ حضرت اسحٰقؑ پیغمبر ۱۷۹

اسماؓ حضرت اسماؓ زوجہ حضرت جعفرؓ طیار شہید جنگ موتہ صہ ۱۹۶

اشعریؒ ابوالحسن اشعریؒ. دسویں گیارہویں صدی عیسوی کا مشہور مسلمان عالم جنہوں نے معتزلہ کا قلع قمع کیا گو پہلے خود ادھر مائل تھے اور بعد میں توبہ کی. امام شافعیؒ اور امام حنبلؒ کی تقلید کی صہ ۱۳

العشیرہ کی مہم صہ ۴۰، ۳۰۳۔

Marfat.com

السائبؓ السائبؓ بن عثمانؓ بن مظعون. بواط کی مہم کے وقت حضورؐ پاک نے ان کو مدینہ میں نائب مقرر فرمایا صہ ۳۰۳

الپ ارسلان مشہور سلجوق سلطان جس نے سفید گھوڑے پر سوار ہو کر کفن پہن کر اناطولیہ میں بازنطینی لشکر کو ایسا ملیامیٹ کیا کہ جنرل فلر جیسا متعصب آدمی بھی الپ ارسلان کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکا خود پڑھا لکھا نہ تھا لیکن عاشق رسولؐ تھا اور یوم النبیؐ بڑھے دھوم دھام سے مناتا تھا. صہ ۱۳

المقدادؓ المقدادؓ یا مقدادؓ بن ثابت جنگ بدر میں مشورہ کے لیے جو چند لفظ ادا کیے جن پر اسلام کا عظیم عالم عبداللہؓ بن مسعود اپنا سب علم قربان کرنے کو تیار تھا. لفظ لفظ سے اللہ اور رسولؐ کی غلامی ٹپکتی ہے صہ ۴۸، ۴۹، ۵۰

ام مکتومؓ ابن ام مکتومؓ مشہور نابینا صحابی حضورؐ پاک جنگوں پر تشریف لے جاتے وقت اکثر ان کو مدینہ میں اپنا نائب بنا کر چھوڑ جاتے تھے اللہ کی دین ہے صہ ۴۶، ۹۹، ۱۵۱، ۳۰۶.

امیہ بن خلف قریش مکہ کا رئیس. جنگ بدر میں مارا گیا صہ ۴۰، ۶۰، ۶۱، ۷۲

امامہؓ امامہؓ بنت حمزہؓ. ادا عمرہ کے وقت حضورؐ پاک کے ساتھ لپٹ جانا سبحان اللہ. صہ ۱۹۵، ۱۹۷

ام حبیبہؓ ام المومنین ام حبیبہؓ بنت ابوسفیانؓ. کفر کی حالت میں باپ کا سارا ادب قائم رکھا لیکن حضورؐ پاک کے بستر مبارک سے دور رکھا صہ ۲۲۴

Marfat.com

ام سلمہؓ — اُم المومنین اُم سلمہؓ۔ آپ کے پہلے خاوند ابو سلمہؓ اور آپ کی یہ دُعا کہ مصیبت میں اللہ سے اجر کی اُمید رکھو ہماری تاریخ میں سنہری لفظوں میں لکھی ہوئی ہے صد ۳۱۴

اُم قرفہ — قبیلہ فزارہ کے رہزن گروہ میں شامل ہو کر یہ عورت مردوں کے دوش بدوش لڑتی تھی چھ ہجری میں وادی القریٰ میں ماری گئی صد ۳۲۱، ۳۲۲

اقبالؒ — حکیم الامت ڈاکٹر محمد اقبالؒ۔ آپ کا سارا کلام نظریہ جہاد کے محور کے گرد گھومتا ہے آپ اپنے کلام میں قرآن پاک اور حدیث مبارکہ کی وضاحت کرتے ہیں کتاب ہذا کے ایک ایک فقرہ کے ثبوت میں آپ کے کلام کو پیش کیا جا سکتا ہے افسوس کہ قوم نے ان کو فلسفی اور شاعر یا ادیب بنا دیا بہر حال چند جگہوں پر اپنے بیان کی وضاحت میں ان کے کلام کا حوالہ دیا گیا۔ ۱۸، ۲۱، ۳۰، ۳۶، ۴۰، ۵۶، ۶۸، ۹۷، ۱۰۳، ۱۰۵، ۱۴۳، ۱۴۹، ۱۶۰، ۱۶۱، ۱۸۴، ۱۸۸، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۱۶، ۲۲۹، ۲۳۲، ۲۴۴، ۲۵۷، ۳۴۲۔

اکیدر — تبوک کی مہم کے وقت حضور پاک نے حضرت خالدؓ کو جب دومۃ الجندل پر چھاپہ کا حکم دیا تو وہاں حکمران اکیدر تھا۔ صد ۲۷۲، ۲۷۹، ۳۰۸

انور پاشا — غازی انور پاشا پہلی جنگ عظیم میں سلطنت عثمانیہ کا وزیر جنگ شریف حسین نجب حضور پاک کے روضہ مبارک پر قسم اٹھائی کہ وہ انگریز فوج کے ساتھ نہیں ملا ہوا تھا۔ تو انور پاشا نے یہ کہہ کر اس کو چھوڑ دیا کہ حضور پاک کے نام پر سے لاکھوں سلطنت عثمانیہ قربان کی جا سکتی ہیں صد ۱۴

Marfat.com

انمار — قبیلہ انمار کی سرکوبی جب وہ مدینہ پر حملہ کرنے کی تیاری کر رہے تھے صد ۱۱۲

اوس — انصار مدینہ کا ایک قبیلہ صد ۳۴، ۱۱۴، ۱۳۹، ۲۳۳

اوطاس — وادی حنین کا ایک مقام صد ۲۳۳، ۲۳۶، ۲۳۸، ۲۴۶

(ب)

بایزید — بایزید بسطامیؒ: اسلام کی تیسری صدی کے بزرگ صوفی جن کا ذکر علامہ اقبالؒ اکثر کرتے ہیں عشق رسولؐ میں محو رہتے تھے۔ گیارہویں صدی عیسوی کے مشہور صوفی ابوالحسن خرقانیؒ جو اس خطہ کے مجاہد اول محمود غزنویؒ کے روحانی رہنما تھے باقاعدگی سے آپ کے روضہ مبارک پر حاضر ہو کر روحانی منزلیں طے کرتے تھے صد ۱۴۱

بایزید — بایزید یلدرم۔ سلطنت عثمانیہ کا درخشاں ستارہ جس نے یورپ میں جہاد شروع کیا اور اس کو میدان جنگ میں جو لطف آتا تھا وہ اور کہیں نہ آتا تھا امیر تیمور اور اس کے درمیان جنگ تاریخ اسلام کا ایک اندھیرا باب ہے صد ۱۴۱

بکر — بنو بکر۔ مدینہ کے نزدیک ایک قبیلہ جس کی اکثر سرکوبی کرنا پڑی صد ۱۷۳، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳۔

بحران — بحران کی مہم۔ جس کو حجاز کی مہم بھی کہتے ہیں۔ چھوٹی مہمات میں اس مہم کے دوران حضورؐ پاک نے لمبے عرصہ کے لیے یعنی دو ماہ تک باہر پڑاؤ کیا ایک عظیم جنگی مشق تھی صد ۳۶

بخاریؒ — امام محمد بخاریؒ: امام بخاری نے اسلام کی تیسری صدی میں احادیث کو جو اکٹھا کیا ہے

Marfat.com

اس کا یہ مطلب نہیں کہ اس وقت سب کام زبانی چل رہا تھا۔ حدیثیں تو لکھی ہوئی موجود تھیں لیکن لوگوں نے اپنے مطلب کے لیے اضافے شروع کر دیئے اور امام بخاریؒ نے اس کا قلع قمع کرنے کی کوشش کی۔ جنگ، فلسفہ جنگ، فن جنگ، نظریہ جہاد اور جنگ کی کہانیوں پر جو حدیث مبارکہ آپ نے اپنی کتاب میں دی ہیں وہ بہت تھوڑی ہیں اور نہ ہی واقعات کو کسی ترتیب سے بیان کیا گیا ہے۔ اس زمانے میں فقہ زوروں پر تھا اور جو لوگ فقہ کو سمجھتے تھے ان کو حکومت میں جگہ مل جاتی تھی۔ حکومت تو عملی معاملہ تھا اور سینہ بسینہ چل رہا تھا۔ اس لیے امام بخاریؒ نے جو کام کیا اُس کی ضرورت تھی۔ ہماری ان سے یہ توقع نہیں ہونا چاہیے کہ وہ ہمیں جنگ کے معاملات بھی سمجھا جاتے۔ اُنہوں نے خود ابن اسحٰق سے کئی جگہوں پر استفادہ کیا ہے۔ واقدی کو البتہ ناپسند کرتے تھے لیکن وجہ نہیں بیان فرمائی صہ ۱۱، ۴۸، ۱۵۹

بدر — جنگ بدر۔ ۳۱ سے ۶۸، ۷۱، ۷۲، ۷۳، ۷۴، ۷۷، ۸۴، ۸۵، ۹۸، ۱۰۰، ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۲۵، ۱۳۶، ۲۱۹، ۲۲۰، ۲۷۸، ۳۰۴، ۳۰۷، ۳۱۳

بدیل — بدیل بن ورقہ۔ صلح حدیبیہ کے وقت بنو خزاعہ کا رئیس اعظم ۱۶۷، ۱۶۸۔

براکا — بنو براکا کا وفد صہ ۲۸۶

بازنطینی — اہل روم یا اہلِ یورپ یا اہلِ یونان یعنی جو لوگ اس زمانے میں قسطنطنیہ (موجودہ استنبول) کی سلطنت سے وابستہ تھے صہ ۱۹۸

بشیرؓ حضرت بشیرؓ بن سعد مشہور صحابی جن کو حضورؐ پاک نے دو دفعہ لشکروں کی سپہ سالاری عطا فرمائی ایک دفعہ فدک کے علاقہ میں بنو مرہ کی سرکوبی کے لیے اور دوسری دفعہ بنو غطفان کی سرکوبی کے لیے صد ۲۳۷

بلالؓ حضرت بلالؓ حضورؐ پاک کے موذن، عاشق رسولؐ اور زمانۂ جہالت میں امیہ بن خلف کے غلام تھے جو آپ پر اسلام لانے کی وجہ سے حد سے زیادہ سختیاں کرتا تھا۔ جناب صدیق اکبرؓ نے اسلام کے اس عظیم فرزند کو خرید کر آزاد کر دیا صد ۶۰، ۲۳۱

بلبن غیاث الدین بلبن۔ خاندان غلامان کا ایک بادشاہ، عاشق رسولؐ اور فقرا کا غلام پاک پٹن میں بابا فرید الدین گنج شکرؒ کا مزار انہی نے تعمیر کرایا۔ فلسفۂ جنگ کا ماہر تھا موجودہ بھٹوار میں راجپوت قبائل کے اسلام لانے پر راجپوتانہ سے لا کر آباد کیا تاکہ منگولوں کو روکنے میں یہ قبائل مددگار ثابت ہوں صد ۱۴

بواط بواط کی مہم ۴۰، ۳۰۰

بیبرس سلطان بیبرس۔ مصر کے مملوک بادشاہوں میں سے وہ صاحب جنہوں نے ایک طرف منگولوں کو شکست فاش دی اور دوسری طرف صلیبیوں کا قلع قمع کیا پڑھا لکھا نہ تھا۔ نظریۂ جہاد کا عالم تھا صد ۱۳، ۱۴

بیعت رضوان صلح حدیبیہ کا جنگی پہلو جو نظارہ اللہ تعالیٰ کو بھی بڑا پسند آیا اور حضورؐ پاک نے بھی جنگ حنین میں اس میں شامل لوگوں کو الگ سے پکارا صد ۱۷۰، ۱۷۱، ۲۴۳

بیر معونہ بیر معونہ کے شہداء اللہ اور رسولؐ کے نام پر عظیم قربانی صد ۱۱۳، ۳۱۵

Marfat.com

بحرین — بحرین کا وفد صہ ۲۹۱

(ت)

تبوک — تبوک کی مہم اور نقشہ صہ ۲۲، ۲۵۳، ۲۵۹، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۸، ۲۷۰، ۲۷۳، ۲۷۴، ۲۷۷، ۲۷۸، ۲۷۹، ۲۸۰، ۳۰۰، ۳۰۹، ۳۳۱

تمیم — بنو تمیم ایک قبیلہ ۲۸۶

(ث)

ثاقف — یا ثقیف۔ طائف کے گرد بسنے والا قبیلہ جن کو ثقفی کہتے ہیں صہ ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۴۵، ۲۴۷، ۲۵۳، ۲۶۱، ۲۸۱، ۲۸۲، ۲۸۶

ثعلبہ — مدینہ کے نزدیک بسنے والا قبیلہ صہ ۱۱۶، ۲۸۷، ۳۰۵، ۳۱۸، ۳۱۹

(ج)

جدہ — صہ ۳۰۰، ۳۳۴

جرش — اہل جرش۔ حضرت حمزہؓ کا حملہ اور اہل جرش کا وفد ۲۸۹

جعرانہ — مکہ اور طائف کے نزدیک ایک مقام ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹

جنیدؒ — حضرت جنید بغدادیؒ۔ تیسری صدی اسلام کے عظیم صوفی جن کا روحانی تعلق حضرت علیؓ۔ حسن بصریؒ۔ داؤد طائیؒ۔ حبیب عجمیؒ۔ معروف کرخیؒ۔ سری سقطیؒ سے سلسلہ وار ہے اور نیچے جناب۔ پیر دستگیر محبوب سبحانیؒ تک پہنچتا ہے آپ نے شریعت کی پابندی کے بارے سختی سے فرمایا کہ اگر کوئی دیواروں کو دوڑاتا ہو لیکن شریعت اور سنت کا

Marfat.com

تاریک ہو تو اس کے نزدیک بھی مت جاؤ صد ۱۴

جویریہؓ — ام المومنین حضرت جویریہؓ صد ۱۸۵

جریرؓ — حضرت جریرؓ بن عبداللہ مشہور انصار صحابی کی جنگ خندق سے پہلے حضورؐ پاک کی دعوت صد ۱۲۹

جعفرؓ — حضرت جعفر طیارؓ بن ابی طالبؓ بنو ہاشم کے عظیم فرزند جنگ موتہ میں شہید ہوئے صد ۱۹۶، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۵، ۳۲۹

جموم — جموم کی مہم صد ۳۱۸

جودھم کی مہم — ۳۲۵، ۳۲۹

(چ)

چشتیہ — سلسلہ چشتیہ۔ بارہویں تیرہویں صدی عیسوی میں حضرت معین الدین چشتیؒ نے اس سلسلہ کی بنیاد رکھی۔ نظامیہ اور صابریہ سلسلہ بھی اسی سلسلہ کی شاخیں ہیں اس برصغیر میں جناب بختیار کاکیؒ، فریدالدین شکر گنجؒ، صابر کلیرؒ، نظام الدینؒ اولیا، نور محمد مہاروی سلیمان تونسویؒ، شمس الدین سیالویؒ، مہر علی گولڑویؒ، امام علی شاہ جیؒ، حیدر علی شاہ جلالپوریؒ وغیرہ متعدد بزرگوں اور گھرانوں کا تعلق اسی سلسلہ کے ساتھ ہے صد ۱۴

(ح)

حارث — حضرت حارثؓ خزاعہ کے چھوٹے قبیلہ مصطلیق کے رئیس اور ام المومنین حضرت جویریہؓ کے والد صد ۱۵۶، ۱۵۸

حارثؓ — حضرت حارثؓ بن عمیر۔ اسلام کے سفیر جن کو شرجیل غسانی نے شہید کر دیا صد ۱۹۸، ۲۰۴

Marfat.com

حاطبؓ — حضرت حاطبؓ نے اہل مکہ کو خبردار کرنا چاہا صـ ۲۲۵

حبیبؓ یا حبابؓ — بعض کتابوں میں نام الحبابؓ بن المنذر بھی لکھا ہوا ہے بدر کے میدانِ جنگ کے چناؤ کا مشورہ دینا اور خیبر کی جنگ میں ایک علم اٹھانے کی سعادت حاصل ہوئی صـ ۵۲، ۵۳، ۱۸۱۔

حبیبؓ یا خبیبؓ بن عدی۔ رجیع یا الرجیع کے شہدا کے علاوہ جن تین اصحاب کو کفارِ مکہ کے ہاتھ بیچ دیا گیا ان میں خبیبؓ اور زیدؓ کو پھانسی دی گئی اور عبداللہؓ کو ویسے شہید کر دیا گیا صـ ۱۵۱، ۲۱۶۔

حبیب عجمیؒ — تفصیل جنیدؒ بغدادی میں دیکھیں صـ ۱۴۱

حجاج — حجاج بن یوسف ایک غیرت مند مسلمان صـ ۱۴

حجر — حجر کا مقام جہاں عاد و ثمود آباد تھے صـ ۲۶۹

حدیبیہ — صلح حدیبیہ صـ ۲۲، ۱۴۵ سے ۱۸۸، ۱۹۲، ۱۹۳، ۱۹۵، ۲۲۱، ۲۲۲، ۲۲۳، ۳۰۹

حردؓ — قبیلہ ازد کا امیر اور اہل جرش کو دعوت صـ ۲۸۹

حرار کی مہم — صـ ۳۱۲

حسنؒ — حضرت حسن بصریؒ پہلی صدی اسلام کے صوفی جنہوں نے حضرت علیؓ سے روحانی طور پر استفادہ کیا۔ فقرا کے تمام سلسلے آپ کی برتری کے قائل ہیں صـ ۱۴

حسینؓ — امام حسینؓ بن علیؓ۔ حضورؐ پاک کے نواسے اور شہید کربلا کی حق کے راستہ میں قربانی کسی وضاحت کی محتاج نہیں آپ کی اولاد سے متعدد امام، فقیہہ، مبلغ اور فقرا پیدا ہوئے جن میں امام زین العابدینؒ۔ امام باقرؒ۔ امام جعفر صادقؒ۔ امام موسیٰ کاظمؒ۔ امام علی رضاؒ

Marfat.com

امام محمد نقیؒ۔ امام محمد تقیؒ اور امام حسن عسکریؒ زیادہ مشہور ہیں صہ ۱۴

حبشی — حبشی اور رجودھم کی مہم صہ ۲۳۵

حضرموت — وائل بن حجر کا وفد صہ ۲۹۲ اور نقشہ صہ ۳۰۱

حمراء الاسد — جنگ احد کے بعد حضورؐ پاک کا قریش کا تعاقب صہ ۹۸، ۳۰۶

حمزہؓ — حضرت حمزہؓ بن عبدالمطلبؓ۔ حضورؐ پاک کے چچا اور رضاعی بھائی اسلام کے پہلے علمبردار۔ اللہ کے شیر۔ بہادری میں اپنا مقام نہ رکھتے تھے۔ جنگ احد میں شہید ہوئے صہ ۳۳، ۵۸، ۵۹، ۸۸، ۸۹، ۹۳، ۹۹، ۱۹۳، ۱۹۶، ۲۰۴، ۲۳۱، ۳۱۰۔

حمیر — ملوک حمیر کا وفد ۲۸۶

حنظلہؓ — حضرت حنظلہؓ بن عامر یا ابو عامر۔ غسیل الملائکہ جنگ احد کے شہید۔ لطف کی بات ہے کہ آپ کے والد مدینہ سے جا کر مکہ میں قریش کے ساتھ جا کر ملے تھے اور لشکر کفار میں تھے اور حضرت حنظلہؓ کا نام ہماری تاریخ میں سنہری لفظوں میں لکھا ہوا ہے صہ ۷۸، ۸۱، ۸۹، ۹۳

حنین — جنگ حنین صہ ۲۱۳، ۲۳۳، ۲۵۷، ۲۶۱، ۲۶۲، ۲۶۳، ۲۸۳، ۳۰۹

حنیفہ — بنو حنیفہ یمامہ کا قبیلہ۔ مسیلمہ کذاب کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا حضرت علیؓ کے بیٹے امام حنیفؒ کی والدہ کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے تھا صہ ۲۹۱

(خ)

خالدؓ — خالدؓ بن سعید العاص۔ بنو ثقیف کی مہمانداری کے فرائض اور ملوک سے صدقات کی وصولی صہ ۲۸۲، ۲۹۰

خالد بن سفیان عبداللہؓ بن انیس کا حملہ اور خالد کا قتل ۱۱۳، ۳۱۵۔

Marfat.com

خالدؓ — حضرت خالدؓ بن ولید۔ اللہ کی تلوار صلح حدیبیہ کے بعد اسلام لاتے اس سے پہلے اسلام کی مخالفت میں لڑتے رہے خاص کر جنگ احد میں مسلمانوں کو کافی نقصان پہنچایا جنگ موتہ میں چوتھے کمانڈر کے طور پر لشکر کی کمانڈ سنبھالی اور بقول حضورؐ پاک اللہ کی تلوار میان سے باہر آگئی پھر آپ نے کسی جنگ میں شکست نہ دیکھی۔ سر پر ایک ٹوپی پہنتے تھے جس میں حضورؐ پاک کے سر کے بال کپڑے کے اندر سی کر رکھے ہوئے تھے مرتدین کے قلع قمع اور عراق و شام کی فتوحات میں سپہ سالار تھے۔ بدن کا کوئی حصہ نہ تھا جس پر زخم کا نشان نہ ہو ص ۷۲، ۸۸، ۹۰، ۹۶، ۱۳۲، ۱۶۵، ۱۷۵، ۲۰۹، ۲۱۰، ۲۱۱، ۲۱۵، ۲۳۰، ۲۴۱، ۲۴۷، ۲۷۲، ۲۷۹، ۲۸۸، ۲۸۹، ۲۹۱، ۳۰۸، ۳۲۲، ۳۳۳، ۳۳۴، ۳۳۵۔

خبط — خبط کی مہم ص ۳۳۱

خربہ — خربہ کی مہم ص ۳۲۶

خزاعہ — بنو خزاعہ۔ صلح حدیبیہ کے بعد مسلمانوں کا حلیف قبیلہ۔ اس سے پہلے بھی قبیلہ کے کافی لوگ خاص کر بنو مصطلیق مسلمان ہو چکے تھے ص ۱۱۶، ۱۵۶، ۱۶۴، ۱۶۷، ۱۶۸، ۱۷۳، ۲۲۱، ۲۲۲۔

خزرج — انصار مدینہ کا قبیلہ ص ۳۷، ۱۱۴، ۳۳۳

خندق — جنگ خندق یا جنگ احزاب ص ۸۵، ۱۰۹ اسے ۱۴۲، ۱۴۷، ۳۰۸، ۳۱۳، ۳۲۳،

خولہؓ — حضرت خولہؓ بن ازور۔ قبیلہ اسد کے مایہ ناز فرزند ضرارؓ بن ازور کی بہن جو شام

Marfat.com

کی فتوحات میں شریک ہوئیں صہ ۱۸۱، ۲۶۲

خیبر — جنگِ خیبر صہ ۱۹۳، ۱۹۷، ۱۹۹، ۲۵۰، ۳۰۰، ۳۰۹، ۳۲۲

(د)

داتا گنج بخش رح علی ہجویری ۔ اس خطہ کے عظیم اولیا اللہ جو لاہور میں دسویں صدی عیسوی میں تشریف لاتے اور آج بھی اُن کی روحانی قوتوں سے مسلمان استفادہ کر رہے ہیں آپ کی تصنیف کشف المحجوب عبد اور معبود کے رشتوں کی وضاحت کرتی ہے اور دلوں کو تسکین عطا فرماتی ہے صہ ۱۴

داؤد طائی رح — تفصیل جنید رح بغدادی اور حسن بصری رح میں دیکھیں صہ ۱۴

درید — درید بن الصمہ ۔ سو سالہ بوڑھا جنگ کا ماہر جس کو کفار نے جنگ حنین میں مشورہ کے لیے ساتھ رکھا صہ ۲۳۴، ۲۴۱، ۲۴۶، ۲۵۴

دستگیر رح — پیرِ دستگیر محبوبِ سبحانی، قطبِ ربانی، عبدالقادر گیلانی رح. گیارہویں اور بارہویں صدی عیسوی کے عظیم عالم اور اولیاء اللہ جن کی برتری کو ہر سلسلہ کا صوفی اور ہر اولیا اللہ تسلیم کرتا ہے ۔ آپ والد صاحب کی طرف سے امام حسن رض اور والدہ ماجدہ کی طرف سے امام حسین رض کی اولاد سے تھے ۔ یعنی دو طرفہ علوی تھے اور حضور صلعم پاک کے دو نواسوں کی اولاد سے تھے آپ کی بے شمار تصنیفات میں فتح الربانی علم کا سمندر مانی جاتی ہے ۔ ایک تصنیف غنیتہ الطالبین کے بارے البتہ اختلاف ہے کہ آپ کی تصنیف ہے یا نہیں ۔ سلسلہ قادریہ آپ سے منسوب ہے گو کچھ

Marfat.com

لوگوں کے خیال کے مطابق آپ نے پیری مریدی کے سلسلہ کی بجائے کھلے دربار میں تبلیغ کی ہے ۔ البتہ چشتیہ، نظامیہ اور صابریہ سلسلہ والے بھی کہتے ہیں کہ اول وہ قادری ہیں اور بعد میں کچھ اور سہروردیہ و نقش بندی سلسلہ کے لوگ بھی آپ کے اسی طرح عقیدتمند ہیں ۔ اسی خطہ میں قادریہ سلسلہ کی بنیاد آپ کی وفات کے سو سال بعد اوچ شریف میں رکھی گئی ۔ لیکن آپ کے لڑکے سید عبدالرزاقؒ کے دو صاحبزادے سید نور عالمؒ اور منظر عالمؒ آپ کی حیات میں ہی اس خطہ میں جہاد کے لیے آ گئے تھے اور کوہستان نمک میں جہاد کرتے ہوئے شہید ہوئے آپ ضلع جہلم کے خوبصورت مقام کلر کہار میں مدفون ہیں اور آپ کی قبروں کی نشاندہی آپ کی شہادت سے کافی عرصہ بعد بابا فرید الدین شکر گنجؒ نے کی ۔ قطب شاہ علویؒ بھی آپ کے حکم پر کوہستان نمک کے مغربی علاقہ موجودہ سون سکیسر میں اسلام کی تبلیغ اور جہاد کے لیے آئے ۔ البتہ وہاں پر علوی قبائل پہلے ہی محمود غزنویؒ نے آباد کر دیئے تھے اور وہ جہاد میں مصروف تھے ۔ قطب شاہؒ اُن میں آ کر شامل ہو گئے صہ ۱۴۱

دُلدُل — وہ خوش قسمت سفید رنگ کا خچر جس پر سرکار دو عالمؐ جنگ حنین کے روز سوار تھے صہ ۲۴۱

دومتہ — دومتہ الجندل ۔ متعدد مہمات صہ ۱۱۶، ۲۷۲، ۲۷۹، ۳۰۷، ۳۰۸، ۳۱۹، ۳۲۰، ۳۲۱، ۳۳۴

Marfat.com

(ذ)

ذاتِ الرقاع — ذاتِ الرقاع اور نخل کی مہم صد ۱۱۶، ۳۰۶

ذاتِ اطلاع — ذاتِ اطلاع کی قربانی صد ۳۲۸

ذات السلاسل — ذات السلاسل کی مہم صد ۳۲۹

ذاتِ عرق — ذاتِ عرق کی مہم صد ۳۲۸

ذوالخلیفہ — صلح حدیبیہ کی مہم کے سلسلہ میں اس مقام پر قربانی کی ابتدائی رسمیں ادا فرمائیں صد ۱۶۴

ذوالنون — ذوالنون مصریؒ۔ اسلام کی دوسری صدی کے عظیم صوفی جن سے متعدد بزرگوں نے روحانی طور پر استفادہ کیا صد ۱۴

ذفران — مدینہ اور بدر کے درمیان ایک مقام، جہاں جنگ بدر کے سلسلہ میں اس مقام کا ذکر آتا ہے صد ۴۷، ۴۸، ۵۲

ذو قرد — ذو قرد پر چڑھائی صد ۱۵۲، ۱۵۵، ۳۰۸

ذی القصہ — ذی القصہ کی مہم صد ۳۱۷

(ر)

رابعہؒ — رابعہ بصریؒ۔ اسلام کی دوسری صدی کی اور شاید پہلی عورت جس کی روحانی منزلیں زبان زد عام ہیں۔ آپ کی پاکبازی اور زندگی کی عملی مثالیں مسلمان عورتوں کے لیے نشانِ راہ ہیں صد ۱۴

رازیؒ — امام فخر الدین رازیؒ۔ تیرھویں صدی عیسوی کے عظیم عالم جنہوں نے اس کام کو جاری

Marfat.com

رکھا جو امام غزالیؒ نے شروع کیا تھا متعدد تصنیفات کے علاوہ آپ نے معتزلہ فرقہ کو لاجواب کر دیا اور اسلام کی بڑی خدمت کی صہ ۱۲۰

ربذہ مدینہ کے نزدیک وہ مقام جہاں عاشق رسولؐ اور عظیم صحابی حضرت ابوذر غفاریؓ نے اطاعتِ امیر کے تحت زندگی کے آخری ایام گزارے صہ ۱۳۱

رجیع رجیع یا الرجی کے شہداء، قبیلہ عضل اور قارہ کا ظلم اور قریش مکہ کا مسلمانوں کو خرید کر پھانسی چڑھانا۔ ۱۱۳، ۳۱۶

رماۃ وہ مشہور پہاڑی جہاں جنگِ احد میں حضورؐ پاک نے عبداللہؓ بن جبیر کے تیر انداز پوزیشن میں لگائے۔ بعض جگہ نام عینین بھی بتایا گیا ہے صہ ۹۴، ۱۰۵

رومیؒ مولانا جلال الدین رومیؒ۔ تیرھویں صدی عیسوی کے عظیم عالم اور صوفی کو نیا موجودہ ترکی میں دفن ہیں۔ خود روحانی طور پر پیر دستگیر محبوب سبحانیؒ کے سلسلہ قادریہ سے تعلق رکھتے تھے لیکن ان کا اپنا بھی ایک سلسلہ مولی اور درویشوں کا وجد میں آ کر ناچنے کی روایت بھی شروع ہو گئی آپ کی شمس تبریزیؒ سے ملاقات اور اس کے بعد رویہ میں تبدیلی از خود بڑے مضمون ہیں اور مثنوی مولانا رومیؒ آج سے سو سال پہلے اس خطہ میں گھر گھر میں ایک متبرک کتاب کے طور پر رکھی جاتی تھی علامہ اقبالؒ ان سے بہت متاثر ہیں کیونکہ مولانا اپنے کلام میں علامہ اقبالؒ کی طرح جہاد کی تبلیغ فرماتے ہیں مصلحت در دین ما جنگ و شکوہ صہ ۱۳

Marfat.com

(ز)

زبیرؓ حضرت زبیرؓ بن عوام حضورؐ پاک کی پھوپھی حضرت صفیہؓ کے بیٹے حضورؐ پاک کے ہم زلف اور جناب صدیق اکبرؓ کے داماد۔ عشرہ مبشرہ میں شامل حضورؐ پاک کے زمانے اور بعد میں خلفاء راشدین کے زمانے میں جنگوں میں شامل رہے۔ جنگ خندق کے بعد دشمن کی پسپائی کے بعد ان کی تاک میں رہے۔ جنگِ جمل کے وقت شہید ہوئے صد ۵۳، ۸۸، ۱۳۵، ۱۳۶، ۱۳۸، ۲۳۱

زنگی عماد الدین زنگی۔ موصل کا عطابیگ۔ بارھویں صدی میں سب سے پہلے صلیبوں کے ساتھ ٹکرلے کر ان کو شام و فلسطین سے نکالنے کی بنیاد رکھی صد ۱۴۱

زنگی نورالدین زنگی۔ عماد الدین کا بھتیجا اور داماد اور سلطان صلاح الدین ایوبی کا رہنما۔ صلیبوں سے جنگ جاری رکھی لیکن آپ کو حضورؐ پاک کے جمال دیکھنے کی جو سعادت ہوئی اور پھر آپنے جو حضورؐ پاک کے جمال وجلال کے جاری وساری ہونے میں شرکت کی سعادت حاصل کی اس کو ئی قلم بیان نہیں کر سکتی آپ کو حضورؐ پاک کا آکر خواب میں ملنا اور شر پسند یہودیوں کی نشاندہی کرنا اور پھر نورالدین کا جاکر مدینہ میں ان کو قتل کرنا اور روزہ مبارک کے چاروں طرف پگھلا ہوا شیشہ ڈلوانا وغیرہ باتیں ہماری تاریخ میں موجود ہیں لیکن جو بات ہم بھول جاتے ہیں وہ یہ ہے کہ حضورؐ پاک نے بھی قوم سے اس وقت ایسے آدمی کو اتنا دور جاکر منتخب فرمایا۔ جس کے جلال سے صلیبی کانپ رہے تھے۔ ورنہ حضورؐ پاک کسی عالم یا فقیر کو مدینہ شریف میں

Marfat.com

ہی منتخب فرما سکتے تھے اور مدینہ شریف ہمیشہ غلاموں اور عاشقوں سے بھرا رہتا ہے تو یاد رکھیں کہ حضورؐ پاک کو بھی اپنی امت کے غیرت مند جلال والے لوگ زیادہ عزیز ہوتے ہیں کہ مسلمان اللہ کی فوج ہیں اور مسلمان میں جلال نہیں تو وہ کیسے اللہ کی فوج میں شامل ہو سکتا ہے اور جلال غیرت و سپاہیانہ اوصاف سے پیدا ہوتا ہے ص ۱۳، ۱۴

زہریؒ — امام زہریؒ اسلام کی پہلی صدی کے مورخ اور ان چالیس بزرگوں میں شامل ہیں جنہوں نے ابن اسحٰق اور واقدی سے پہلے بھی فن مغازی پر کتابیں لکھیں ص ۲۹۹

زیدؓ — حضرت زیدؓ بن حارث۔ حضورؐ پاک کا آزاد کردہ غلام جو نبوت سے پہلے ہی حضورؐ پاک کے جلال و جمال کو دیکھ چکے تھے۔ زیدؓ نے حضورؐ پاک کو بہت قریب سے دیکھا آپ کی جنگ موتہ میں شہادت ہوئی اس دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد اسلام کے لحاظ سے زندگی کا سلسلہ جاری و ساری رہتا ہے اور جب پردہ ہٹ جاتا ہے اور موت کا دروازہ کھل جاتا ہے تو برزخ میں داخلہ ہو جاتا ہے چنانچہ حضورؐ پاک کے اس جہان سے سفر کے بعد آگے پیغمبروںؑ کے علاوہ استقبال کرنے والوں میں کچھ ہم سفر اور ہم راز بھی ہونا چاہیے تو جناب حمزہؓ، جعفرؓ، عبیدہؓ، عبداللہؓ بن رواحہ اور زیدؓ بن حارث ان متعدد استقبالیوں کے آگے آگے ہوں گے ص ۶۱، ۱۹۶، ۲۰۰، ۲۰۳، ۲۰۷، ۲۱۰، ۲۱۵، ۳۱۳، ۳۱۸، ۳۱۹، ۳۲۱،

Marfat.com

۳۲۹،۳۲۵

(س)

سخرۃ الیمام — مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک مقام صہ ۱۵۱،۱۴۵

سعد — بنو سعد ایک قبیلہ صہ ۱۱۷

سعدؓ — حضرت سعدؓ بن ابی وقاص۔ حق کی راہ میں ہتھیار اٹھانے کی اولین سعادت عشرۂ مبشرہ میں شامل اور دور کے رشتہ سے حضورؐ پاک کے ماموں، واحد اصحاب جن کے لئے حضور پاک نے فرمایا "میرے ماں باپ آپ پر قربان"۔ فاتح ایران صہ ۳۳، ۴۰، ۵۳، ۹۴، ۳۱۱، ۳۱۲، ۳۱۳

سعدؓ — سعدؓ بن عبادہ۔ انصار مدینہ کے قبیلہ خزرج کے سردار۔ اولین اسلام لانے والوں میں شمار ہوتے ہیں۔ خیبر کے کوچ کے وقت علم اٹھانے کی سعادت، حنین کے مال غنیمت کی تقسیم کا نصہ اور حضورؐ پاک کے ساتھ سب جنگوں میں شرکت کی سعادت صہ ۱۳۳، ۱۸۱، ۲۵۰، ۲۹۰۔

سعدؓ — سعدؓ بن معاذ۔ انصار مدینہ کے قبیلہ اوس کے سردار۔ جنگ بدر کی مشاورت میں انصار کے قربان ہو جانے کا وعدہ۔ جنگ بدر کے کوچ کے علمبردار اور جنگ کے دوران حضورؐ پر سنتری کا کام بنو قریظہ کو شر سے باز رہنے کی ہدایت اور جنگ خندق کے بعد اُن کے قتل کا فیصلہ۔ جنگِ خندق کے زخموں کی وجہ سے شہادت۔ حضرت سعدؓ کی بلندیاں قابل رشک ہیں صہ ۴۰، ۴۷، ۴۸، ۱۳۳،

Marfat.com

۱۳۹، ۱۴۰، ۱۴۱

سعیدؓ حضرت سعیدؓ بن زید۔ حضرت عمرؓ کی بہن حضرت فاطمہؓ کے خاوند عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں آپ دونوں میاں بیوی نے فاروق اعظمؓ کو جو حضورؐ پاک کے جلال و جمال کی جھلک پیش کی ان کی بخشش کے لیے یہی ایک عمل کافی ہے۔ جنگ بدر میں شرکت نہ کر سکے کہ حضرت طلحہؓ کے ساتھ دیکھ بھال پہ گئے ہوئے تھے ۴۵، ۵۸

سفیان سفیان ثوریؒ۔ اسلام کی پہلی اور دوسری صدی کے عالم اور صوفی حاکم وقت سے دور رہے کہ ان کے طریقہ کار پسند نہ تھے صہ ۱۴

سلامان بنو سلامان ایک قبیلہ صہ ۲۸۸

سلمانؓ حضرت سلمان فارسیؓ۔ حق کی تلاش میں دو سو سال چکر لگاتے رہے اور پھر مدینہ میں صدق سلمانی کو حق مل گیا۔ بڑی لمبی عمر پائی۔ جنگ خندق کے وقت مشورہ اور پتھر کی جھیکوں کا بیان آپ خلفائے راشدین کے زمانے میں زیادہ عمر کے باوجود جہاد میں شریک رہے اور عراق کے ایک مقام سلمان پاک آپ کے نام سے موسوم ہے وہاں دفن ہیں صہ ۱۱۷، ۱۱۸، ۱۲۹۔

سلمہؓ حضرت سلمہؓ بن اسلم۔ جنگ خندق کے دوران یہودی قبائل والے علاقہ کی طرف حفاظتی دستہ کی کمانڈ صہ ۱۳۱

سلطان ٹیپو جس نے سو سال گیدڑ کی زندگی کی بجائے ایک دن شیر کی زندگی کو بہتر سمجھا یہی اسلام کی فلسفۂ حیات ہے لیکن ہم نے سو سال گیدڑ والی زندگی گزاری اور اب بھی بات

Marfat.com

کی تہ تک نہیں پہنچ پائے صد ۱۴

سلاسل — جنگ سلاسل. خالدؓ بن ولید کی ایرانیوں کے خلاف جنگ جہاں ایرانیوں نے اپنے آپ کو ایک دوسرے کے ساتھ زنجیروں کے ذریعہ باندھا ہوا تھا صد ۳۹

سلیمان — سید سلیمان ندوی. اس صدی کا مورخ صد ۲۹۹

سلیمانؑ — حضرت سلیمانؑ پیغمبر صد ۱۸۳

سلیم — بنو سلیم ایک قبیلہ صد ۱۱۷، ۳۰۴، ۳۲۴

سنجر و سلیم — سنجر سلجوقی خاندان کا سلطان تھا اور سلیم عثمانیہ خاندان کا. سنجر کو وسیع علاقہ پر قابض نہ تھا لیکن اس میں تڑپ تھی اور اس نے صلیبیوں کی یلغار کو روکا. سلیم نے مسلمانوں کو وحدت میں پرونے کی کوشش کی اور یورپ اس کے نام سے کانپتا تھا. پرانی کتابوں میں لکھا ہے کہ سلطان سلیم کو کس نے ہنستے نہیں دیکھا علامہ اقبالؒ نے ان دونوں صاحبان کو حضورؐ پاک کے جلال کو جاری و ساری کے سلسلہ میں کیوں چنا شاید اس میں کوئی اور راز ہو. لیکن وہ چشمہ جاری ہے اور کسی کا نام تو حکیم الامت نے لینا تھا. اسی شعر میں جمال کے سلسلہ میں بایزید بسطامیؒ اور جنید بغدادیؒ کو چنا جن کا ذکر بھی اشاریہ میں ہو چکا ہے. کتاب کا نام چونکہ علامہ کے اس شعر پر ہے اس لیے یہ وضاحت ضروری تھی صد ۱۴، ۲۱۱.

سہروردی — بارھویں صدی عیسوی کے سہروردی سلسلہ کے بانی. اس خطہ میں بہا الدین ذکریا ملتانی اور شاہ جلال سہلٹؒ والے سہروردی سلسلہ کے عظیم صوفی ہو گزرے ہیں صد ۱۲۱

Marfat.com

سہروردی مقتولؒ اسی زمانے کے اور اسی خاندان کے بزرگ جو فلسفہ اشراق کے بانی ہو گزرے ہیں علماء کو ان کے ساتھ کچھ اختلاف تھا اور مقدمہ میں ان پر کفر کا فتویٰ صادر کیا گیا اور مقتولؒ ہوئے منصورؒ کی طرح بعد کی چھان بین سے پتہ چلا کر علماء نے کچھ زیادتی کی ہے صہ ۱۳

سویق — سویق کی مہم صہ ۳۰۴

سہیل — سہیل بن عمر۔ قریش مکہ کا صلح حدیبیہ کے لیے سفیر اور حضرت ابوجندلؓ کا والد صہ ۱۷۲، ۲۲۲

سیف البحر — سیف البحر کی مہم صہ ۳۱۰

سرحبیں — زمانۂ جہالت کا رہزن اور اسلام کے زمانے میں رہنما صہ ۳۴۰

(ش)

شاملؒ — امام شاملؒ۔ اہلِ یورپ کا شیمویل۔ انیسویں صدی کا مسلمان مجاہد جس نے وسط ایشیا میں روسی طاقتوں کے خلاف لگاتار کئی سال جہاد جاری رکھا اور عظیم قربانی دی۔ اپنوں کی غداری کی وجہ سے اس دنیا میں کامیابی نہ ہوئی لیکن تڑپ چھوڑ گیا جو وسط ایشیا میں کبھی بھی بھڑک سکتی ہے صہ ۱۴

شبلیؒ — حضرت جنید بغدادیؒ کے مرید اور منصور کے ہمعصر صہ ۱۴

شبلی — سیرۃ النبی کا مصنف صہ ۲۹۶

شرجیل — شرجیل بن عمر غسانی قبیلہ کا سردار جس نے مسلمان سفیر کو شہید کر دیا صہ ۱۹۸،

Marfat.com

١٩٩، ٢١٣

شیینات الوداع۔ تبوک کی مہم کے لیے حضورؐ پاک کا مدینہ سے باہر پڑاؤ صد ٢٦٧

شیماؓ حضورؐ پاک کی رضاعی بہن صد ٢٤٦

شینتہ المرا معرکہ شینتہ المرا صد ٤٠، ٣١١

(ص)

صفرا بدر کے نزدیک ایک مقام صد ٤٦، ٤٧، ٣١١

صفیہؓ صفیہؓ دختر عبدالمطلبؓ۔ حضورؐ پاک کی پھوپھی اور حضرت زبیرؓ کی والدہ صد ١٣٦،
١٨١

صفیہؓ ام المومنین حضرت صفیہؓ صد ١٨٥، ١٨٦

صفوانؓ بن امیہ۔ فتح مکہ کے روز اسلام لائے صد ٦٠، ٨٨، ٢٢٢، ٢٣٠، ٢٣١

صلاح الدین ایوبی۔ بارہویں صدی عیسوی کا عظیم مسلمان سلطان جو نسلاً کرد تھا۔ مصر کو فتنہ سے پاک
کیا اور صلیبیوں کو جگہ جگہ شکست دے کر بیت المقدس کو واپس بحال کیا صد ١٣، ١٤

(ض)

ضرارؓ ضرارؓ بن الازور۔ بنو اسد کا عظیم مجاہد جس نے فتوحات شام میں بڑا نام پیدا کیا صد ٢٦٢

ضرار مسجد۔ فتنہ والی مسجد صد ٢٧٤، ٢٨١

ضمامؓ بن ثعلبہ بنو سعد کا عظیم مسلمان جس کی حضورؐ پاک نے بھی تعریف کی صد ٢٨٧

ضیاؓ بن خلیفہ اسلام کا قیصر روم کی طرف سفیر صد ٢٤٥

Marfat.com

(ط)

طارق — طارق بن زیاد. فاتح سپین صہ ۱۴

طائف — عرب کا مشہور شہر. طائف کا محاصرہ. قبیلہ ثقیف کا علاقہ صہ ۲۱۳، ۲۳۶، ۲۴۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۲، ۲۸۱، ۳۰۹۔

طربہ — طربہ یا تربہ کی مہم صہ ۳۲۶

طرف — طرف کی مہم صہ ۳۱۹

طلحہؓ — حضرت طلحہؓ بن عبید اللہ. عشرہ مبشرہ میں شامل، صاحب احد. جنگ جمل کے وقت شہید ہوئے صہ ۴۵، ۴۷، ۵۸، ۹۴۔

طلحہ — طلحہ بن عبداللہ جنگ احد میں کفار کا علمبردار صہ ۸۸

طے — قبیلہ طے. حاتم طائی کا قبیلہ صہ ۲۷۸، ۲۹۲

(ع)

عاصم — عاصمؒ بن عمرؓ بن قتادہ۔ اسلام کی پہلی صدی کے مورخ جنہوں نے فن مغازی پر لکھا صہ ۲۹۹.

عالمگیرؒ — ابوظفر محی الدین اورنگ زیب عالمگیرؒ. تاجدار ہند، مغلیہ سلطنت کا بادشاہ جس نے اسلام کی خاطر بھائیوں اور باپ کو بھی قربان کر دیا. ورنہ اپنے ہاتھ سے کما کر کھانے والے کو بادشاہی کی تو کوئی ضرورت نہ تھی اکبر اور باقی بے دین لوگوں نے اسلام کے خلاف جو طوفان برپا کیا عالمگیر نے اس شر کو ختم کرنے کی کوشش کی صہ ۱۴

Marfat.com

عامرؓ — حضرت عامرؓ بن اکوع۔ جنگ خیبر کے لیے کوچ کے وقت رجز پڑھنا صہ ۱۸۱

عباسؓ — حضرت عباسؓ بن عبدالمطلبؓ حضورؐ پاک کے چچا۔ بیعت عقبہ ثانی کے وقت موجودگی۔ اسلام کو پوشیدہ رکھنا۔ بدر میں مجبوراً شرکت اور قید ہونا۔ بعد میں مسلمانوں کے خلاف شرکت نہ کرنا اور حضورؐ پاک کو مکہ کے حالات سے باخبر رکھنا۔ فتح مکہ کے وقت اسلام کا اعلان اور پھر خدمت صہ ۳۷، ۳۸، ۶۱، ۶۳، ۷۳، ۱۰۰، ۱۹۱، ۱۹۲، ۱۹۵، ۲۲۶، ۲۴۳۔

عبدالرحمٰنؓ — عبدالرحمٰنؓ بن عوف۔ عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ دومۃ الجندل کی مہم کی سپہ سالاری صہ ۶۰، ۱۵۸، ۳۰۸، ۳۲۰۔

عبدالمطلبؓ — حضورؐ پاک کے دادا اور قریش کے رئیس۔ جنگ حنین میں حضورؐ پاک نے اپنا نسب بیان کرتے آپ کا ذکر کیا صہ ۲۴۳

عبداللہ بن ابی مدینہ کا منافق اور شیطان کا سینگ صہ ۷۴، ۸۵، ۸۶، ۱۱۵، ۱۵۶، ۱۵۷، ۲۶۷، ۲۶۸، ۳۰۷۔

عبداللہؓ بن انیس خالد بن سفیان کا قتل صہ ۱۱۳، ۳۱۴، ۳۱۵۔

عبداللہؓ بن جبیر جنگ احد میں رماتہ پہاڑی پر تیر اندازوں کے کمانڈر صہ ۸۸، ۹۰، ۹۳، ۹۹۔

عبداللہؓ بن جدرد جنگ حنین سے پہلے دشمن کے علاقہ میں جاسوسی ۲۲۷

عبداللہؓ بن جحش۔ حضورؐ پاک کے پھوپھی زاد بھائی اور ام المومنین حضرت زینبؓ کے بھائی جنگ احد میں شہید ہوئے صہ ۴۰، ۵۷، ۹۳، ۳۱۲۔

Marfat.com

عبداللہ بن ربیعہ جنگ احد میں کفار کے تیر انداز دستے کا کمانڈر صہ ۸۸

عبداللہؓ بن رواحہ مشہور انصار صحابی۔ بیعت عقبہ ثانی میں موجودگی۔ انصار کے بارہ نقیبوں میں سے ایک۔ عتبہ کے مقابلہ کے لیے جنگ بدر میں آگے نکلنا۔ خیبر اور یہودیوں کے علاقہ کی دیکھ بھال اور شرپسندوں کو قتل کرنا۔ ادائے عمرہ کے وقت حضورؐ پاک کے اونٹ کی مہار پکڑنا۔ عاشق رسولؐ۔ شاعر۔ جنگ موتہ کا تیسرا نامزد سپہ سالار اور شہادت آپ کے مقامات کو کسی قلم سے بیان کرنا ناممکن ہے صہ ۵۹، ۶۱، ۱۲۸، ۱۳۳، ۱۹۴، ۱۹۶، ۲۰۳، ۲۰۴، ۲۰۵، ۲۰۶، ۲۰۷، ۲۰۸، ۲۱۰، ۲۱۵، ۳۲۲، ۳۲۹

عبداللہؓ بن عباسؓ حضورؐ پاک کے چچیرے بھائی اسلام کے عظیم عالم مدینہ میں درس کی بنیاد ۱۹۵

عبداللہ بن عمرؓ جناب فاروق اعظمؓ کے عالم صاحبزادے مدینہ میں درس صہ ۲۰۸، ۲۴۲، ۳۲۰

عبداللہؓ بن مسعود اسلام کا عالم باعمل ہوا اپنا تمام علم حضرت مقدادؓ کے ایک سپاہیانہ فقرے: ہم قربان کرنے کو تیار تھے۔ عاشق رسولؐ کوفہ میں جس درس کی بنیاد رکھی حنفی فقہ ادھر سے ہی شروع ہوا۔

عبداللہؓ ذوالبجادین۔ مہم تبوک سے واپسی پر راستے میں وفات اور حضورؐ پاک نے جناب ابوبکرؓ اور عمرؓ کی رفاقت میں اپنے دست مبارک سے لحد میں آتار۔ سبحان اللہ کیا شان ہے اللہ کی عطا ہے صہ ۲۷۵۔

عبیدہؓ بن حارث حضورؐ پاک کے چچیرے بھائی۔ شہید بدر صہ ۵۸، ۵۹، ۶۱، ۲۰۴، ۳۱۱، ۳۱۲

عتابؓ بن اسید فتح مکہ کے بعد حضورؐ پاک نے مکہ کے امیر مقرر فرمائے صہ ۲۸۳

Marfat.com

عتبہؓ بن اسید صلح حدیبیہ کے تحت مکہ واپسی اور راستے سے بھاگ کر ساحل کے قریب اپنا الگ پڑاؤ اوروں کو دعوت اور قریش کے قافلوں پر حملے صہ ۱۷۴

عثمانؓ بن ابی العاص۔ طائف کی امارت صہ ۲۸۶

عثمانؓ بن عفان۔ بنوامیہ کے عظیم فرزند، خلیفۂ سوم اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں شرم وحیا کی مثال بدر اور ایک مہم کو چھوڑ کر حضورؐ پاک کے زمانے میں سب جنگوں میں شرکت فرمائی بیعت رضوان کی بنیاد بنے اور ان کی خلافت کے زمانے میں بڑی فتوحات ہوئیں ذوالنورین حضورؐ پاک کے داماد ہونے کا شرف اور آپ کی شان کو کون بیان کرسکتا ہے جب حضورؐ پاک کی دوسری بیٹی ام کلثومؓ کی وفات ہوئی تو آپؐ نے فرمایا۔ اگر آج میری کوئی اور بیٹی ہوتی تو عثمانؓ کے عقد میں دیتے لیکن اُن کے زمانے میں تفرقہ ڈالنے کی وجہ سے ہماری سزا الٰہی ابھی ختم نہیں ہوئی صہ ۴۶، ۵۸، ۶۱، ۱۳۰، ۱۷۱، ۱۷۲، ۲۶۴، ۲۷۱، ۳۰۵۔

عدیؓ بن حاتم قبیلہ طے کے مشہور سخی حاتم طائی کا بیٹا عدیؓ مسلمان ہوگیا تھا صہ ۲۸۷

عروہؓ بن زبیرؓ عروہؓ بن زبیرؓ نے اپنی خالہ ام المومنین جناب عائشہ صدیقہؓ سے حدیثیں اکٹھی کیں۔ اور فن مغازی پر لکھا صہ ۲۹۸

عروہؓ بن مسعود ثقفی۔ حدیبیہ کے وقت قریش کی طرف سے حضورؐ پاک کی خدمت میں حاضری۔ ابوسفیانؓ کا داماد۔ بعد میں اسلام قبول کیا اور شہید ہوئے صہ ۱۶۹، ۲۴۸، ۲۸۱، ۲۸۳۔

Marfat.com

عسفان — مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک پڑاؤ اور مکہ کے نزدیک صد ۱۵۱، ۱۵۳

عطارؒ — فریدالدین عطارؒ. تیرہویں صدی کے نیشاپور کے مشہور مسلمان صوفی جو پہلے پیشہ کے لحاظ سے حکیم اور عطار تھے. منگولوں کے بھرپور حملوں کے دوران مشیت ایزدی کے آگے سر جھکا کر شہید ہوئے صد ۱۳

علاؓ بن الحضرمی — بحرین کے امیر مقرر ہوئے صد ۲۹۱

علاؤالدین خلجی — اس خطے کے عظیم مسلمان بادشاہ جس کو غیروں نے تاریخ میں صحیح نہیں پیش کیا آپ نے ایک طرف اسلام کو جنوب میں راس کماری تک پھیلایا اور دوسری طرف اس خطہ کو منگولوں کی تباہی سے محفوظ رکھا صد ۱۴

عمرؓ بن حزم — نجران کے عامل صد ۲۸۸

عمرؓ بن امیہ — بیر معونہ کی قربانی اور رجیع کے شہدا کا بدلہ صد ۳۶۱، ۳۳۸

عمرؓ — حضرت عمرؓ بن خطاب. خلیفہ دوم، عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں. جناب ام المومنین حضرت حفصہؓ کے والد. آپ کا نام مبارک سن کر قیصر و کسریٰ کے درباروں میں کپکپی طاری ہو جاتی تھی. آپ کے زمانے میں ایران، شام اور مصر فتح ہوئے. حضورؐ پاک کا غلام اور غلامی میں فخر اسلام کی ننگی تلوار. سادگی اور حضورؐ پاک کے زمانے میں ہر جنگ اور مہم میں شریک ہوئے. روز قیامت حضورؐ پاک کی امت کی مثالی شخصیت کے طور پر پیش کئے جائیں گے. حضورؐ پاک کے جلال کی ایک عظیم جھلک ہیں صد ۳۳، ۴۰، ۴۸، ۵۹، ۷۳، ۹۳، ۹۴، ۱۳۶، ۱۵۶، ۱۷۱، ۱۸۷، ۱۹۹، ۲۲۴، ۲۴۳، ۲۷۵، ۲۷۸، ۳۲۶،

Marfat.com

۳۲۸، ۳۳۰، ۳۳۱، ۳۳۲

عمر بن سالم بنو خزاعہ کا رئیس صہ ۲۲۲

عمرؓ بن عاص صلح حدیبیہ کے بعد خالدؓ کے ساتھ مدینہ آکر اسلام قبول کیا۔ پہلے اسلام کی مخالفت
پھر عظیم خدمت۔ فاتح مصر صہ ۱۳۲، ۱۷۵، ۲۰۴، ۲۶۱، ۳۲۷، ۳۲۸، ۳۲۹۔

عمر بن عبدو عرب کا مشہور پہلوان جنگ خندق میں حضرت علیؓ کی تلوار نے اس کا کام تمام کیا صہ ۱۳۴
۱۳۶، ۱۴۱۔

عمرو بن معدیکرب۔ قبیلہ زابد کا پہلوان پہلے اسلام قبول کیا۔ پھر مرتد ہوگیا۔ بعد میں پھر اسلام لے آیا
صہ ۲۹۰

عکاشہؓ بن محسن کی بنو اسد کی سرکوبی صہ ۳۱۷

عکرمہؓ بن ابوجہل فتح مکہ کے بعد اسلام لائے پھر اسلام کی بڑی خدمت کی جنگ یرموک میں شہادت
کے نام پر بیعت کی صہ ۶۰، ۸۸، ۱۳۲، ۱۳۶، ۲۲۲، ۲۳۰، ۲۳۱، ۳۱۱۔

علیؓ حضرت علیؓ المرتضے بن ابی طالبؓ۔ اسد اللہ، غالب، حیدر کرار، ابوتراب، ابوالحسن و
حسین، حضورؐ پاک کے چچیرے بھائی اور داماد، خانہ کعبہ میں پیدائش، علم کا دروازہ
فقر میں اپنی مثال نہ رکھتے تھے ہر جنگ کے دولھا، فاتح خیبر، آپ اس طرح ہمہ
صفت موصوف ہیں کہ بیان کرتے وقت ڈر لگتا ہے کہ حق ادا نہ ہوگا صہ ۳۳، ۴۵،
۵۳، ۵۵، ۵۸، ۵۹، ۷۳، ۹۴، ۹۸، ۹۹، ۱۳۶، ۱۳۹، ۱۵۸، ۱۸۱، ۱۸۴،
۱۹۶، ۲۰۶، ۲۲۴، ۲۳۰، ۲۴۳، ۲۴۵، ۲۶۷، ۲۶۸، ۲۸۲، ۲۸۷،

Marfat.com

۲۸۹، ۲۹۳، ۳۰۳، ۳۲۱، ۳۲۵، ۳۳۳، ۳۳۴

عیص — عیص کی مہم صہ ۳۱۸

عینین — پہاڑی۔ جنگ احد۔ رماۃ بھی دیکھیں صہ ۸۸، ۹۴

(غ)

غزالیؒ — امام غزالیؒ۔ گیارہویں اور بارہویں صدی کے عظیم عالم۔ آپکی تصنیفات منقذ فی الضلال، احیاء العلوم وغیرہ آج بھی اتنی تازہ ہیں جتنی اُس وقت تھیں آپنے باطنیہ اور معتزلہ کے بحث مباحثہ کو ختم کیا۔ آپ ابوالحسن اشعریؒ۔ امام حنبلؒ اور امام شافعیؒ سے زیادہ متاثر تھے لیکن آخری عمر میں درس نظامیہ کے پرنسپل کا کام چھوڑ کر فقر اختیار کر لیا اور روحانی دنیا میں قدم رکھ دیا صہ ۱۳

غسانی — اردن اور عرب کی سرحد پر قبیلہ غسان صہ ۲۶۳، ۲۸۸

غورث — حضورؐ پاک پر حملہ کی کوشش صہ ۳۰۷

غطفان — بنو غطفان ۱۱۷، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۵۴، ۱۷۶، ۱۸۲، ۳۰۴، ۳۲۲، ۳۲۷۔

(ف)

فاطمہ الزہرہؓ — بنت رسولؐ، زوجہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ۔ اور امام حسنؓ امام حسینؓ اور حضرت زینبؓ کی والدہ۔ ابوسفیانؓ کی آپکی خدمت میں حاضری صہ ۲۲۴

فاطمہ بن عبداللہ ۱۹۱۲ میں طرابلس کے غازیوں کو پانی پلاتے شہید ہوئیں صہ ۱۸۱

فخری پاشاؒ عاشق رسولؐ، سلطنت عثمانیہ کا مدینہ کا آخری گورنر۔ لڑائی کے ختم ہونے کے دو سال

Marfat.com

بعد تک مدینہ کا دفاع کرتا رہا. آخر انہوں نے غداری کی اس صدی کا عظیم مجاہد صد ۱۴

فدک — فدک پر حملہ صد ۳۲۱

فرابی — گیارہویں بارہویں صدی کا مسلمان فلسفی صد ۱۳

فزارہ — بنو فزارہ. قبیلہ ۲۸۶، ۲۸۷

فریڈرک — اٹھارویں صدی کا جرمنی کا بادشاہ. قرآن اور نماز سے متاثر ہو کر موجودہ ڈرل اور ترچھے حملے کا بانی سمجھا جاتا ہے صد ۱۶۰

(ق)

قالون — سلطان قالون. مصر کا مملوک سلطان. سلطان بیبرس کے بعد بھی منگولوں کو شکستیں دیتا رہا صد ۱۴

قرۃ الغمیم — مکہ کے نزدیک ایک مقام صد ۱۵۱، ۱۶۵

قرطا — قرطا کی مہم صد ۳۱۷

قطبؒ شہید — اس صدی کا مصر کا عظیم مسلمان صد ۱۸

قطن — قطن پر حملہ ۳۱۴

قریظہ — بنو قریظہ. مدینہ کا یہودی قبیلہ صد ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۷، ۱۳۱، ۱۳۳، ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۰، ۱۵۰، ۱۷۹، ۳۰۰، ۳۰۸

قیس — عبد قیس کا وفد صد ۲۹۰

قیصر — قیصر روم. قسطنطیہ کا بادشاہ، ہرقل بھی دیکھیں صد ۳۳، ۱۰۷، ۱۹۸، ۱۹۹، ۲۶۳

Marfat.com

قینقاع — بنو قینقاع. مدینہ کا یہودی قبیلہ صہ ۱۱۴، ۱۱۵، ۳۰۶

(ک)

کارل مارکس — یہودی اور موجودہ سوشلزم کا باپ گویہ کام مزدک نے شروع کیا تھا اور بابک نے آگے بڑھایا صہ ۱۸۰

کرزبن جابرؓ — مشہور شاسوار. شروع شروع میں کفار کی طرف سے مدینہ پر چھاپہ مارا پھر مسلمان ہو گئے اور اسلام کی خدمت کی فتح مکہ کے روز شہید ہوئے صہ ۲۰۴، ۳۰۳، ۳۰۷، ۳۲۲

کسریٰ — ایران کا بادشاہ صہ ۳۳، ۱۹۷

کعبؓ بن زید — بیر معونہ کی قربانی کے وقت شہداء کے نیچے دب گئے صہ ۳۱۶

کعبؓ بن مالک — جہاد سے گریز مہم تبوک کے وقت اور اس کی سزا اور پشیمانی صہ ۲۷۲، ۲۷۵، ۲۷۶

کعب بن اشرف. مدینہ کا شریند کافر جس کو قتل کر دیا گیا صہ ۱۱۵، ۱۵۰، ۳۱۳

کلاب — بنو کلاب کی سرکوبی صہ ۳۲۶

کلازوٹز — جرمن جنگی ماہر نپولین کی جنگوں میں شرکت. کچھ غیر متعصب فلسفہ جنگ، فن جنگ جنگ کے تقاضوں وغیرہ پر متعدد کتابیں لکھی ہیں جن کو تقریباً یورپ کی سب زبانوں میں شائع کیا گیا ہے. اب اس کا اردو ترجمہ بھی ہوگیا ہے صہ ۶۴، ۸۴، ۱۴۸ -

کندہ — کندہ کا وفد صہ ۲۹۱

کنانہ — کنانہ کا وفد صہ ۲۹۲

Marfat.com

(ل)

لیحان — بنو لیحان کی سرکوبی صہ ۱۵۱، ۳۰۸، ۳۱۶

(م)

محمّد مصطفٰےؐ — حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم۔ آپؐ کا اسم مبارک تقریباً ہر صفحہ پر ہے عام طور پر آپؐ کے لیے حضورؐ پاک کا مخفف استعمال کیا گیا۔ ویسے سرکارِ دوعالم سپہ سالارِ اعظمؐ اور متعدد الفاظ آپؐ کے لیے استعمال کیے گئے۔

مکہ — خانہ کعبہ۔ تقریباً تمام صفحوں پر موجود ہے اور مکہ والوں کے لیے اہلِ مکہ یا قریش کے الفاظ استعمال کیے گئے۔

مدینہ — مدینۃ النبیؐ۔ زمانہ جاہلیت کا یثرب۔ یہ بھی تقریباً ہر صفحہ پر موجود ہے۔ اہلِ مدینہ کے لیے اہلِ یثرب یا انصار کے الفاظ بھی استعمال کیے گئے۔

ماتریدیہؒ — امام ماتریدیہ۔ گیارہویں صدی عیسوی کے عظیم عالم جنہوں نے معتزلہ کے بحث مباحثوں کے لغو ہونے کے ثبوت پیش کیے آپ امام اعظمؒ سے زیادہ متاثر تھے۔

مالکؓ — مالکؓ بن عوف۔ بنو ہوازن اور متحدہ قبائل کی طرف سے کفار کا جنگِ حنین کا سپہ سالار بعد میں اسلام لے آئے صہ ۲۳۶، ۲۴۱، ۲۴۵، ۲۴۶، ۲۴۹، ۲۶۱، ۲۸۱

مالک شاہ — مشہور سلجوق سلطان اور درس نظامیہ کے ذریعہ علم کے پھیلاؤ کے لیے اہم کارروائی کی اور عیسائیوں کے ساتھ بھی بڑے مقابلے کیے آپ گیارہویں صدی عیسوی میں تھے۔

Marfat.com

محمدؒ — محمدؒ فاتح سلطنت عثمانیہ کا عظیم فرزند جس نے حضورؐ پاک کی پیشنگوئی کے مطابق قسطنطنیہ کو ۱۴۵۳ء میں فتح کیا اور وہاں حضورؐ پاک کے میزبان عظیم انصار صحابیؓ ابوایوبؓ انصاری کی قبر مبارک تلاش کر کے مزار بنوایا۔ آپ نے خشکی پر بحری جہاز چلائے اور جتنا بارود کا استعمال آپ نے کیا اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا اور اس کے بعد قلعہ بند لڑائی کی تدبیرات والا معاملہ ختم ہو گیا صہ ۱۴۱، ۱۸۱

محمدؒ بن قاسم — اس خطہ کا مجاہد اوّل۔ سترہ برس کی عمر میں سپہ سالاری کی وجہ یہ تھی کہ قرونِ اولیٰ کے مسلمان بچوں کو بھی علم مغازی پڑھاتے تھے وہ غیرت کا زمانہ تھا صہ ۱۴۱

محمدؓ بن مسلمہ — عظیم انصار صحابی۔ جنگ احد کے وقت حفاظتی دستوں کی کمانڈ۔ کعب بن اشرف کو قتل کیا۔ متعدد جگہوں پر حضورؐ پاک نے ان کو سپہ سالار بنا کر بھی بھیجا صہ ۸۶، ۸۷، ۲۶۷، ۲۶۸، ۳۱۳، ۳۱۷، ۳۱۸۔

محمودؓ بن مسلمہ — جنگ خیبر میں شہید ہوئے صہ ۱۸۴

محمودؒ غزنوی — اس خطہ کا عظیم مجاہد۔ پہلا حملہ کوہستان نمک کے قلعہ بھادیہ پر تھا جس کو مورخوں نے غلطی سے بھیرہ بنا دیا۔ آپ نے وہاں علوی قبائل کو آباد کیا اور گاؤں گاؤں میں مسجد بنوائی تمام آگے والے حملوں کے لیے اس خطہ میں ان کا فرم بیس FIRM BASE تھا۔ فوجی حکمت عملی کا ماہر بتوں کو توڑ کر ہندوؤں کی وحدت فکر اور عقیدہ کو ختم کر رہا تھا۔ دنیا کے کسی فاتح نے جنگوں کے لیے اتنے سفر طے نہیں کیے۔ عاشق رسولؐ اور اسلام کا فلسفہ حیات

Marfat.com

ایک فقرہ میں بیان فرمایا "روز قیامت بت شکن کا نام پسند کرونگا" افسوس کہ سونے کے سکہ کی عوض کسرٰی اور جموں کے شاہنامہ لکھنے والے فردوسی کی باتیں ہم نے سچ سمجھ لیں۔ محمودؒ کے روح کو اس سے خاک تسکین ہوتی محمود تو شہنشاہوں کے شہنشاہ حضورؐ پاک کا شاہنامہ لکھانا چاہتا تھا صد ۱۴۔

شہنشاہ شہنشاہوں کے شہنشاہ حضورؐ پاک کا شاہنامہ لکھانا چاہتا تھا صد ۱۴۔

مرالظہران فتح مکہ کے وقت حضورؐ پاک کا پڑاؤ صد ۲۲۶

مرارؓ بن ابی جہاد سے گریز۔ سزا اور پشیمانی صد ۲۷۵، ۲۷۶۔

مرحب خیبر کا یہودی پہلوان جس کو حضرت علیؓ نے قتل کیا صد ۱۸۲

مسلیمہ کذاب یمامہ کے قبیلہ حنیفہ کا جھوٹا نبوت کا دعویدار۔ جنگ یمامہ میں مارا گیا صد ۲۹۱

مسلمؒ امام مسلمؒ، امام بخاریؒ کے تقریباً ہم زمانہ ہیں۔ آپ نے حدیث مبارکہ کی چھان بین فرمائی اور امام بخاریؒ کی طرح زیادہ زور فقہ اور حدود وغیرہ پر دیا۔ دنیا میں اس زمانے میں قانون کی حکمرانی بہت کم تھی مسلمانوں کی یہ بڑی خدمت ہے اور فقہ کی کتابوں کو لوگ ہاتھوں ہاتھ لیتے کیونکہ قاضی وغیرہ بننے کے بڑے موقع تھے تو علم معازی کو پس پشت ڈال دیا گیا صد ۱۱

مصعبؓ بن عمیر۔ اسلام کا علمبردار۔ حضورؐ پاک سے شکل ملتی جلتی تھی جنگ احد میں شہید ہوئے۔ صد ۴۷، ۵۹، ۷۳، ۸۸، ۹۳

مصطلیق بنو مصطلیق ایک قبیلہ صد ۱۵۵، ۱۵۶، ۱۵۸، ۳۰۹

ملوک کندہ کا وفد صد ۲۹۰

Marfat.com

مغیرہؓ بن شعبہ قبیلہ ثاقف کا مشہور صحابی ۔ حضورؐ پاک پر سنتری کھڑا ہوئے کا اعزاز ۔ بڑی لمبی عمر پائی ۔ خلفائے راشدین کے زمانے میں عراق، ایران کی فتوحات میں اہم کردار ادا کیا ۔ آپ اور حضرت عمروؓ بن عاص اپنے زمانے کے عظیم سیاستدان مانے جاتے ہیں صہ ۱۶۹، ۲۸۱، ۲۸۲ ۔

مغازی: علم مغازی یا المغازی فن جنگ، فلسفہ جنگ اور عسکری تاریخ ابن اسحٰق سے پہلے کم از کم چالیس بزرگوں نے اس پر کتابیں لکھی جو ناپید ہیں ۔ صہ ۲۹۸، ۲۹۹

منصور حسین بن منصور اسلام کی تیسری صدی کے مشہور صوفی جن کو سنگسار کیا گیا ۔ عام صوفیوں کے مطابق اپنا "راز" ظاہر کر بیٹھے آپ کے بعد لوگوں نے عشق رسولؐ کی باتوں کو کھلم کھلا بیان کرنا شروع کر دیا صہ ۱۴

موتہ جنگ موتہ ۱۹۱، ۱۹۷، ۱۹۹ سے ۲۱۶ تک ۲۱۹، ۲۶۳، ۲۹۲، ۳۲۹ ۔

موسیٰؑ حضرت موسیٰؑ پیغمبر صہ ۴۸، ۵۰، ۲۰۵، ۲۰۸

موسیٰ بن نصیر طارق بن زیاد کا امیر اعلیٰ صہ ۱۴

مہر علیؒ پیر مہر علی شاہ گولڑوی جنہوں نے ۱۹۳۸ء میں وفات پائی صہ ۶۷

مہدی سوڈانی انیسویں صدی کے آخری ایام میں حضورؐ پاک کے جلال کی جھلک سوڈان میں ظاہر ہوئی ۔ ایک عظیم مجاہد ۔ ایسی فوج تیار کی جو ہر وقت اللہ کے نام پر قربان ہونے کو تیار تھی اور ہوتی رہی لیکن افسوس آپ کی وفات کے بعد کوئی رہنما نہ مل سکا اسلام کی انیسویں صدی کی ننگی تلوار صہ ۱۴

Marfat.com

(ن)

نجاشیؓ حبشہ کا بادشاہ جس کا حضورؐ پاک نے غائبانہ جنازہ پڑھایا صہ ۲۴، ۱۹۷، ۲۰۴

نجران اہل نجران کا وفد ۲۹۸، ۲۹۲

نخلہ نخلہ کی جھڑپ ۳۱۲

ندوی ابوالحسن ندوی۔ اس زمانے کا عالم اور مصنف کتاب "اسلام پر غیروں کے اثرات

صہ ۱۸

نضیر بنو نضیر یہودی قبیلہ ۱۱۴، ۱۱۵، ۱۱۶، ۱۲۲، ۳۴۴، ۳۰۶۔

نقیب العطش۔ سید نقیب ملائیشیا کے رہنے والے ہیں آج کل امریکہ کی کسی یونیورسٹی میں کام کر رہے ہیں۔ اسلامی عقیدہ اور فلسفہ حیات پر مضمون جو ہماری فوج میں بانٹ دیا گیا ہے

صہ ۱۸

نقش بندی حضرت مجدد الف ثانی کا سلسلہ صہ ۱۴

(و)

وادی القریٰ عاد و ثمود کا علاقہ صہ ۱۹۱

واقدی دوسری صدی اسلام کا عظیم مورخ اسلام کی عسکری تاریخ کو پیارے انداز میں بیان کیا، تجزیئے بھی نہایت اعلیٰ ہیں علماء کا خیال ہے کہ بہادری کے قصوں کو بڑھا چڑھا کر بیان کرتا تھا جس نے جنگ دیکھی ہو اس کو معلوم ہے کہ واقدی نے تو کم بہادری والی باتیں بتائیں اگر جنگ یرموک میں مسلمان فوج

Marfat.com

کی چالیس ہزار تعداد قیصرِ روم کی فوج کے ستر ہزار آدمیوں کو تہ تیغ کر سکتی ہے اور
جو ستر ہزار بھاگ گئے وہ الگ تھے تو واقدی سب کچھ لکھنے کا حق دار تھا۔
لطف کی بات ہے کہ اس کے استاد محمد بن صالح اور شاگرد ابن سعد پر
کوئی اعتراض نہیں کرتا صد ۱۰، ۲۱۹، ۲۹۴، ۲۹۹

(ہ)

ہارونؑ حضرت ہارونؑ پیغمبر صد ۲۶۸
ہرقل قیصرِ روم صد ۱۹۸، ۲۰۶، ۲۶۳، ۲۶۲
ہلالؓ ہلالؓ بن امیہ۔ جہاد سے گریز۔ سزا اور پشیمانی صد ۲۷۵، ۲۷۶
ہمدان ہمدان کا وفد صد ۲۸۹، ۲۹۰
ہندہؓ زوجہ ابو سفیانؓ۔ اسلام نے حضرت حمزہؓ شہید کا کلیجہ چبانے والی کو بھی معافی
دے دی اور بعد میں انہوں نے اسلام کی جنگوں میں شرکت کی۔ جنگ یرموک
میں جب کچھ صاحبان نے سستی دکھائی تو ڈنڈا لے کر خیمہ سے باہر نکل
آئی صد ۲۳۱
ہوازن قبیلہ صد ۲۳۵، ۲۳۶، ۲۴۷، ۲۴۸، ۲۴۹، ۲۵۳، ۲۵۴، ۲۶۱،

(ی)

یامینؓ بن عمیر نفری۔ مہم تبوک میں متعدد صحابہ کی سواری کا بندوبست کیا صد ۲۶۷
یرموک جنگ یرموک ہماری عسکری تاریخ میں فوجی حکمتِ عملی اور تدبیرات کا

Marfat.com

عظیم مظاہرہ اس جنگ کے بعد قیصر روم نے ایشیا چھوڑ دیا۔ اور یورپ کے تاریخ دان اس کے ایشیا کے الوداع کو رو رو کر بیان کرتے ہیں جنرل فلر جیسا متعصب وقائع نگار بھی اس جنگ میں مسلمانوں کی برتری کو تسلیم کرتا ہے۔ ص ۳۹

یمامہ مقام۔ بنو حنیفہ کا علاقہ ص ۲۱۳

یمن علاقہ ص ۲۱۳، ۲۴۸، ۲۸۹

اللہ تعالیٰ کے دربار میں عرض ہے کہ اے رب العالمین جس صاحب نے اس کام کے لیے تیار کیا۔ جن صاحبان نے اس سلسلہ میں میری رہنمائی کی۔ جنہوں نے تیاری اور چھپائی میں مدد دی اور جو اس کتاب کو پڑھیں گے ان سب پر تیری ہزار ہزار رحمت ہو اور حضورؐ پاک کی نگاہ ہو۔

اس کتاب کو پڑھنے والوں کو حضورؐ پاک کی اس سنت پر عمل پیرا ہونے کی طاقت عطا فرما۔ تاکہ حضورؐ پاک کے جلال سے وہ قافلہ تیار ہو جائے۔ جس کو علامہ اقبالؒ بھی تلاش کرتے رہے۔

کونسی وادی میں ہے کونسی منزل میں ہے
عشق بلاخیز کا قافلہ سخت جان

از مصنف کتاب ، اور حضورؐ پاک کا سپاہی۔

(نوٹ) صفحات نمبر ا، ۲، ۱۶، ۱۷، ۳۲۰ جو خالی تھے کتاب میں شامل نہیں کیے گئے۔ قارئین نوٹ فرمالیں۔

Marfat.com

میرے دو ہتھیار ہیں فقر اور جہاد

Marfat.com